تعلیماتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

(اظہار عقیدت)

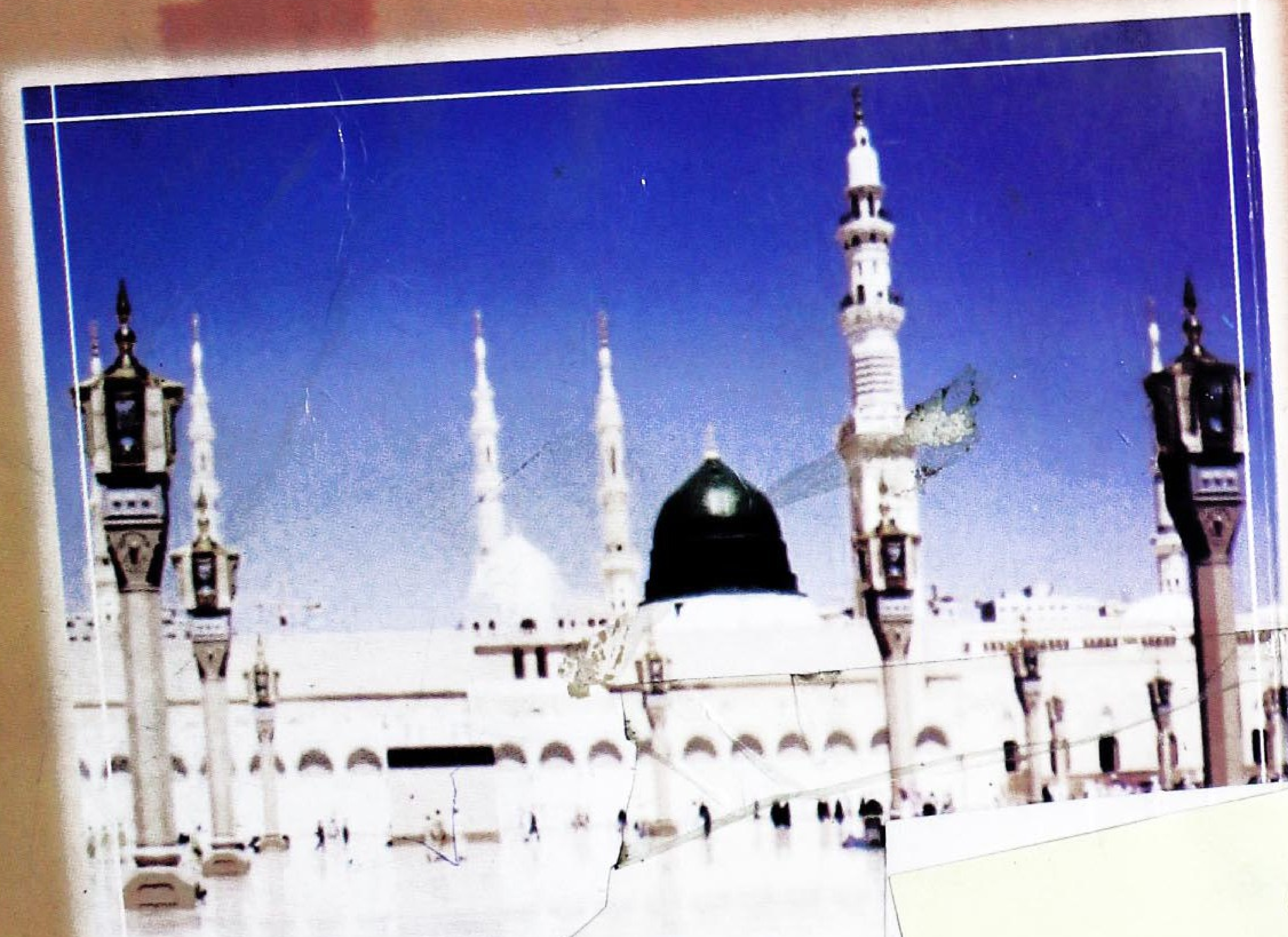

Marfat.com

مرتبین

پروفیسر ڈاکٹر آفتاب مسرور عالم خان

پروفیسر شمیم کوثر

پروفیسر زبیدہ جبین

297.9921
ع 28 م
۸۵۳۸۲

ناشر	گورنمنٹ گرلز ڈگری کالج......کواری روڈ کوئٹہ
سنہ اشاعت	2009ء
پرنٹر	بلال پرنٹنگ پریس
قیمت	-/250 روپے

(جملہ حقوق محفوظ بحق مقالہ نگار)

......فہرست......

1 حرف اول — شمیم کوثر......ایسوسی ایٹ پروفیسر — 1

2 اظہارِ تشکر — پروفیسر ڈاکٹر آفتاب مسرور عالم خان — 3

3 اظہارِ عقیدت — ڈاکٹر انعام الحق کوثر — 6

4 اظہارِ عقیدت — ڈاکٹر قمر بخش — 11

......مقالہ جات......

5 اسلامی ریاست کی تعمیر و تشکیل میں خواتین کا حصہ تعلیمات نبوی کی روشنی میں — 13
پروفیسر ڈاکٹر آفتاب مسرور عالم خان

6 دور جدید کے مسائل کا حل سیرت طیبہ کی روشنی میں — 21
شمیم کوثر......ایسوسی ایٹ پروفیسر اُردو......گورنمنٹ گرلز ڈگری کالج۔کواری روڈ کوئٹہ

7 آنحضورؐ بحیثیت معلم و مربی — 36
زبیدہ جبین......اسسٹنٹ پروفیسر اسلامیات۔گورنمنٹ گرلز ڈگری کالج۔کواری روڈ کوئٹہ

8 جدید دور کے مسائل کا حل سیرت طیبہ کی روشنی میں — 42
حافظہ ذکیہ نذیر......اسسٹنٹ پروفیسر کیمسٹری......گورنمنٹ گرلز کالج پشین

9 تعلیمات نبوی کی روشنی میں عالمی امن کے فروغ میں ہمارا کردار — 69
رباب حمید......ایسوسی ایٹ پروفیسر انگریزی......پرنسپل حسن موسیٰ گرلز کالج کوئٹہ

10 تعلیمات نبوی کی روشنی میں عالمی امن کے فروغ میں ہمارا کردار — 83
نگہت عاطف......پروفیسر اُردو......اسلامیہ گرلز کالج کوئٹہ

11 آنحضورؐ......اور آپ کے خاندان کی تکالیف — 91
مس فرزانہ آغا......اسسٹنٹ پروفیسر اُردو......گورنمنٹ گرلز ڈگری کالج کوئٹہ

Marfat.com

12 آنحضورؐ سے محبت اللہ تعالیٰ سے محبت ہے 99
کوثر اقبال بٹ......اسسٹنٹ پروفیسر تاریخ......گورنمنٹ گرلز انٹر کالج۔ سیٹلائٹ ٹاؤن کوئٹہ
13 سیرت النبیؐ کی روشنی میں امن عالم میں ہمارا کردار 106
میمونہ زاہد......اسسٹنٹ پروفیسر سٹیٹس......گورنمنٹ گرلز ڈگری کالج کوئٹہ
14 حضور اکرمؐ کی فضیلت تمام انبیاء پر 117
افشاں خانم......اسسٹنٹ پروفیسر اُردو......گورنمنٹ گرلز کالج کوئٹہ کینٹ
15 تعلیمات نبویؐ کی روشنی میں عالمی امن کے فروغ میں ہمارا کردار 127
تحسین......اسسٹنٹ پروفیسر......گورنمنٹ گرلز انٹر کالج۔ سیٹلائٹ ٹاؤن کوئٹہ
16 جدید دور کے مسائل کا حل سیرت طیبہ کی روشنی میں 136
ہماناز......اسسٹنٹ پروفیسر اُردو......گورنمنٹ گرلز کالج جناح ٹاؤن کوئٹہ
17 تعلیمات نبویؐ کی روشنی میں عالمی امن کے فروغ میں ہمارا کردار 148
نسیم اختر......اسسٹنٹ پروفیسر سیاسیات......گورنمنٹ گرلز کالج کچی بیگ
18 تعلیمات نبویؐ کی روشنی میں "دور جدید میں عورت کی ذمہ داریاں" 154
پروفیسر ڈاکٹر آفتاب مسرور عالم خان
19 دُعا ہے! (شمیم کوثر) 167

......☆......

Marfat.com

حرف اول

اللّٰہ !

تو خبیر' تو بصیر' تو علیم' تو رحیم' تو کریم' یہ کائنات' یہ رنگ و بو' یہ مکاں' یہ لامکاں' یہ زمین و آسمان سب کچھ ترے' تو ہر رنگ میں ہویدا' کائنات کا ذرّہ ذرّہ تری قدرت کا مظہر' ہر ایک کے لبوں پر تری ثناء...... اللہ میں کچھ بھی نہیں۔ تیرے سہارے نے مجھے طاقت' عزت' شہرت' دولت اور علم عطاء کیا۔ میرا قلم عقیدت کے موتی چن رہا ہے میرے ہر لفظ میں ترا نور۔ ترا عکس اور تری تعریف ہے ترا جمال ترا کمال' ترا خیال ہے۔

اے شان لم یزل

تو نے عطاء کی ہے

مہک فضاؤں کو' دل افروزی ہواؤں کو

جمال دلربا گل خنداں کو' شمیم جانفزا بہاروں کو

مسکراہٹ کلیوں کو' رنگینی غنچوں کو

خرام ناز خوباں دریاؤں کو' مدّ و جزر موجوں کو

خلافت ابن آدم کو' عظمت پیکر خاکی کو

اے جل جلالہ

تو نے عطا کی

حب رسول ﷺ ہم گناہگاروں کو' شفاعت رسول ﷺ ہم سیاہ کاروں کو

رسول مجتبیٰ کا دیوانہ بنایا' اُمتی محمد ﷺ کا شیدا بنایا

ہو کیسے شکر ادا...... آنکھوں سے آنسو رواں......!

خوش قسمت ہیں وہ بشر جو دین کا ادراک اور احساس رکھتے ہیں۔ جن کے دل متاع الفت محمد ﷺ سے سرشار ہیں اسی محبت کی مشعل کو روشن کیا جو آج تک اپنی لو سے تاریک رستوں کو منور کر رہی ہے۔ گورنمنٹ گرلز کالج جناح ٹاؤن کے چھوٹے سے کمرے میں (ابھی تک ہال کی تعمیر نہ ہوئی تھی) پرنسپل ڈاکٹر آفتاب

Marfat.com

مسرور عالم خان نے شعبہ اسلامیات کی ہیڈ پروفیسر عذرا یاسمین اور شعبہ اُردو کی ہیڈ پروفیسر شمیم کوثر اور دیگر سٹاف ممبرز کے ساتھ مل کر پہلی بار سیرت کانفرنس منعقد کی۔ بعد ازاں اس بابرکت تقریب میں دوسرے کالجز سے لیکچرر و پروفیسر نے بھی شرکت کی اور اساتذہ کرام نے خاتم النبیین، شفیع المذنبین محمد ﷺ کی تعلیمات کی روشنی میں مختلف موضوعات پر مقالے پڑھے۔

دیے سے دیا جلا۔ روشنیوں کا سفر جاری وساری رہا اور ہر سال سیرت کانفرنس کا انعقاد عمل پذیر ہوتا رہا۔ آفتاب رسالت کی ضیا پاشیوں سے جس طرح اس کائنات کا ذرّہ ذرّہ جگمگا اُٹھا اسی طرح ان کے انوار و تجلیات سے تمام مقالہ نگار اور سامع کے قلب وجگر کی تاریکیاں دور ہوتی رہیں۔ ہر سال ایک ایسے عنوان کا چناؤ ہوتا جس پر روشنی ڈال کر مسائل زندگی پر بحث کی جاتی۔ ڈاکٹر آفتاب مسرور جناح ٹاؤن کالج سے گورنمنٹ گرلز ڈگری کالج کواری روڈ تشریف لے گئیں تب بھی یہ سلسلہ جاری رہا۔ ان سیرت کانفرنس کے تمام اخراجات بھی محترمہ ہی برداشت کرتی تھیں۔

2008ء میں سیرت کانفرنس کے اہتمام کے وقت یہ طے پایا کہ گزشتہ سالوں میں سیرت کانفرنسز میں پڑھے گئے مقالے جن کو پوزیشنیں ملیں ان سب کو ایک کتاب کی شکل میں شائع کروا دیا جائے۔ اس خواہش کی تکمیل کا مرحلہ بڑا ہی کٹھن اور مشکل تھا لیکن اللہ کا احسان ہوا کہ اس کی مدد اور ہماری کوشش و محنت رنگ لائی اور تمام کاوشوں کو ایک کتاب میں سمیٹ لیا گیا تاکہ مینارۂ نور سے پھوٹنے والی شعاعیں ہر قاری کو اکتساب نور کی دعوت دیتی رہیں۔

ڈاکٹر آفتاب مسرور عالم اور تمام مقالہ نگار جن کی کاوشیں شامل ہیں۔ مقدور بھر مالی طور پر بھی ان کا حصہ شامل ہوا کیونکہ کتاب کی اشاعت خاصہ دقیق اور مرحلہ ہے لیکن ہم سب جانتے ہیں کہ ہمارے پاک نبی ﷺ کی حیات مبارکہ کا ہر ورق رحمت کی تفسیر اور شفقت کی تصویر ہے۔

میں تہہ دل سے ڈاکٹر انعام الحق کوثر، ڈاکٹر محمد بخش قمر، تمام مقالہ نگار اور خصوصی طور پر ڈاکٹر آفتاب مسرور عالم خان کی خاص توجہ، مشورے اور تعاون کی شکر گزار ہوں۔

اللہ تعالیٰ اس کاوش کو قبول فرمائے۔ اور اس میں شامل لکھاری اور قاری سب پر رحمتیں نازل فرمائے۔ (آمین)

شکریہ! شمیم کوثر

Marfat.com

اظہارِ تشکر

میری زندگی کا خوش نصیب دن وہ تھا جب 1987ء میں اخبار میں وزارت مذہبی امور کے اعلان کردہ موضوع پر مقالہ لکھ کر بھیجا جو صوبہ بلوچستان سے منتخب ہوا اور مجھے قومی سیرت کانفرنس کے موقع پر مقالہ پڑھنے کے لئے بلایا گیا اور صدارتی ایوارڈ ملا۔ یہ سیرت کانفرنس میرے لئے ایک تجربہ گاہ تھی اسی دن میں نے سوچ لیا تھا کہ جب بھی موقع ملا میں خواتین کالج اساتذہ کے لئے سیرت النبی ﷺ کی ایسی محافل ضرور منعقد کراؤں گی۔ 1998ء میں جب عمرہ اور زیارت روضہ رسول ﷺ نصیب ہوئی تو حب رسول ﷺ نے اس آتش شوق کو مزید بھڑکایا اور وہاں دعا کی کہ اللہ تعالیٰ مجھے یہ توفیق عطا فرمائے۔ اور اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ موقع 2000ء میں عطا فرمایا کہ پرنسپل گورنمنٹ گرلز کالج جناح ٹاؤن کا عہدہ ملا تو میں نے اساتذہ کرام کے سامنے یہ تجویز رکھی جسے نہایت ذوق وشوق سے سراہا گیا اور پہلی مرتبہ اس کالج کی اساتذہ نے حیات طیبہ ﷺ کے مختلف پہلوؤں پر سیر حاصل مقالے لکھے اور پڑھے۔ اسی محفل میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ آئندہ سال ماہِ ربیع الاول میں بڑے پیمانے پر سیرت کانفرنس منعقد کی جائے گی اور اس کا سلسلہ کوئٹہ کے دیگر اداروں تک بڑھا دیا جائے اور یوں یہ کامیاب سلسلہ 2008ء تک جاری رہا۔ پہلے پہل ہم نے اسے اُردو اور اسلامیات کے اساتذہ اور مقامی کالجوں تک محدود رکھا لیکن کالج اساتذہ کے بے حد اصرار پر اُردو اور اسلامیات کی تخصیص کو ختم کر کے بلوچستان کے تمام خواتین کالج کی اساتذہ کو دعوت دی گئی اور نہایت خوشی وفخر کا مقام ہے جو چراغ ہم نے جلایا تھا ربیع الاول کے مہینے میں منعقد ہونے والی سیرت کانفرنس جو 2001ء سے 2005ء تک جناح ٹاؤن گرلز کالج اور 2006ء سے 2008ء میں کواری روڈ گرلز کالج کوئٹہ میں کانفرنس منعقد ہوئیں۔ ان کالج اساتذہ میں اُردو اور اسلامیات کے علاوہ فزکس، کیمسٹری، سوشیالوجی، ہسٹری، شماریات، سیاسیات، انگریزی غرضیکہ ہر شعبہ کی خواتین اساتذہ کے ذوق وشوق کے ساتھ سیرت اور تعلیمات نبوی ﷺ کے موضوع پر نہایت پر مغز تحقیقی مقالے سامنے آئے اور کالج اساتذہ کی صلاحیتیں اُبھر کر سامنے آئیں جس سے ظاہر ہوا کہ ایک میر کارواں کی ضرورت ہوتی ہے۔ کارواں خود بن جاتا ہے۔ چنانچہ میں اپنے ربّ کی ممنون ہوں کہ اس نے مجھے یہ موقع فراہم کیا کہ میں اس کے حبیب ﷺ کی نہ صرف خود خدمت کروں بلکہ دوسروں کو بھی اس کی طرف

Marfat.com

راغب کروں اور یہاں میں یہ لکھتے ہوئے بھی خوشی محسوس کرتی ہوں کہ اس کاررواں کی ایک رکن گورنمنٹ گرلز کالج پشین کی کیمسٹری کی اسسٹنٹ پروفیسر حافظہ ذکیہ نذیر نے اس سال قومی سیرت کانفرنس کے موضوع پر مقالہ لکھا اور صوبہ بلوچستان کی بہترین مقالہ نگار قرار پائیں اور نقد انعام حاصل کیا۔

ستمبر 2008ء میں محکمہ تعلیم سے میری ریٹائرمنٹ ہو رہی تھی۔ میں مشکور ہوں محترمہ پروفیسر شمیم کوثر اور پروفیسر زبیدہ جبین کی جنہوں نے اگلے سال کے لئے خواتین کالج اساتذہ کے ان مقالوں کو کتابی صورت میں شائع کروانے کی خواہش ظاہر کی تاکہ اساتذہ کرام کی تحریر و تقریر کی اِن صلاحیتوں کو منظر عام پر لایا جائے اور ماہ ربیع الاول 2009ء میں ان تمام کانفرنسوں کے انعام یافتہ مقالہ جات کو اپنی مدد آپ کے تحت کتابی صورت میں لانے کے لئے اِن دونوں پروفیسرز نے انتہائی کاوش کے ساتھ ریکارڈ تلاش کیا۔ مقالہ نگاروں سے رابطہ کیا' مقالات کا چناؤ کیا اور اس طرح جو کتاب اس وقت آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ پروفیسر اُردو شمیم کوثر صاحبہ اور پروفیسر اسلامیات زبیدہ جبین صاحبہ کی محنت کا نتیجہ ہے۔ یہ مقالات سیرت گورنمنٹ گرلز کالج کواری روڈ کوئٹہ کے تحت شائع کئے جارہے ہیں اور انشاء اللہ اس کی تقریب رونمائی پرنسپل گورنمنٹ گرلز کالج جناح ٹاؤن کی اجازت سے جناح ٹاؤن کالج میں منعقد کروائی جائے گی جو میرے' خواتین کالج اساتذہ اور اِن دونوں اداروں کیلئے باعث اعزاز ہے۔ یقیناً سیرت النبی ﷺ کی تاریخ میں کالج اساتذہ کی یہ تحریریں مشعل راہ بنیں گی اور میں دعاگو ہوں گی کہ ہم کالج اساتذہ میں سے کوئی اور میرے اس مشن کو جاری رکھے۔ (آمین)

یہاں پر میں اپنے اُن رفقائے کار کے لئے اظہار ممنونیت کرنا اپنا فرض سمجھتی ہوں جن کا تعاون مجھے حاصل رہا۔ گورنمنٹ گرلز کالج جناح ٹاؤن کی محترمہ پروفیسر شہناز شفیق' محترمہ پروفیسر فرخندہ ریاض' محترمہ حافظہ ذکیہ نذیر' محترمہ پروفیسر شمیم صفدر' محترمہ جویریہ عبدالحق' محترمہ ہما ناز اور گورنمنٹ گرلز کالج کواری روڈ میں محترمہ پروفیسر نسیم خان' محترمہ پروفیسر راحیلہ رمضان' محترمہ پروفیسر محمودہ امین' محترمہ پروفیسر عطیہ سلطانہ' محترمہ ماجدہ سید اور سب سے بڑھ کر روح رواں محترمہ پروفیسر زبیدہ جبین اور محترمہ شمیم کوثر جو میرے اس مشن میں شریک رہیں۔ علاوہ ازیں وہ تمام اساتذہ کرام جو سیرت کانفرنس کے انعقاد کے لئے ہر طرح شریک کار رہیں۔ میں اُن تمام منصفین کا بھی شکریہ ادا کرتی ہوں جنہوں نے ان مقالوں کا نہایت عرق ریزی سے مطالعہ کیا' غیر جانبداری سے فیصلہ کیا نیز اپنی رائے کا اظہار کر کے مقالہ نگاروں کی رہنمائی بھی کی۔

Marfat.com

وہ تمام مہمان خصوصی بھی خراج تحسین کے مستحق ہیں جو ہماری دعوت پر تشریف لائے اور اپنے قیمتی وقت سے نوازا اور کالج اساتذہ کی حوصلہ افزائی فرمائی۔

محترم قادر صاحب اور محترم بابر صاحب (بلال پرنٹرز) اور وہ تمام کالج اساتذہ جن کی مالی معاونت حاصل ہے کا شکریہ ادا کرتی ہوں۔ محترمہ ثریا الہ دین (تمغۂ امتیاز) کی تہہ دل سے ممنون ہوں جنہوں نے بلا کسی حیل وحجت اس کتاب کی اشاعت میں مالی و اخلاقی معاونت کی۔ اللہ تعالیٰ ان کی اس نیکی کو قبول فرمائے۔ (آمین)۔ یقیناً یہ مجموعہ مقالات سیرتﷺ جو تعلیمات نبویﷺ پر مشتمل ہے تمام خواتین کالج اساتذہ کے لئے باعث اعزاز ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے اس نیک عمل کو قبول فرمائے۔

آمین ثم آمین

تیرا لطف جس کو چاہے اُسے ضوفشاں بنا دے
جو بکھر رہے ہیں ذرّے اُنہیں کہکشاں بنا دے
مجھے روشنی عطا کر، مجھے آگہی عطا کر
میرے دل کو دل بنا دے میری جاں کو جاں بنا دے

اللہ اور اُس کے حبیبﷺ کی محبت کی طالب

پروفیسر ڈاکٹر آفتاب مسرور

2009ء

......☆......

Marfat.com

اظہارِ عقیدت ...... ''تعلیمات رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم''

......پروفیسر ڈاکٹر انعام الحق کوثر......

یہ مختلف عنوانات کا حسین وجمیل مجموعہ ہے۔ جو 2003ء سے لے کر 2008ء تک کے مقابلو میں اول آنے والے مضامین ہیں۔ ان کی روشنی میں ''اظہارِ عقیدت'' پیش خدمت ہے۔

بلغ العلےٰ بکماله	کشف الدجےٰ بجماله
آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کمال کے باعث بلندی پر پہنچے	آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے جمال سے اندھیروں کو د
حسنت جمیع خصاله	صلوا علیه وآله
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام خصائل نہایت حسین ہیں	آپ پر اور آپ کی آل پر درود وصلوٰۃ ہو

شیخ سعدی شیرازی رحمتہ اللہ نے سید البشر' امام الانبیاء' شفیع المذنبین' خاتم النبین صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مندرجہ بالا نذرانہ عقیدت پیش کر کے دنیا وآخرت میں اپنا مقام بنالیا ہے۔

باری تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے......(ورفعنالک ذکرک)۔ اور ہم نے آپ کی خاطر آپ کے ذکر کو رفعت بخشی۔ (پارہ۔۳۰۔الانشراح۔۴) قرآن پاک میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم بطور منادیٰ نہیں پکارا گیا بلکہ بطور کنایہ (یا ایھا النبی یا ایھا الرسول یا ایھا المزمل یا ایھا المدثر) سے یاد کیا گیا۔

ذکر حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ سربلندی تاریخی ادوار' جغرافیائی قیود' اقوام وملل کی تقسیم' رنگ ونسل کی تفریق اور زبان وادب کے پیمانوں سے بہت زیادہ بالا ہے۔ خدائے قدوس وحدہ لاشریک کی حمد کے بعد دنیا بھر میں جس ہستی کی سب سے زیادہ تعریف وتوصیف بیان ہوئی ہے وہ حضور پاک سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والا صفات ہی ہے۔ اس زمرے میں کسی قوم' گروہ یا مذہب کی کوئی قید نہیں۔ کیونکہ غیر مسلم تک جناب

Marfat.com

رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں رطب اللسان نظر آتے ہیں۔ ہندو شعراء میں چودھری دلورام کوثری نے جو خود کو فخریہ انداز میں اُردو کا حسان بن ثابت سمجھتے تھے۔ نعتیہ اشعار رسمی طور پر نہیں بلکہ عقیدت کے لحاظ سے کہے ہیں جیسے......

کچھ عشق پیمبر میں نہیں شرط مسلماں
ہیں کوثری ہندو بھی طلبگار محمد صلی اللہ علیہ وسلم

قیامت کے دن جب تمام مخلوقات کو ختم کر دیا جائے گا تو کوئی کسی کا ذکر کرنے والا نہ ہوگا مگر اللہ کے حبیب کا ذکر اس وقت بھی ہو رہا ہوگا کیونکہ آپ ﷺ کا ذکر کرنے والا خود خدا ہے جو حیی و قیوم ہے ہمیشہ رہنے والا ہے اور اس کا وعدہ ہے۔ ان اللہ وملئکتہ یصلون علی النبی ط۔
(سورہ احزاب پارہ ۲۲ آیت ۵۶)

"بے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبی کریم ﷺ پر درود بھیجتے ہیں اور بھیجتے رہیں گے"۔

حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول ﷺ نے فرمایا۔ من صلی علی صلوٰۃ واحدۃ صلی اللہ علیہ عشرا (جو مجھ پر ایک بار درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔
(مسلم وابوداؤد)

نسائی شریف میں ہے۔ حضرت ابن سعدؓ کہتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ "ان اللہ ملئکتہ سیاحین یبلغونی من اُمتی السلام "۔ (اللہ کے کچھ فرشتے ہیں جو پھرتے رہتے ہیں، سیاحت کرتے رہتے ہیں اور میری اُمت کی طرف صلوٰۃ وسلام کے تحفے مجھے پہنچاتے رہتے ہیں)۔ جو شخص روضہ اطہر کے پاس کھڑے ہو کر درود بھیجتا ہے حضور علیہ السلام خود درود کو سنتے اور جواب دیتے ہیں۔ کبریت احمر میں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ "جو جتنا زیادہ درود پڑھتا ہے، وہ اسی قدر میرے قریب ہوتا ہے"۔

ایک مرتبہ کافروں کی ٹولی ایک جگہ بیٹھی ہوئی تھی۔ ایک سائل آیا اور ان سے کچھ مانگا، انہوں نے بطور تمسخر کہا: تم علیؓ کے پاس جاؤ، وہی کچھ دیں گے۔ وہ فقیر بے نوا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے پاس گیا اور اپنی

حاجت بیان کی کہ تہی داماں ہوں، کچھ عطا کیجئے۔ آپ کے پاس اس وقت بظاہر کوئی ایسی چیز نہ تھی کہ ا دیتے لیکن جان گئے کہ یہ کافروں کی شرارت ہے۔ آپ نے دس بار درود پاک پڑھ کر فقیر کی ہتھیلی پر پھونک د اور فرمایا کہ اسے بند کر لو ان کافروں کے پاس جا کر کھولنا۔ اس نے کافروں کے پاس پہنچ کر ہتھیلی کھولی تو سو کے دیناروں سے بھری ہوئی تھی۔ یہ منظر دیکھ کر کئی کافر مسلمان ہو گئے۔

عربی کا سب سے زیادہ مشہور قصیدہ ''قصیدہ بردہ'' ہے۔ جس کے مصنف امام بوصیریؒ پر فالج حملہ ہوا۔ علاج سے آرام نہ آیا۔ بارگاہِ رسالت ﷺ کی طرف رجوع کیا۔ قصیدہ اور دعائیں مقبول ہوئیں ا صحت یاب ہو گئے۔ قصیدے میں جذبات کا اتار چڑھاؤ اور بات کرنے کا بہترین قرینہ اور سلیقہ قابل توصیف ہے۔ ایک شعر یہ ہے۔

مولایَ صلِّ وسلِّم دائماً ابداً

علی حبیبک خیر الخلق کلّھم

(اے ربّ ذوالجلال تمام مخلوق سے بہتر اپنے حبیب پر ہمیشہ درود و سلام بھیج)۔

سعادت الدارین میں بحوالہ آبِ کوثر مندرج ہے کہ ایامِ حج میں فرزندانِ توحید مناسک ادا کر میں مصروف ہیں۔ ایک شخص مستانہ وار طواف کعبہ، لمس حجر اسود اور سعی صفا و مروہ کرتے ہوئے حضور پاک سر کونین ﷺ کی بارگاہ میں ہدیہ درود و سلام پیش کرتا ہے۔ منیٰ و عرفات میں بھی اسی پر عمل پیرا رہتا ہے۔ حالان ہر مقام کی جدا جدا دعائیں اور مناجات ہیں۔ اس انوکھے اور حیران کن انداز پر پوچھنے پر کہا......

''میں اپنے والد کی ہمراہی میں خراسان سے حج کیلئے آ رہا تھا، کوفہ پہنچے تو والد بیمار ہو کر فوت گیا۔ کپڑے سے اس کا چہرہ ڈھانپ دیا گیا۔ کچھ دیر بعد دیکھا تو اس کا چہرہ گدھے کا بن چکا تھا۔ سخت پریشا ہوا۔ اتنے میں ایک پیکر جمال، مجسم کمال ہستی آئی۔ میرے باپ کے چہرے سے کپڑا سرکایا، ایک نظر ڈالی پھر کپڑا ڈال دیا۔ مجھ سے فرمایا: ''گھبرانے کی اور پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ ربّ ذوالجلال نے تیر باپ پر فضل و کرم فرمایا ہے''۔ اب جو کپڑا سرکا کر مجھے دکھایا تو چہرہ بالکل درست تھا اور اس سے روشنی کرن پھوٹ رہی تھیں۔ جب وہ ہستی جانے لگی تو عرض کی، آپ کون ہیں اور یہ مہربانی کیسی؟''۔

Marfat.com

فرمایا: ''میں محمد مصطفیٰ ﷺ ہوں''۔ سرکار دو عالم ﷺ کے حضور اپنے آپ کو پا کر میری مسرتوں کی انتہا نہ رہی۔ عرض کی ''حضور ایسا کیوں ہوا؟'' فرمایا۔ ''تیرا باپ سود خور تھا' اس لئے اس کا چہرہ بدل گیا مگر اس کی یہ عادت تھی کہ سونے سے پہلے وہ مجھ پر سو مرتبہ درود پڑھا کرتا تھا۔ مرنے سے پہلے اس نے مصیبت میں مجھے یاد کیا۔ چنانچہ میں اطلاع پا کر اس کے پاس آ پہنچا''۔

یہ امر برحق ہے کہ حبیب خدا' فخر دو جہاں' شفیع المذنبین ﷺ کی سیرت پاک کا ایک ایک واقعہ ہماری رہنمائی کے لئے محفوظ ہے۔ آپ ﷺ کی ذات سے والہانہ عقیدت جیسے......

مرحبا سیدی مکی مدنی العربی دِل و جاں باد فدائت چہ عجب خوش لقبی
نسبت خود بہ سگت کردم و بس منفعلم زاں کہ نسبت بہ سگ کوے تو شد بے ادبی

کے ساتھ آپ ﷺ کے کمالات اور کارناموں پر زور دینا نہایت ضروری ہے۔

امتیازاتِ نَسب را پاک سوخت
آتش او ایں خَس و خاشاک سوخت
درشَبستانِ حِرا خِلوت گزید
قوم و آئین و حکومت آفرید

''تعلیمات رسول پاک ﷺ'' مختلف مضامین کو لئے ہوئے ہے جو ہادیٔ برحق ﷺ کے اسوۂ حسنہ پر مبنی ہیں۔ ان میں اس بات کی وضاحت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ موجودہ ابتلاء کے دور میں ہم سیرت پاک ﷺ سے کس طرح اور کیونکر رہنمائی حاصل کر کے اور اس کی دائمی خوشبو پھیلا کر دین و دنیا میں سرخرو ہو سکتے ہیں۔ قرآن مجید کا خلاصہ ایک بزرگ نے یوں بیان کیا ہے......

''اللہ کو عبادت سے' رسول ﷺ کو اطاعت سے' مخلوق کو خدمت سے راضی رکھو''۔

از کلیدِ دین درِ دُنیا کشاد
ہمچو او بطن ام گیتی نزاد

باری تعالیٰ کا ان گنت شکر ہے......

مری زندگی کا سفر فقط‘ تری رحمتوں کی تلاش ہے
تری رحمتیں ہیں کہ شش جہت سے پکارتی ہیں بیا‘ بیا

اور سید العالمین حضور پاک سرور کائنات ﷺ کی رحمت کاملہ کا ظہور ہے۔

اُن کی شوبھا ‘ شوبھا ساری
اُن کی خوشبو ‘ کیاری کیاری
دو جگ میں ان کی سرداری
سب چاکر بے دام
لیجو محمد ﷺ نام ‘ بگڑے بنیں سب کام

کہ اللہ تعالیٰ نے مختلف گرلز کالجوں کی اساتذہ کرام کو اسوۂ حسنہ کی جگمگ جگمگ روشنی میں بڑی محنت وتگ ودو سے مضامین لکھ کر پیش کرنے کی سعادت بخشی۔ سابق پرنسپل پروفیسر ڈاکٹر آفتاب مسرور عالم خان اور شمیم کوثر نے اشاعت کا بندوبست کیا۔ سب ہمارے دلی شکریہ کی مستحق ہیں۔

بارگاہِ ایزدی میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے عظیم ترین شاہکار کونین ہادیٔ برحق ﷺ کے طفیل اُمت مسلمہ پر اپنی رحمت نازل فرمائے‘ سب کی مشکلات دور کرے اور سب کو اپنے احکامات اور نبی پاک ﷺ کے اسوۂ حسنہ (جس کی خوشبو چار دانگ عالم میں پھیلی ہوئی ہے) پر عمل پیرا ہونے کی توفیق دے۔ آمین

وماتوفیقی الا باللہ علیه توکلت والیه انیب وھو حسبی ونعم الوکیل
ربناتقبل منا انک انت السمیع العلیم (آمین)
اللھم صل علی محمدٍ وانزله المقعد المقرب عندك یوم القیامته۔

Marfat.com

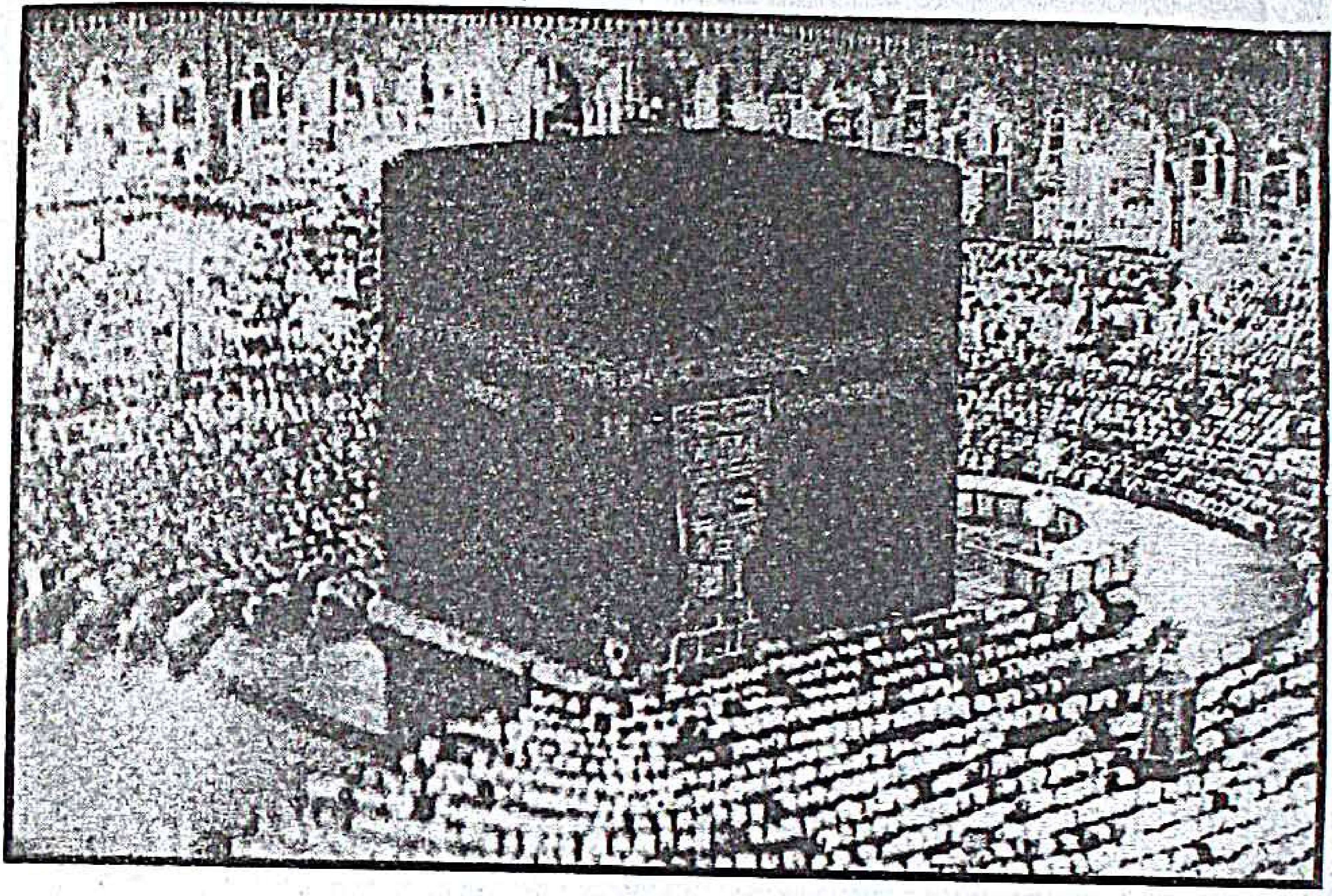

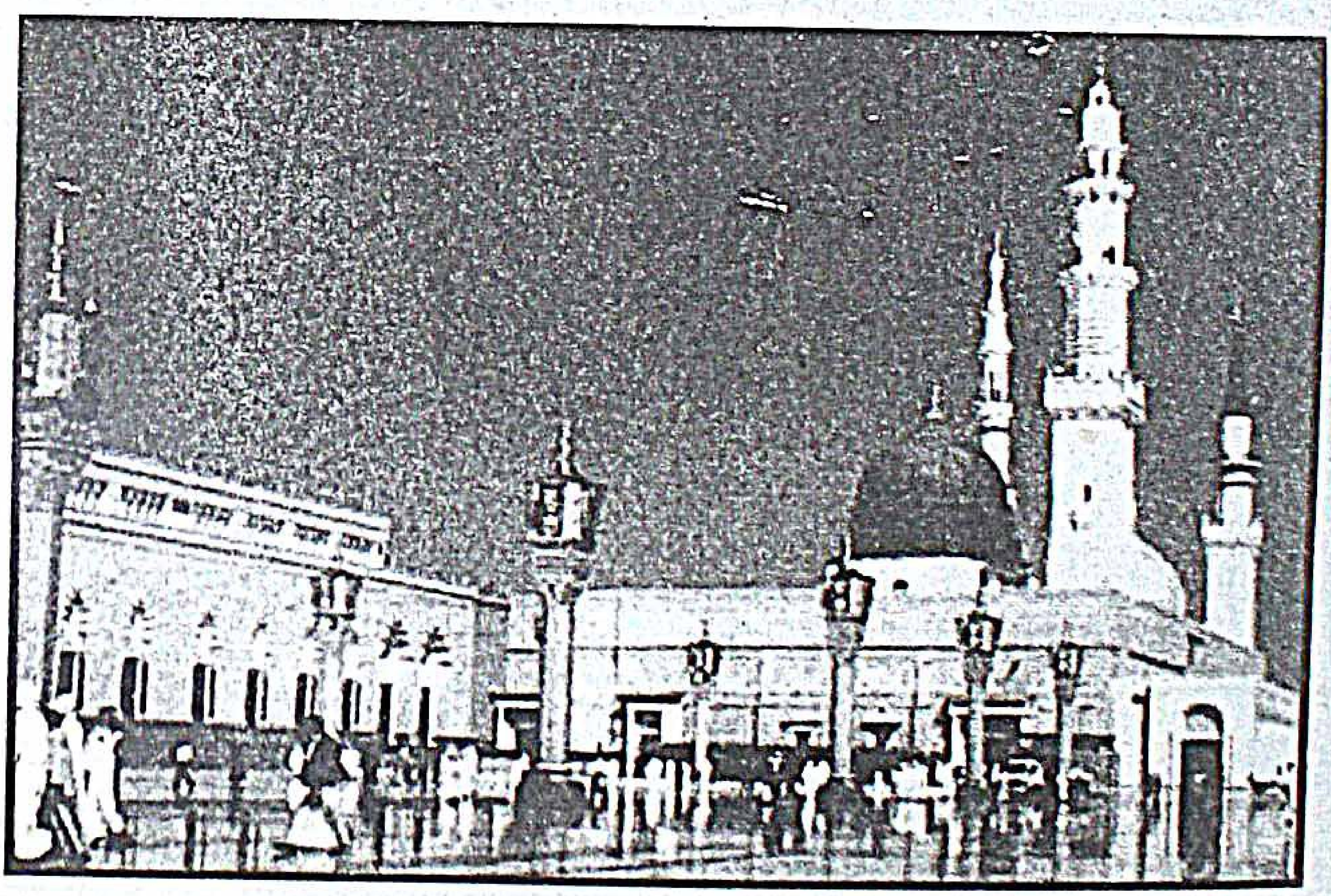

Marfat.com

اظہارِ عقیدت

......ڈاکٹر محمد بخش قمر......

............ایسوسی ایٹ پروفیسر (اسلامیات) جنرل موسیٰ کالج کوئٹہ............

ابتدائے آفرینش' صبح ازل' نور اتم
ذائر غارِ حرا' مرج لوح و قلم
حسن معمورہ گیتی' زینت صاحب قران
افتخارِ ہر دو عالم' نازش عرب و عجم

بلاشبہ سرور دو عالم محبوب خدا' شافع روز محشر حضرت محمد ﷺ کی آمد و بعثت مسلمانوں کے لئے ایک عظیم خوشخبری ہے۔ صدیوں سے ظلمتوں اور گمراہیوں کی شکار انسانیت کے لئے آپ کا ظہور قدسی جملہ نعمتوں میں سے ایک بہت بڑی نعمت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسانی پر جو لاتعداد نعمتیں بھیجیں ان میں سے بالخصوص جس نعمت کو جتلایا وہ آپ ﷺ کو انسانیت کی ہدایت کیلئے بھیجنا ہے جس کو ایک احسان عظیم قرار دیا۔

بلاشبہ ختم المرسلین ﷺ کی بعثت اُمت کیلئے ایک بہت بڑا احسان ہے اور پھر بطور خاص آپ ﷺ کے اسوۂ کو بہترین عملی نمونہ قرار دیا۔ چنانچہ اب اگر ہم آپ کے اسوۂ حسنہ کو چھوڑ کر کسی اور کے افکار و نظریات کی پیروی کریں تو اس سے بڑھ کر ہماری بدقسمتی اور کیا ہو سکتی ہے؟ آپ کی اسوۂ اور سنت و سیرت تا قیامت نا صرف مسلمانوں بلکہ پوری عالم انسانیت کے لئے رہنمائی فرماتا رہے گا۔

آپ کی ذاتِ بابرکات اور آپ کی سیرت پر ہر دور میں ان گنت کتب' رسائل' مقالات اور مضامین لکھے جاتے رہے ہیں اور خدا جانے تا قیامت آپ ﷺ کے تذکرے کن الفاظ میں کئے جاتے رہیں گے۔ چونکہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے واضح فرمادیا ہے کہ (ورفعنالک ذکرک) اے محبوب میں نے ہر لحظہ آپ کا ذکر بلند کر دیا ہے۔ سو ہمارا ایمان ہے کہ ہر آنے والی گھڑی اور وقت میں آپ کی شان' تعریف و ذکر بلند سے بلند تر ہوتا رہے گا۔ آپ ﷺ کی ذاتِ بابرکات سے وابستہ اور عشق رسول ﷺ رکھنے والے

مسلمان کی اس سے بڑھ کراور کیا سعادت ہوسکتی ہے کہ اپنی عقیدت کا نذرانہ پیش کر کے دارین کی سعادت حاصل کر سکے۔ یہ نذرانہ عقیدت شاعری کی شکل میں بھی ہوسکتا ہےاور نثر کی صورت میں بھی

آپ ﷺ کی ذات گرامی اس قدر ہمہ جہت اور ہمہ گیر ہے کہ کسی بھی موضوع پر ضخیم سے ضخیم کتاب مرتب ہوسکتی ہے مگر بقدر ظرف جس قدر جو چاہے اپنا حصہ ڈال کر اپنی بخشش کا سامان کرسکتا ہے۔

مجھے یہ جان کر مسرت ہوئی کہ کالج کی اساتذہ کرام نے بھی اپنی سعادت کا حصہ سمیٹنے کی غرض سے سیرت کانفرنس میں شرکت کی اور پھراس کانفرنس میں پڑھائے جانے والے مقالات کو اب کتابی شکل میں شائع کرانے کے عمدہ خیال کوڈاکٹر آفتاب مسرور عالم نے عملی جامہ پہنایا ہے۔

لٰہذا اس کا تذکرہ جب پروفیسر شمیم کوثر نے کیا اوراس پر تبصرہ لکھنے کی خواہش کا اظہار کیا تو مجھے بے حد خوشی ہوئی کہ اس کام کے لئے ان کی نظر مجھ ناچیز پر پڑی۔ میں پروفیسر ڈاکٹر آفتاب مسرور عالم خان اور پروفیسر شمیم کوثر کا مشکور وممنون ہوں۔

مقالے مختلف عنوانات کے تحت لکھے گئے ہیں جنہیں پڑھ کر احساس ہوتا ہے کہ ان کے تحریر کرنے والوں کا مطالعہ اچھا خاصا وسیع ہے اور تحقیقی معیار کے مطابق ہے۔ جنہیں عقیدت اور محبت رسول ﷺ میں ڈوب کر خوبصورت الفاظ کا جامہ پہنا کر عمدہ پیرایہ میں پیش کیا گیا ہےاور ہر ایک نے اپنی سعادت کا حصہ اس میں سے سمیٹنے کی کوشش کی ہے۔

میں انہیں اُن کی اس عظیم سعی پر مبارکباد پیش کرتا ہوں اور دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب مصطفیٰ کے طفیل اُن کی اس عقیدت ومحبت اور کوشش کو قبولیت عطا فرمائے۔ (آمین)

نعمتیں بانٹتا جس سمت وہ ذیشان گیا
ساتھ ہی منشی رحمت کا قلمدان گیا
جان ودل، ہوش وخرد سب تو مدینے پہنچے
تم نہیں چلتے رضا، سارا تو سامان گیا

......☆......

Marfat.com

اسلامی ریاست کی تعمیر و تشکیل میں خواتین کا حصہ تعلیمات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں

پروفیسر ڈاکٹر آفتاب مسرور عالم خان

الحمد للہ رب العالمین۔ والصلوٰۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین محمداً و علی الہ و اصحابہ اجمعین

اسلامی ریاست کی تعمیر و تشکیل میں خواتین کا حصہ اور اس امر کا متقاضی ہے کہ میں ''اسلامی ریاست'' اس کے قوانین خصوصاً وہ قوانین جن کا تعلق خواتین سے ہے کی وضاحت کر کے تعلیمات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں عورت کی حیثیت متعین کروں اور اس ابہام کو دور کر دوں کہ آیا اسلام نے عورت کو چار دیواری کے اندر مقید کر دیا ہے اُس کے روشن اصولوں نے مخصوص حالات میں عورت کی قلبی، دماغی اور جسمانی کیفیت کے مطابق اُس کے دائرہ کار میں اسے وہ آزادی عطا کی ہے جو دنیا کا کوئی معاشرہ، کوئی قانون اور کوئی مذہب اسلام سے پہلے نہ دے سکا اور نہ آئندہ دے سکے گا۔ اور یہ کہ اسلامی ریاست میں اس کی حیثیت کسی طرح بھی مردوں سے کم نہیں۔ سورۃ الاحزاب کی پینتیسویں آیت اس امر کی شہادت ہے جہاں اللہ تعالیٰ نے ایمان لانے والے مردوں اور عورتوں اور اللہ کے لئے کام کرنے والے مردوں اور عورتوں کو برابر کے اجر و ثواب کا مستحق ٹھہرایا ہے جس کے بعد عورتوں کو بحیثیت انسان کسی اور حق یا مراعات کا مطالبہ کرنا نامناسب معلوم ہوتا ہے۔ چنانچہ میں بات کا آغاز ''اسلامی ریاست'' کی تعریف سے کرنا چاہوں گی۔

انسان کی اجتماعی زندگی کی ترتیب و تہذیب کے لئے ریاست کا ادارہ سب سے اہم اور بنیادی۔ انسان کے جب تہذیبی ارتقاء کی طرف قدم بڑھایا تھا اسی وقت انسان کو اس کی اہمیت کا اندازہ ہو گیا تھا۔ جہاں انسان تاریخ ریاست کے قیام و استحکام اس کی تنظیم و تہذیب اور اس کے فروغ و ارتقاء کی تاریخ ہے۔ وہیں اسلامی تعلیمات میں بھی ریاست کی اہمیت کو نظر انداز نہیں کیا گیا جس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا

ہے کہ سورہ بنی اسرائیل میں ربِ جلیل یہ دعا اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم محمد کو سکھاتا ہے۔

وقل رب ادخلنی مدخل مصدق اخرجنی مخرج صدق و اجعل لی من لدنک سلطاناً نصیراًO

ترجمہ: اور دعا کرو! اے پروردگار، مجھ کو جہاں بھی داخل کر سچائی کے ساتھ داخل فرما اور جہاں سے بھی نکال سچائی کے ساتھ اور اپنی طرف سے ایک اقتدار میرا مددگار بنا دے۔

یہ آیت اسلامی ریاست کی اہمیت اور اس کے قیام کی ضرورت کا بین ثبوت ہے۔ یعنی اقامتِ دین اور نفاذِ شریعت اور اجرائے حدود اللہ کے لئے ایک حکومت یا ریاست کا قیام اور اس کی تعمیر و تشکیل کے لئے کوشش کرنا مسلمان ہونے کے ناطے ہر مسلمان مرد و عورت پر فریضہ اسلامی بن جاتا ہے۔ چنانچہ اسلام ایک عمارت کی مانند ہے جس کی نگہبانی کرنے کا فریضہ ریاست کو سونپا گیا ہے اور ریاست جس طرح اس فریضہ کو انجام دے گی وہ ریاست کا آئین یا قانون ہوگا۔ جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب مقدس قرآن پاک میں انسانی زندگی کے ہر گوشہ کے بارے میں قواعد وضع کر دیئے ہیں یعنی اس کتاب مقدسہ کے آغاز ہی میں واضح کر دیا گیا ہے کہ......

ذالک الکتاب لاریب فیہ ھدی للمتقین

ترجمہ: اس کتاب میں کوئی شک و شبہ نہیں۔ یہ متقیوں کے لئے رہنما ہے۔

انا انزلنا الیک الکتاب بالحق لتحکم بین الناس عبارا ک اللّٰہO

(اے رسول) ہم نے تم پر یہ کتاب حق کے ساتھ نازل کی ہے تاکہ تم اللہ کی ہدایات کے مطابق لوگوں کے معاملات کا فیصلہ کرو۔

یہی وجہ ہے کہ احادیثِ رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم انسانی زندگی کے تمام گوشوں کا احاطہ کرتی ہیں جن میں اخلاق و کردار، معاشرت و معیشت، تہذیب و تمدن اور سیاست و ریاست کے بارے میں واضح احکام موجود

Marfat.com

ہیں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر قول اور فعل قرآنی تعلیمات کا پرتو ہے۔ چنانچہ اسلامی ریاست کا ہونا شریعت یا آئین کے نفاذ و تحفظ کیلئے ضروری قرار پایا اور اس کی بنیاد سورۂ یوسف کی آیت ۴۰ ہے۔

ان الحکم الا للہ ط امر الا تعبدوا الا ایاہ O ذالک الدین القیم O

یعنی حکم سوائے اللہ کے کسی اور کا نہیں۔ اس کا فرمان ہے کہ اس کے سوا کسی اور کی بندگی نہ کرو۔ یہی صحیح دین ہے۔

پس جس ادارہ کو ہم اسلامی ریاست کا نام دیں گے وہاں زندگی کے ہر شعبہ میں چند اصول و ضوابط اور چند قطعی احکام کارفرما ہوں گے۔ جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے ہم تک پہنچے ہیں اور ان کا منشاء یہ ہے کہ یہ آزادی کی آخری حدیں جن کے اندر رہ کر مسلمان کے برتاؤ کے لئے ضمنی و فروعی ضوابط تو وضع کئے جاسکتے ہیں لیکن ان حدود سے تجاوز کرنے کی اجازت نہیں ہوگی۔ ورنہ اسلامی زندگی کا وہ نظام جس نے اس دنیا کو قصر مذلت سے نکالا ہے وہ معطل ہو جائے گا۔ اس لئے انسان کی معاشی زندگی عائلی زندگی، تمدن و معاشرت کے تحفظ کے لئے جو قاعدے اللہ تعالیٰ نے مقرر فرمائے ہیں اگر ان کی صحیح روح کے ساتھ اسلامی ریاست کے نظام کو قائم کیا جائے تو فساد و شر کے دروازے ہمیشہ کے لئے بند کئے جاسکتے ہیں۔

معزز سامعین! اُمید کرتی ہوں کہ اسلامی ریاست کے اس تعارف کے بعد یقیناً یہ ابہام دور ہو چکا ہوگا کہ خواتین بحیثیت اسلامی ریاست کی ایک شہری کے تمام حقوق، کل مراعات کی اسی طرح مستحق ہے جس طرح مرد شہری۔ اگرچہ ضرورت تو اس بات کی ہے کہ میں خواتین کے اس اجتماع سے فائدہ اُٹھا کر مسلمان عورت کی زندگی کے اُن تمام پہلوؤں کا جس کا میں نے ابھی تذکرہ کیا ہے سے متعلق قرآنی احکامات و تعلیمات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریح کروں لیکن وقت کی کمی بھی ایک مسئلہ ہے اس لئے مختصراً اسلامی ریاست کی تعمیر و تشکیل میں مسلمان عورت کے اس کردار کی وضاحت کروں گی جو وہ ماضی بعید میں الامی کی آمد کے ساتھ انجام دے چکی ہے یا ماضی قریب میں اس کے کارہائے نمایاں تاریخ کا حصہ بن چکے ہیں اور حال میں کس طرح اپنے فریضہ کی بجاآوری کے لئے کوشاں ہے اور مستقبل کے لئے کیا توقعات رکھتی ہے۔

Marfat.com

حاضرین کرام! اس مقدس محفل میں دین کی فہم و سمجھ رکھنے والی سینکڑوں خواتین سکالرز و تعلیم یافتہ خواتین موجود ہیں جنہیں اسلامی معاشرہ میں عورت کی حیثیت کا بخوبی علم ہے۔ مختصراً یہ کہ عورت ایک مقدس ماں، باعصمت بیوی، باحیا بہن اور شریف النفس بیٹی کی حیثیت سے ایک اچھے باپ، ذمہ دار شوہر، خدمت گار بیٹے اور شفیق بھائی سے کہیں زیادہ واجب الاحترام ٹھہری۔ اور یوں اسلام نے عورت کے سر پر طہارت، پاکیزگی، معصومیت و شرافت کا تاج سجایا اور اس کی جسمانی ساخت و نزاکت کے باعث اس کا دائرہ کار اور فرائض مخصوص کر دیئے بلکہ عبادات تک میں اسے زیادہ مراعات کا حامل بنایا اور وہ تمام حقوق بھی عطا کئے جو اسلام سے پہلے مرد صرف اپنے لئے مخصوص سمجھتے تھے۔ چنانچہ اب میں اقبال کے صرف ان اشعار پر تعلیمات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں عورت کو حاصل ہونے والی فضیلت کی عبث کو ختم کروں گی کہ......

شرف میں بڑھ کے ثریا سے مشتِ خاک اُس کی
کہ ہر شرف ہے اُسی دُرج کا دُرِ مکنون
مکالمات افلاطوں نہ لکھ سکی لیکن!!!
اُسی کے شعلہ سے ٹوٹا شرارِ افلاطوں

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ ''عورت پوشیدہ رکھنے والی چیز ہے'' لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمہات المومنین کو زندگی کے تمام شعبوں میں مصروف عمل رکھ کر آگے آنے والے عہد کے لئے مثالیں قائم کیں۔ مثلاً حضرت خدیجۃ الکبریٰ نے پردہ میں رہ کر تجارت فرمائی۔ حضرت عبداللہ ابن سعود کی زوجہ نے صنعت و حرفت کا پیشہ اپنایا۔ جابر بن عبداللہ کی خالہ نے اپنی زمین میں کاشتکاری کا آغز کیا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے حق میں دعائے خیر و برکت فرمائی۔ پھر ازواجِ مطہرات صرف گھر کے کام کاج۔ درود وظائف یا تبلیغ و اشاعت کے کام میں ہی مصروف نہ تھیں بلکہ خود حضور صلعم نے اُن میں جرأت و ہمت اور قوت و توانائی پیدا کرنے والے کام بھی سکھائے تا کہ عند الضرورت اسلامی و معاشی کام انجام دے سکیں، صرف گھر کی چار دیواری میں بیٹھا نہ سکیں۔ یا پھر شریعت کا حکم نہ بن جائے چنانچہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے حبشیوں کے اس فوجی کرتب کو حضرت عائشہ صدیقہ کو اپنے شانہ مبارک کی اوٹ سے دکھایا۔ جو جنگی تربیّت کے خیال سے کرایا کرتا

تھا تا کہ خواتین میں جرأت وسپرٹ پیدا ہو میدانِ کارزار میں ازواج مطہرات' صحابیات کرام اور دختر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے عملی کارنامے اسی تربیت وجرأت کا نتیجہ ہیں۔ ام عمارہؓ حضرت صفیہ کی فوجی تربیت بھی تعلیمات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا نتیجہ ہے۔ سیاسی زندگی میں عمل دخل کا آغاز بھی عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں ہوا جب نصرانیوں کے ساتھ معاہدہ کے وقت جناب فاطمۃ الزہرا بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھیں۔ دربار نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں خواتین کی تنظیم کی جانب سے خواتین کے لئے حقوق طلب کرنے اور دلائل دینے پر حضرت اسماء بنت یزید الانصاریہ کو ''عرب خواتین کی نمائندہ خاتون'' کا خطاب ملا۔ علاوہ ازیں خواتین سے مشاورت اور ان کی صائب الرائے کو تسلیم کرنے کی کئی مثالیں عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں موجود ہیں لیکن اسلامی تاریخ کا کوئی باب کھول لیا جائے اسلامی ریاست کی تعمیر وتشکیل میں عورت کی بھرپور صلاحیتیں کارفرما نظر آ رہی ہیں۔ رسالت کی گواہی دینے والی خدیجۃ الکبریٰ۔ علم وہدایت کا روشن مینار عائشہ صدیقہ قابل فخر ذات خاتونِ جنت محترمہ فاطمۃ الزہرا۔ صاحبزادی حسین حضرت سکینہ۔ عمرہ بنت عبدالرحمٰن۔ حضرت زینب بنت ابن سلمہ۔ ام درداء فاطمہ بنت قیس اور حفصہ بنت سیرین اسلام کے اولین دور کی وہ معزز خواتین ہیں جن کے کارنامے اسلامی ریاست کی تعمیر وتشکیل میں سند کی حیثیت رکھتے ہیں اور یہ کارنامے علم وادب' علم فقہ وحدیث تک ہی محدود نہ تھے بلکہ اسلامی معاشرہ کی فلاح وبہبود' معاش ومعیشت' تجارت وصنعت غرض جس طرح مرد تعلیمات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے زیر سایہ اسلام کی خدمت کر رہے تھے اسی طرح عورت بھی اپنی سعی میں پیہم مشغول تھی۔

معزز سامعین! اسلامی ریاست کی تعمیر وتشکیل میں خواتین کا حصہ کچھ اسی عہد کے لئے مخصوص نہیں بلکہ تاریخ کے اوراق خیرزاں اہلیہ خلیفہ بن عباس مہدی سوئم کی فہم وفراست کی گواہی بھی دے رہے ہیں جس کی وجہ سے اس کے شوہر نے جرمانہ کے طور پر لی گئیں جائیدادیں امراء کو لوٹا دیں اور ان امیروں کی حمایت سے اسلامی ریاست کی جڑیں مضبوط کیں۔

بومیر عباس زوجہ خلیفہ مامون الرشید کے زیر اہتمام مدارس وشفاخانے' حضرت رابعہ بصری کے علم وفضل' عرب کے خشک صحرا کو سیراب کرنے والی ''نہر زبیدہ'' کو جاری کرنے والی زبیدہ ہارون الرشید' امام جعفر صادق کی صاحبزادی نفیسہ اور فاطمہ نیشاپوری کی مجالس جس میں حاکم وقت بھی شرکت کرتے امام ربیع الرائے کی والدہ۔ حارث بن عوف کی اہلیہ جنہوں نے دو قبیلوں کے درمیان اس وقت سمجھوتہ کرایا جب وہ ایک دوسرے کو نیست ونابود کرنے پر تلے ہوئے تھے۔

Marfat.com

حاضرین محفل اسلامی مملکت کی تعمیر و تشکیل میں عورت کی فضیلت و برتری کی مثالیں مغرب کی طرف اُندلس می اور مشرق کی طرف ہندوستان میں بھی پائی جاتی ہیں۔عبدالرحمٰن الداخل حکمران اندلس نے اپنی بیوی کی نیکی شرافت و احسان کے اعتراف کے طور پر ایک قصر تعمیر کرایا۔ ہندوستان پر نظر ڈالیں ملکہ نور جہاں کی فہم، جنگی فراست، گھڑسواری کی مہارت اور امورِ سلطنت میں اس کا عمل دخل اسلامی ریاست کی تعمیر و تشکیل میں عورت کی شان میں اضافہ کرتا نظر آتا ہے۔عورت کے جذبہ حب الوطنی کو پرکھنا ہے تو رضیہ سلطانہ، چاند بی بی، جھانسی کی رانی کے ناموں سے تاریخ ہند جگمگاتی نظر آتی ہے۔معزز سامعین یہ تمام وہ خواتین ہیں جنہوں نے اپنے طبعی فرائض انجام دیتے ہوئے مردوں کے مقابلہ میں کارہائے نمایاں انجام دیئے اور اسلامی ریاست کو تقویت بخشی۔

دور کیوں جایئے ماضی قریب میں ارض برصغیر اُن مسلمان خواتین کی ہمت و جرأت کی داد دیتی نظر آتی ہے جنہوں نے مردوں کی قوت کو اپنی جرأت و حوصلہ مندی سے تقویت بخشی جب ایک اسلامی نظریاتی مملکت کا مطالبہ کیا جارہا تھا جب (لاإلاالہ اللہ) ریاست کے قیام کا مقصد بتایا جارہا تھا۔1857ء کی جنگ آزادی کے بعد سے تحریک پاکستان اور قیام پاکستان تک بے شمار خواتین کے نام طبقہ خواتین کی سربلندی و افتخار کا باعث ہیں۔جن میں عطیہ فیض، بیگم بھوپال۔آل انڈیا مسلم لیگ کی تنظیم میں بیگم شفیع و بیگم شاہ دین۔بی اماں کہ جنہوں نے ''علی برادران'' جیسے نامور سپوتوں کی نہ صرف تربیت کی بلکہ تحریک خلافت میں اپنی جاندار کوششوں سے روح پھونکی۔گول میز کانفرنس میں پہلی مسلمان نمائندہ خاتون بیگم شاہنواز۔سب سے بڑھ کر محترمہ فاطمہ جناح جنہوں نے اپنی رفاقت اور انتھک کوششوں سے قائداعظم محمد علی جناح کی سعی پیہم کو حقیقت کا روپ دھارنے میں مدد دی۔مہاجرین کی آبادکاری اور نئی مملکت کے مسائل کو حل کرنے میں خواتین کی رضا کار تنظیموں کی خدمات کو تاریخ کبھی فراموش نہیں کرسکتی اور یہ تمام کام تعلیمات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی فیضان تھے جنہوں نے عورت کو ام الانبیاء اور تاریخ گر بنادیا۔

اسلامی دنیا کے حال پر نظر ڈالیں تو فلسطین، لبنان، لیبیا، پاکستان ہر جگہ مسلمان عورت اپنے ملک کی سرحدوں کی حفاظت، اپنی نظریاتی مملکت میں شعائر اسلامی کے قیام اور ملکی آزادی کے لئے کوشاں ہے۔مگر وہ اُن تمام قوانین کی پابندی کرتی ہے جن کا اسلامی شریعت اسے پابند بناتی ہے۔

مسلمان عورت کا اسلامی ریاست کی تعمیر و تشکیل کے لئے مستقبل کے لائحہ عمل کے متعلق کچھ

Marfat.com

گزارشات کرنا چاہوں گی۔ وہ یہ کہ اسلام نے خواتین کو جو حقوق وفرائض عطا کئے ہیں میں اس کے ساتھ ہی ایسے امکانات واختیارات بھی فراہم کئے ہیں جن کے ذریعہ اسلامی ریاست کی تعمیر وتشکیل میں براہ راست و بھرپور انداز میں شرکت کرسکتی ہے اور وہ دائرہ کار عورت کے طبعی تقاضوں کے عین مطابق ہے جسے آج کی سائنسی تحقیقات نے بھی ثابت کر دیا ہے کہ بیالوجی اور فزیالوجی کے لحاظ سے عورت کمزور ہے اور اسلامی شریعت نے عورت کی اس کمزوری کو حقارت نہیں سمجھا بلکہ اسلامی تعلیمات نے عورت کے دل کے گداز کو طبیعت کی نرمی کو اولاد کی محبت کی طرف موڑ دیا ہے۔ چنانچہ آج مستقبل کا لائحہ عمل طے کرتے ہوئے ہمارا مطمع ریاست کی حکمرانی یا مسند اقتدار پر فائز ہونا نہ ہو بلکہ اُن فرائض امومیت کی انجام دہی ہو جو تعلیمات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم پر فرض قرار دیا ہے۔ کیونکہ آج جو برائیاں جو ظلمتیں وزیادتیاں نظر آرہی ہیں اُن کی اصل وجہ یہی ہے کہ مغرب کی ظاہری چکاچوند نے ہماری نگاہوں کو خیرہ کر دیا ہے اور ہم اسلامی تعلیمات سے دور ہوکر اپنے اصل مقام سے ہٹتے جارہے ہیں۔ ہم عورتوں نے مغرب کی آزادیٔ نسواں کو اپنا مطمع نظر بنا کر مردوں کو اپنا حریت سمجھ لیا ہے۔ اللہ اور اس کے رسول صلعم کی بتائی ہوئی حدود میں تبدیلیاں پیدا کرکے قانونِ قدرت کی مخالف سمت چلنے کی کوشش کررہے ہیں اور یہ تبدیلیاں ٹکراؤ کی صورت پیدا کررہی ہیں۔ جس کا لازمی نتیجہ تباہی ہے۔ اسلامی ریاست کی تعمیر وتشکیل میں حدود اللہ پر قائم رہتے ہوئے خواتین کا حصہ لینا کوئی معیوب بات نہیں لیکن حکمرانی کے خواب دیکھ کر کامیابی وفلاح کی توقع رکھنا عبث ہے۔ کیونکہ حدیث مبارکہ ہے کہ......

"یقیناً وہ قوم کامیاب نہیں ہوسکتی جو عورت کو حاکم کی جگہ دے" (بخاری شریف)

معزز خواتین! اللہ تعالیٰ نے عورت کو اس ریاست کی ملکہ قرار دیا ہے جس کا نام "گھر" ہے۔ جہاں وہ ایک خاندان کی ترتیب وتزئین کرتی ہے مگر ایک ایسی ریاست جو صرف اللہ کے قانون کی پابند ہو وہاں عورت کا اس مرتبہ کو پانا بہت سی قباحتوں کا باعث ہوسکتا ہے۔ عورت اگرچہ حکمران نہیں بلکہ ایک اچھے حکمران کی تعمیر وتربیت ضرور کرسکتی ہے اگر معاشرہ کے افراد کی شرافت، نجابت، فراست، فکری واخلاقی بلندیوں یا پستیوں کا اندازہ لگانا ہو تو اس ماں کی گود کو دیکھنا چاہیے جس میں انہوں نے پرورش پائی ہے اگر ملک وقوم کو اچھے لیڈر، بہادر سپاہی، بلند پایہ محقق، ادیب، مفکر، مدبر اور باصلاحیت عمال دینے ہیں تو خواتین کو اس ضمن میں تعلیمات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرنا ہوگی۔ کیونکہ عورت ہی وہ صدف ہے جو انسان کو گوہر بناتی ہے۔ اور سب سے بڑھ کر یہ نئی نسل میں منشیات کے بڑھتے ہوئے رجحان کے صحیح معنوں میں سدباب: مسلمان ماؤں کے فیضان

Marfat.com

ر سے ممکن ہے۔ اگر نئی نسل کے لئے ان کی مائیں ان کی حقیقی دوست اور غمگسار بن جائیں۔ ان کی محرومیوں
ں ان کا ذہنی وجذباتی سہارا ہوں ان میں ہمت اور حوصلہ پیدا کرنے والی ہوں اپنی اولاد کے ذہن وقلوب میں
ندر پر کامل بھروسہ اور مکمل ایمان وایقان کا جذبہ پیدا کردیں تو ایسے تباہ کن سہارے کی تلاش ہمارے بچوں کا
ندر ہی بن سکے گا لیکن اس کے لئے بھی پہلے ہمیں اپنے اندر مومنانہ صفات پیدا کرنا ہوں گی جو صرف احکام
بیہ کا پابند ہونے سے حاصل ہوسکتی ہے۔

میں نے اپنی فہم نارسا کے مطابق یہ خیالات آپ تک پہنچائے ہیں۔ اللہ تعالیٰ علیم وخبیر ہے وہ
قلب القلوب ہے اور میری عاجزانہ دعا ہے کہ یہ حقیر کلمات دلوں کو متاثر کرسکیں۔

وماتوفیقی اللہ باللہ العظیمO

واخرالدعوانا ان الحمدُللہ ربّ العالمینO

......☆......

Marfat.com

Marfat.com

دورِ جدید کے مسائل کا حل سیرتِ طیبہ کی روشنی میں

شمیم کوثر ایسوسی ایٹ پروفیسر اُردو
..........گورنمنٹ گرلز ڈگری کالج۔ کواری روڈ کوئٹہ..........

و بحق جابک اننی بک معزم
والله یعلم اننی ایتواك
انت الذی لولاك ماخلق امراء
کُلا ولاخلق الوری لولاك

ساتویں صدی عیسوی کی دنیا میں انسانیت ذلت رسوائی اور پستی میں ڈوبی ہوئی تھی۔ دنیا میں ہر جگہ ہر خطے ہر علاقے میں انسانی وجود طبقوں میں بٹا ہوا تھا۔ سماجی تقسیم' اونچ نیچ' ذات پات' اشراف وغلام' اعلیٰ و ادنیٰ ایک کے لئے پیمانے الگ ہر ایک کی حیثیت اور مرتبہ جدا۔ ہر ایک کے ساتھ سلوک مختلف' روم ہندوستان' ایران وعرب ہر ملک میں اخوت و مساوات بے معنی الفاظ تھے۔ اقتدار و اختیار اور دولت ثروت کے سامنے ہر شے کم قیمت۔ خودغرضی' عیاشی' انتقام' بغض' دشمنی' انانیت و شیطانیت کے عفریت انسانیت کو کچل رہے تھے۔ شراب نوشی عام تھی۔ لوگوں کو رشتوں کی پہچان نہ تھی۔ اس کرب ناک اور ذلت سے بھرپور معاشرے کو ضرورت تھی ایک رہنما کی۔ یوں تو انبیاء علیہ السلام ہر دور میں اپنی اپنی قوم۔ اپنے اپنے خطوں میں حیات انسانی کو اجتماعی صورت میں بدلنے کا مقدس فریضہ انجام دیتے رہے۔ اس کی اپنی اہمیت تھی لیکن انسانیت کی تکمیل کے لئے کسی کامل انسان کی ضرورت تھی جو پوری انسانیت پر اثر انداز ہو۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک انسانیت کی خدمت ہوئی۔ لیکن پھر بھی مضطرب انسانیت تشنہ تھی کہ وہ ہو جو کوئی شہنشاہ کشور شاہ ہو اور بوریا نشین بھی ہو' صاحب محراب و منبر بھی ہو اور نمونہ صدق وصفا بھی ہو۔ جس کا پیغام آفاقی ہو اور اس کے بعد کسی اور نبی کی ضرورت نہ رہے۔ رب کائنات کو سسکتی ہوئی انسانیت پر ترس آ گیا اور معاشرے کو حیات نو کا پیغام سنانے والے مزمل و مدثر کی آمد ہوئی جس نے انسانی تاریخ کا رخ موڑ دیا۔ پوری

Marfat.com

کائنات روز اول سے منتظر تھی۔ زمین فرش راہ، آسمان شوق دیدار کا طلب گار، پھر کائنات کے ذرّے ذرّے نے خدائے بزرگ و برتر کو سجدہ کیا۔ نعمت عظمیٰ پر شکر ادا کیا۔ نئی جہت ملی استوار ہوئی۔ محمدؐ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت اور حضرت بی بی آمنہؓ کے خواب کا مظہر تشریف فرما ہوا۔

مولای صل و سلم دائماً آبداً

علی حبیبک خیر الخلق کلھم

آپ کی ہستی عالم اسلام کے لئے باعث رحمت۔ اولاد آدم کو پستی سے برتری کی طرف لائے اور اس نے انسان کو زندگی کے رموز سکھلائے۔ اللہ سے بندے کے تعلق اور رشتے کو جوڑا۔ روح اور وجدان کو پاکیزگی بخشی۔ زندگی و بندگی کے تقاضوں کو باہم مربوط کیا۔ تقویٰ کو عظمت کا منتہیٰ بنایا قلب وضمیر کی تطہیر کی۔ معاملات زندگی کو فہم و فراست بخشی۔ اسلامی معاشرے کی اساس رکھی۔ قرآن کریم کی ہدایت کی روشنی میں انسان کو اجتماعی اور انفرادی تقاضے بتائے۔ علم و ہدایت کا ایسا سرچشمہ چھوڑا جو ہمیشہ فلاح و خیر کا ضامن ہے۔ آپ آدمیت کی پہچان اور زینت دو عالم ہیں۔ باعث تخلیق کائنات ہیں۔ جامع صفات و کمالات فخر موجودات جن کی اطاعت اللہ کی اطاعت جن کی ہر بات وحی خدا جو اول و آخر۔ یٰسین وطہٰ۔ سید کائنات خلاصہ موجودات سرور کونین۔ سید عالم وارث علوم۔ صادق و امین۔ تفسیر قرآن و مبین۔ ذات ربّ کے مظہر اتم مختارِ کل۔ مالک ہر دوسرا۔ محبوب ربّ العالمین۔ خوش اخلاقی۔ خوش الحواری۔ طہارت و پاکیزگی۔ بزرگی و توانائی۔ زہد و تقویٰ عبادت۔ ریاضت۔ صبر استقامت۔ متانت و شرافت۔ مروت و رواداری۔ دانش و ذہانت۔ عظمت و دانائی۔ راست گوئی۔ صداقت و شجاعت۔ کوئی ایسی فضیلت اور خوبی نہ تھی جو آپ کو عطا نہ ہوئی ہو۔ آپؐ کے اوصاف کہاں تک بیان ہوں۔ کس کا پیارا ہے کہ ان کا احاطہ کر سکے۔ آپ مخلوق الٰہی میں سب سے طیب و طاہر ہیں۔ خیر البشر ہیں۔

سیدنا محمد رسول اللہ...... الصادق الواعد الامین

اللہ تعالیٰ کا ہم پر بے حد کرم اور احسان ہے کہ اس نے ہم ہی میں سے نبیؐ مبعوث کیا۔ جو قرآن کی آیات پڑھ کر سناتا اور قرآن و سنت کی روشنی میں رہنمائی فرماتا ہے۔ ہم اس احسان عظیم اور فضل پر اللہ کا صد شکر ادا کرتے

۸۵۲۸۲

Marfat.com

ہیں۔ ہمیں زندگی اور کائنات کو برتنے کا ادراک ملا۔ آپؐ کی ذات وصفات نے معجزے کے روپ میں تمام انفرادی واجتماعی پہلوؤں کو سمیٹ لیا یہاں تک کہ اس دنیا ہی میں نہیں آخرت تک ذخیرہ محفوظ ہو گیا۔ ہمارے شعور کو تقویت ملی کہ بحیثیت انسان اور مسلمان زندگی کا ہر لمحہ جہد وسعی میں گزرے۔ مقصد حیات کو پہچانیں اور طاغوتی طاقتوں کو زیر کر کے اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لاسکیں۔ آپؐ نے اپنی حیات ظاہری میں ہر موڑ پر ایسے نتیجہ خیز فیصلے فرمائے جن سے انسانیت نکھر گئی۔ آپ کا حوصلہ اور استقامت اس قدر مضبوط تھا کہ کوئی لالچ راہ حق سے نہ ہٹا سکا اور نہ آپؐ کے سکون واستقامت اور لطف الٰہی کی اُمید کو مایوسی میں تبدیل کر سکا۔ آپ کی تعلیمات سے ٹکرا کر مخالفت طاقتیں دم توڑ گئیں۔ لیکن ہوا کیا......؟ آج ہم پھر انہی اندھیروں میں بھٹکنے لگے۔ جن کو مٹانے کے لئے آپؐ نے تکلیفیں برداشت کر کے صراط مستقیم کا درس عام کیا۔ آپؐ نے جب صدا بلند کی تو جواب میں اینٹ و پتھر کی بارش ہوئی۔ لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اسلام کا نور پھیلنے لگا۔ علامہ سید سلیمان ندوی کے الفاظ میں......

''رفتہ رفتہ یہ اجنبیت دور ہوئی۔ بیگانگی کا نور ہوئی آواز کی کشش اور نوائے حق سے دلوں پر اثر کیا کان والے سننے لگے اور جو سننے لگے سر دھننے لگے۔ یہاں تک کہ وہ دن آیا کہ سارا عرب اس کیفیت سے معمور اور اس شراب سے مغمور ہو گیا۔ اور اسلام کا مسافر اپنے گھر پہنچ کر اپنے عزیزوں اور دوستوں میں ٹھہر گیا۔ اب وہ قافلہ بن کر آگے چلا۔ عرب کے ریگستانوں سے نکل کر عراق کی نہروں اور شام کے گلستانوں میں پہنچا۔ ایران کے مرغزاروں اور مصر کی وادیوں میں آ کر ٹھہرا۔ ایک طرف خراسان و ترکستان سے ہو کر ہندوستان کے پہاڑوں اور ساحلوں پر اس کا جلوہ نظر آیا اور دوسری طرف افریقہ کے صحراؤں کو طے کر کے اس کا نور بحر ظلمات کے کنارے چمکا جو کچھ ہوا۔ تاریخ میں ریکارڈ ہے''۔

لیکن آپؐ نے جن باتوں سے ڈرایا اور دور رہنے کی تلقین کی آج ہمارا معاشرہ من حیث القوم انہی برائیوں میں گرفتار ہے۔ جہالت' منافقت' نسلی امتیاز' تعصب' مذہبی منافرت' ظلم وزیادتی' قتل وغارت گری' انا پرستی' دھوکہ پرستی' فریب ومکاری' سود خوری' جھوٹ' چوری' ڈاکہ زنی' بددیانتی' خیانت' رشوت' حرام خوری اور کئی ایسی مہلک برائیاں جن کا تعلق ہماری معاشرتی تہذیبی' تمدنی اور اخلاق سے ہے وہ تمام برائیاں پھر سے ہمارے ہاں پیدا ہو چکی ہیں اور یوں ان گنت مسائل نے آن گھیرا ہے۔ اس کی وجہ کیا ہے؟ اس پر غور کرنا ضروری ہے۔ ہادی برحق مولائے کل۔ ختم الرسل ﷺ کے احکامات سے لاپرواہی برتنا ہے۔ ہم نے رحمتہ

Marfat.com

للعالمینؐ کے زرین فرامین جو اقوام عالم کے منشور کی بنیاد تھے ان سے فراموشی اختیار کر لی۔ اور یوں انہی ابدی اصولوں سے انحراف نے ہمیں نا صرف مسائل کی گہری کھائی میں دھکیل دیا بلکہ ہم پابند اغیار بن گئے۔ قائدانہ صلاحیتوں کے مالک زوال کا شکار ہو گئے۔ جسد ملی میں برائیاں سرایت کرتی گئیں اور رسوائی مقدر بنتی گئی۔ مسلمان قوم تو قرآنی فرمودات اور روحانی اقدار کی پاسداری سے خود کو منور کرتی تھی۔ ایمان کی روشنی سے حیات انسانی کو اُجالا بخشتی تھی لیکن اب اس نے روگردانی کی سنت رسولؐ سے اور وقت نے اسے کمزور بنا دیا تباہی کے دہانے پر کھڑا کر دیا۔ کامیابی کا قصر تعمیر کرنے والی قوم بھول گئی کہ شعبہ قدرت کی نافرمانی اس کو کس قدر مہنگی پڑے گی۔ زمین و آسمان کے خزانوں کی کنجیاں بلاشبہ اس کے ہاتھوں میں ہے۔ سورہ عصر کے مطابق انہی اعمال کی بدولت انسان گھاٹے اور خسارے میں ہے۔

ہوئے محو عالم سے آثار ظلمت　　　　که طالع ہوا ماہِ برج سعادت
نہ چٹکی مگر چاندنی ایک مدت　　　　که تھا ابر میں ماہتابِ رسالت

سید المرسلین محمد ﷺ پر کلام الٰہی کا نزول ہوا۔ جس میں ربّ کا ہر حکم جمال رحیمی بھی ہے اور جلال جباری بھی۔ اس کا مزاج مجبوری اور شورائی ہے وہ گرفت بھی کرتا ہے۔ اور تنبیہ بھی کرتا ہے۔ ہمیں دعائیں بھی میسر ہوئیں۔ اصلاح کے رستے بھی ملے اور توبہ کے در بھی کھلے لیکن انسانیت شراب اور دولت کے نشہ میں باعث فساد بن رہی ہے۔ پورا معاشرہ مسائل سے دوچار ہے۔ دور جدید ترقی کی راہوں پر گامزن ہے۔ دنیا بھر کی سہولتیں میسر ہیں لیکن اسلام کی رسی جسے ہم نے مضبوطی سے تھامنا تھا یقیناً ہمارے ہاتھوں سے سرک گئی ہے۔ آپؐ نے اپنے آخری خطبے میں بنیادی نقطوں کی وضاحت کر دی، انسانی حقوق سمجھا دیئے اور معاشرے کو تحفظات سے سرفراز کر دیا۔ ہماری اسلامی زندگی کی ابتداء جس بابرکات ذات کے ہاتھوں ہوئی بلاشبہ وہ اوجِ رسالت پر فائز تھے۔ صفات و کمالات نبوت سے آراستہ تھے اور امیر واقع میں جزیرہ نما عرب کی مسند اقتدار پر جلوہ افروز آپؐ کے پیغام سے زمانوں میں تابانی ابھری۔ جہاں بیدار ہوئے۔ رہبر آدمیت کے الفاظ کے پیراہن میں لاکھوں چمن زار معانی ہیں جن کی خوشبو سدا معطر کرتی رہے گی لیکن نجانے کیوں محسوس ہوتا ہے کہ ہم اور ہمارا جدید دور ہزار ترقیوں اور تبدیلیوں کے باوجود خیر و فلاح سے محروم ہے پھر سے عالم رفتہ رفتہ جاہلیت کے اثر و نفوذ میں ڈوبتا رہا ہے۔ جبکہ اہل مغرب ہماری ہدایت و تعلیمات پر تحقیق کر کے آگے بڑھ

Marfat.com

ہے ہیں اور ہمارے ہاں انسانی حقوق کی پامالی ہو رہی ہے۔غلامی کے ہزار عنوان قائم ہو رہے ہیں۔
اہشات نفسانی کا شکار ہو رہے ہیں۔جدید دور اپنی وسعت وترقی' وسائل سفر کی فراوانی' نقل وحرکت کی
سانی' اقوام وملل کے قرب واتصال کے باوجود تنگی کا شکار ہے۔امن وعام کو خطرہ لاحق ہے۔استعماریت
ناتی کشمکش۔نسلی وقومی وملی اتحاد ختم ہو رہا ہے۔ہر جگہ فساد ہی فساد نظر آتا ہے۔بحثیت مجموعی قبائے انسانیت
رد آلود ہے۔مکہ شہر میں جانا ہو تو وہ قبرستان آج بھی اس کہانی کو دہراتا ہے کہ جب لڑکیاں زندہ دفن کر دی
تیں مگر آپ کی آمد کے بعد ان کے درجات کس قدر بلند ہوئے۔ہماری سوچیں زنگ آلود ہو چکی ہیں۔
ریدہ دور میں آج اسی بیٹی کو تحفظ حاصل نہیں۔باپ کی درندگی کی نشانہ بنتی بیٹیاں فریاد کرتی ہیں۔کہیں اجتماعی
ت کا شکار لڑکیاں بلک رہی ہیں۔قدموں تلے جنت کی مالکہ عدالتوں میں انصاف کی متمنی ہیں۔کہیں باپ
ی کا انصاف نہ ملنے پر اپنے جسم کو آگ کے حوالے کرنا ہے۔مرد باپ کے روپ میں تحفظ بخشا ہے لیکن
مارے معاشرے میں اپنے بچوں کو چھری سے ذبح کر دیتا ہے۔آج انسانیت توحید کی روشنی۔رسالت کی
یاء۔آخرت کے قانون۔جزاوسزا اور آپ کی رحمت للعالمینی سے محروم ہوتی جا رہی ہے۔ہمیں چلنا ہے راہ
ق کی طرف۔امن وسلامتی کی طرف۔

مذہب سے دوری

یہ تو نہیں کہا جاسکتا کہ ہمارے گھروں میں اسلامی ماحول ہی نہیں رہا۔لیکن مذہب سے دوری ضرور
دیکھنے میں آ رہی ہے۔ارشاد باری تعالٰی ہے کہ "اے ایمان والو۔اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو آگ
سے بچاؤ۔وہ آگ جس کا ایندھن پتھر اور انسان ہیں"۔

والدین کی تعلیم وتربیت کا عکس اولاد پر بے حد پڑتا ہے۔ان کا فرض ہے کہ بچپن ہی سے بچوں کو
دینی تعلیم کی طرف راغب کریں اور ان کی عادات میں سنت رسول کی تمام باتوں کو شامل کر لیں جو زندگی میں
اہم کردار ادا کر سکتی ہیں۔اس کی بہترین سیرت اور کردار سازی کی تشکیل امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے مطابق
ہو اور یہ بھی ضروری ہے کہ والدین اور گھر کے بزرگ اور دوسرے افراد بھی نیکی کی طرف راغب ہوں۔ایک
بزرگ کے بقول "اگر تم خود نیک وصالح ہو گے تو تمہاری اولاد بھی نیک صالح ہو گی"۔آج کل ہمارہاں ایک
رجحان بڑھ رہا ہے جو بڑا ہی خوش کن ہے کہ بچوں کو قرآن پاک حفظ کروایا جا رہا ہے کچھ مدارس خاص طور پر

اس کا اہتمام کرر ہے ہیں۔اس سے بھی ہمارے ماحول پر اچھا اثر پڑے گا۔شیخ عبدالقادر جیلانی کی ماں کی تربیت اور سچ بولنا ہمارے لئے مثالی واقعہ ہے اچھی عادات سے اچھی سیرت بنتی ہے جس سے پورا معاشرہ فیضیاب ہوتا ہے۔لیکن ہم اس مثال کو بھی نہیں بھول سکتے کہ بچہ رات بھر ٹی وی دیکھتا ہے اور صبح نماز کے لئے نہیں اُٹھتا کہ نیند پوری نہیں ہو پائی۔اور دوسری طرف وہ گھرانہ بھی کہ جہاں اگر خاتون خانہ نمازی نہ ہو تو اُس کے ہاتھوں کا پکا کھانا نہیں کھایا جاتا۔بات نماز کی بھی ہے اور ساتھ ہی اسلامی طرزِ حیات پر اثرات کی بھی۔اگر گھر کا ماحول۔مدرسہ کا ماحول اور ہمارے آس پاس کا ماحول اسلامی رنگ کا ہو تو کوئی بات نہیں کہ مسائل کم نہ ہوں۔ہم تو سلامتی کے علمبردار ہیں۔پانچ وقت ہماری مساجد اذان کی اواز گونجتی ہیں۔قرآن کریم کی ہدایت ہمارے سامنے ہے۔پروردگار عالم نے آخری رسول ﷺ کو روشن چراغ کہا اور آپ کی احادیث کا ایک بڑا ذخیرہ علم، ترغیب اور فضائل پر مبنی ہے۔انہوں نے علم کے دروازے تمام انسانوں کے لئے کھول دیئے۔ہر قسم کے علوم و فنون کو انسانوں کے لئے مشترکہ میراث قرار دیا۔ایک عالم کی ہستی خدا کے پاس ہزار عابدوں کی ہستی سے زیادہ قرار دیا۔اس سلسلہ میں آپؐ کے دور میں 9 مساجد اور درسگاہیں کام کرتی تھیں اور صفہ کی درسگاہ سے مختلف ممالک کے لوگ فیض پاتے۔اور اس تعلیم و تربیت کے ثمرات نے ماحول کو بہت کچھ دیا۔جن میں لوگوں کو سماجی و معاشی اطمینان ملا۔امتیاز رنگ و بو کا خاتمہ ہوا لوگوں کی روحانی اور اخلاقی اصلاح ہوئی۔رنگ و نسل، قبیلہ، علاقہ اور خاندان و وطن کے امتیازات مٹ گئے۔امیر و غریب کو برابری ملی۔کسی بھی انسان کا کوئی بھی پیشہ ہو انہیں عزت و تکریم ملی۔

آپؐ نے جس طرح زندگی کو گزارا ان طور طریقوں کو اپنا کر ہم بھی اپنی زندگی کو سنوار سکتے ہیں۔معاشرتی زندگی کے آداب اور دعائیں ہمیں ہزار ہا مسائل سے بچا سکتے ہیں۔اب جس اناج پر بسم اللہ اور الحمدللہ پڑھا جائے اور اس کے پکانے والے کے لبوں پر درود پاک کا ورد ہو تو کیسے ممکن ہے کہ معاشی تنگی آڑے آئے۔

حضور پاک کی ذات پاک سراپا اعجاز ہے۔آپؐ کے معجزات میں سب سے بڑا معجزہ قرآن کریم ہے۔صحیح بخاری باب الاعتصام میں ہے کہ رسول کریمؐ نے فرمایا کہ جو معجزہ مجھے عطا کیا گیا وہ وحی (قرآن) ہے گھر سے شیطان کو بھگانے اور بدی کو روکنے کے لئے ہمارے ہاں تلاوت قرآن پاک کی تلقین کی جاتی ہے۔قرآن فہمی کی طرف توجہ دی جاتی ہے تاکہ ہماری زندگیوں سے متعلق تمام شعبے قرآن کی روح اور تعلیمات

Marfat.com

رسولؐ کے مطابق تشکیل پا سکیں اور اس میں کوئی شک نہیں کہ انہی ہدایات کو اپنا کر ہم روح کی بیماریوں سے محفوظ رہ سکتے ہیں ہمارے معاشرے میں خیانت' حرص و طمع' بدگمانی' غصہ' برداشت' شہوت' ہوس' نفاق' چوری' غیبت' لڑائی جھگڑے' قتل و غارت اور نجانے کون کون سی برائیاں جنم لے چکی ہیں۔ ان کا سدباب اسلام پر چلنے سے ہو سکتا ہے سورہ الاحزاب میں ارشاد ہوتا ہے۔ ''اے ایمان والو! اسم اللہ کا ذکر کثرت سے کرو اور صبح شام اللہ کے نام کی تسبیح کرو''۔ ہمارے جو مسائل پیدا ہو چکے ہیں یا ہو رہے ہیں ان کی بنیاد وہ خرابیاں ہیں جو ہماری رگوں میں سرایت کر چکی ہیں۔ جب کوئی شخص ایک برائی کرتا ہے تو اس کا دل اللہ سے دور ہو کر شیطانیت کی طرف راغب ہو جاتا ہے اور یوں آہستہ آہستہ وہ برائیوں میں گھر کر نیک راہ سے بھٹک جاتا ہے اب دوبارہ سے اس دل کو اسلام کی طرف پلٹنے کے لئے ضروری ہے کہ ہم ان رموز کو سیکھیں جو عبادات کی روح اور مغز تک پہنچا سکیں اور ظاہر و باطن کو پاک کر سکیں۔ ''مومن کا دل اللہ کا آئینہ ہے اور حضرت عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کے فرمان کے مطابق ''جو شخص اللہ کو پہچانتا ہی نہیں وہ عبادات کیونکر کر سکتا ہے''۔ جب تک اسلامی نظریات ہماری روح کو نہ چھو سکیں ہم مقصد حیات کو نہ پہچان سکیں اور مذہب سے دور ہوں تو کیسے خود کو مطمئن کر سکتے ہیں۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا ''جب کوئی میرا ذکر کرتا ہے تو میں اس کے دو ہونٹوں کے درمیان ہوتا ہوں''۔ اس کی تشریح و توضیح کیا ہے؟ ہم ان نکتوں کو رتی بھر بھی سمجھ لیں تو کوئی وجہ نہیں کہ دور جدید کے مسائل سے نمٹ نہ سکیں۔

آپؐ کے اخلاق حمیدہ کی روشنی میں ذرا اپنے معاشرے پر نظر ڈالیے۔

بڑوں کا ادب۔ جس میں ماں باپ' اولاد ماں کی خدمت' والدین کے درجات' والدین کے ساتھ حسن سلوک' بزرگوں کا ادب آ جاتا ہے۔ کیا ہم بڑوں کا ادب آپؐ کی تعلیمات کی روشنی میں کر رہے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا۔ ''وہ شخص ہمارے گروہ سے نہیں ہے جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور ہمارے بزرگوں کا ادب نہ کرے''۔

اولاد سے سلوک' ازواج مطہرات سے سلوک اور انصاف' صدق و دیانت' حیاداری' یتیموں مسکینوں اور غلاموں سے بہتر رویہ' عورتوں پر رحمت اور محبت' جانوروں پر شفقت' سخاوت' فیاضی' مساوات' حوصلہ مندی' شجاعت' تواضع اور سادگی' مہمان نوازی' زہد و قناعت' حسن معاملہ' حسن و ایثار و خدمت' عیادت و تعزیت' حلم اور تحمل' توکل اور صبر' عفو و درگزر' خوش مزاجی' حکمت اور عظمت' عدل و انصاف' ان میں سے کون سا

Marfat.com

پہلو ہے جس پر رسول پاکؐ کی تعلیمات کی بدولت ہماری رہنمائی نہیں ہوتی اور ہم نے کون سے پہلو کو اپنایا ہے۔

آج اولاد کی نافرمانی حد سے بڑھ چکی ہے والدین اور بزرگوں کا گھر میں رہنا محال ہو چکا ہے۔ لوگ کئی کئی شادیاں کر لیتے ہیں لیکن ازواج کے ساتھ حسن سلوک اور ان کے ساتھ انصاف کس قدر کم ہو چکا ہے۔ دیانتداری اور صدق نام کو نہیں۔ خود غرضی حد سے بڑھ چکی ہے۔ آج خواتین جو لباس پہنتی ہیں اس میں عریانیت زیادہ ہے حالانکہ اسلام باریک، تنگ و چست لباس کو پسند نہیں کرتا۔ آج ہم بڑی خوشی کے ساتھ یتیموں اور مسکینوں کے مال پر قبضہ کر لیتے ہیں۔ عورتوں کے ساتھ سلوک آپ کے سامنے ہے۔ برداشت اور تحمل نام کو نہیں رہی۔ گھروں میں سکون کی فضاء ختم ہو رہی ہے۔ ہر طرف ٹینشن ہی ٹینشن ہے۔ ہمارے دلوں میں منافقت اور کھوٹ بڑھ رہی ہے۔ اب نہ والدین بچوں کی صحیح اسلامی روایت کے مطابق تربیت کر سکتے ہیں اور نہ ہی اساتذہ۔ اور بچوں کی خودسری، آزادی انہیں اسلام سے دور لے جا رہی ہے۔ ہمارے مزاج تلخ اور لہجوں میں غرور نظر آتا ہے جبکہ آپؐ نے فرمایا ''جو شخص نرمی اور رفق سے محروم کیا گیا وہ سب بھلائی و خیر سے محروم ہو گیا''۔ اور فرمایا ''میں تم کو نہ بتلاؤں وہ شخص جو دوزخ کی آگ پر حرام ہو یا وہ شخص کہ حرام ہو اس پر آگ۔ تو جو شخص لوگوں کے ساتھ آہستہ مزاج۔ نرم طبیعت اور نرم خو ہو رہی ہے''۔

اعتدال پسند قوم کبھی فقیر نہیں ہوتی۔ بے جا اخراجات اور نمائش نے ہمیں ذلت کے اندھیروں میں دھکیل دیا ہے۔ آج ہم جس طریقے سے شادیوں پر اہتمام کرتے ہیں وہ اسلام کے مطابق نہیں ویسے بھی دینی بصیرت کی سیڑھیاں طے کرنے کے لئے میانہ روی آنا لازم ہے۔

ہم چاہتے ہیں کہ ہماری زندگی پرسکون اور شاداب گزرے تو لازم ہے کہ ہم آپؐ کی سیرت مبارکہ کا مطالعہ کریں۔ اور سیرت پر عمل کریں۔ اس مبارک ہستی کی زندگی کا ایک ایک لحہ کیسے گزرا۔ اس کی روشنی میں ہدایت پائیے۔

آپؐ وعدے کے پابند، انصاف پر قائم رہنے والے۔ دوسروں کا حق ادا کرنے والے۔ سادگی و قناعت کا نمونہ تھے۔ ساری زندگی سادہ صبر و شکر کے ساتھ گزاری۔ جو گھر میں ہوتا ضرورت مندوں میں بانٹ دیتے۔ بحث مباحثہ نہ کرتے۔ ضرورت سے زیادہ بات نہ فرماتے۔ صرف وہی بات کرتے جو دوسروں کے لئے مفید ہوتی۔ کبھی جھوٹ نہ بولتے اور فرمایا ''جب کوئی جھوٹ بولتا ہے تو اس کی بدبو سے فرشتے اس سے میل

ر دور چلے جاتے ہیں"۔ اور آج ہمارے معاشرہ کا کوئی ہی فرد ہو جو بات بات پر جھوٹ نہ بولتا ہو۔ پھر مسائل شکار کیسے نہ ہوں۔ البتہ ان مسائل کا خاتمہ ہو سکتا ہے اگر ہم آپ کی تعلیمات پر عمل پیرا ہوں۔

قاصر میرا قلم ہے تو عاجز مری زباں
ممکن کہاں کہ وصف ترے کر سکوں بیاں

پاکستان کے وجود میں آنے سے لے کر آج تک یہی مسئلہ درپیش رہا ہے کہ معاش کے ذرائع کو ڈھایا جائے۔ لیکن شاید یہ مسئلہ وقت کے ساتھ ساتھ ختم ہونے کی بجائے بڑھتا چلا گیا۔ اب اس وقت ہزاروں نوجوان ہیں جو معاشی بدحالی کا شکار ہیں اور بڑھتی ہوئی مہنگائی نے لوگوں کی کمر توڑ دی ہے یہاں تک کہ نوجوان خودسوزی کی طرف راغب ہو رہے ہیں یا پھر اغواء ڈکیتی اور دہشت گردی کی طرف ان کا ذہن مائل ہو رہا ہے۔ اس کی وجہ ان کی ذہنی دباؤ اور افسردگی ہے۔ اب تو کوئی شخص ہمسایوں کی خبر گیری بھی نہیں رکھتا۔ کون ہے؟ جو اپنے شوربے کو مزید بڑھا کر ایک دوسرے کے گھر بھجوا رہا ہے؟۔ کون ہے جو دسترخوان بچھا کر کسی مہمان کا منتظر ہو؟۔ کون ہے جو مدد کرتا ہے؟ اس ماں کی جو خالی دیگچی میں چمچ ہلا کر بچوں کو تسلی دے رہی ہو۔ مسائل روز بروز کیوں نہ بڑھیں۔ ایک گھر کے دسترخوان پر رنگ رنگ کے کھانے سجے ہیں اور دوسرے کے ہاں کھانے کو کچھ بھی نہیں۔ کہاں سے وہ مردِ مومن آئے جو راتوں کو جاگ جاگ کر لوگوں کی خبر گیری کرتا۔ جس کے دور میں اس قدر خوشحالی آئی کہ کوئی زکوٰۃ لینے والا نہ تھا۔ اسلام کا عادلانہ معاشی نظام فرد کو سکھاتا ہے کہ وہ اپنی، اپنے اہل و عیال، خاندان، رشتہ داروں، قرابت داروں اور ہمسایوں کی کفالت کرے۔ یہ اسلامی تصور کس قدر رحیمانہ ہے۔ مسافر، مہمان، بیوہ، یتیم، مسکین محتاج، معذور سب کی تکریم کا خیال بھی ہے اور زکوٰۃ جیسی شرط سے لوگوں کو بھی فائدہ اور اپنا مال بھی شر سے پاک۔ معاشی بدحالی نے نوجوانوں کو نشہ کی طرف راغب کر دیا ہے۔ منشیات سے خود نقصان پہنچا رہے ہیں۔ نشہ وقتی طور پر ان کی قوت ارادی اور عقل کو ڈھانپ لیتا ہے اور بداخلاقی کو ہوا دیتا ہے کیوں ہمارے ہاں حادثات، طلاق، خلع اور عصمت فروشی عام ہو رہی ہے۔ اس کی وجہ بے روزگاری اور معاشی بدحالی بھی ہے۔ والدین اور بچوں کے درمیان فاصلہ اور عدم ہم آہنگی ان میں احساس ناکامی پیدا کرتی ہے اور یہ ذہنی دباؤ برائی کی طرف مائل کرتا ہے۔ پھر وہی بات کہ مذہب سے دوری روح کو شیطانیت کے حوالے کر دیتی ہے۔ اور کچھ تو گداگری کی لعنت کو اپنا لیتے ہیں۔ مذہب سے دوری، معاشی پریشانی ہے جو بے سکونی اور بے اطمینانی کو جنم دیتی ہے۔ اگر ہم واقعی ہی خدائے واحد پر ایمان رکھتے

Marfat.com

ہیں تو فطری تقاضا ہے کہ ہمارے ذہن وقلوب میں خالق حقیقی کی بے حساب محبت موجزن ہو۔ ظاہر ہے اس سے بھی کہیں زیادہ جو ہمیں اپنے والدین سے ہوتی ہے جو ہمیں ظاہری طور پر تخلیق دیتے ہیں جبکہ خالق کائنات سے محبت الگ معنی رکھتی ہے۔ جو خود فرماتا ہے کہ ''اے رسول کہہ دیجئے اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو پھر اللہ بھی تمہیں اپنا سہارا بنالے گا اور تمہاری خطائیں معاف کرے گا وہ بڑا ہی معاف کرنے والا ہے''۔ غور فرمائیے۔ رسول پاکؐ کی پیروی میں کتنی عظمت پنہاں ہے۔ آپ کی اسوۂ حسنہ سراج منیر کی مانند ہمارے سامنے ہے۔ آپ کا فرمان جاری ہوا تھا کہ اپنی بنیادی ضروریات سے زائد تمام مال غرباء میں تقسیم کردو۔ اس ارشاد نبویؐ پر عمل پیرا ہونے کا نتیجہ تھا کہ اُمت مسلمہ خوشحال ہوئی۔ اخوت واتحاد کے رشتے میں منسلک ہو کر بنیاں مرصوص بن گئی جس سے مسلمان ناقابل تسخیر ہو گئے اور پچاس برس کے قلیل عرصہ میں دنیا کے نصف حصے پر پرچم اسلام بلند ہوا۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا پیغمبر اسلام کی ان عظیم صفات وکمالات احسانات کا فطری اور منصفانہ تقاضا نہیں آپ کی اتباع کی جائے اور اذہان وقلوب میں آپ کی والہانہ اور بے حد محبت موجزن ہو۔ یہ کلیہ ہے کہ وہی تحریک کامیابی سے ہمکنار ہوتی ہے جس کی قیادت اعتماد سے بھرپور ہو اور یہ اعتماد آپؐ کی تعلیمات میں ہے۔ سورہ الاحزاب میں واضح ہے کہ ''نبی مسلمانوں کے لئے اپنی جانوں سے بھی زیادہ برتر اور مقدم ہے''۔ اور جب ہم آپؐ اپنی جان، اولاد، ماں باپ اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب ہیں تو ان کی اتباع ہم پر فرض ہے۔

ہادی برحق آخر واعظم، سید عرب وعجم ﷺ کی پوری حیات طیبہ عفو و درگزر، رواداری وتحمل برداشت سے عبارت ہے۔ مولانا ابوالکلام آزاد آپؐ کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں کہ مظلومی میں صبر، مقابلے میں عزم، معاملے میں راست بازی، طاقت واختیار میں درگزر عفو اور برداشت ورواداری، تاریخ انسانیت کے وہ نوادر ہیں جو کسی ایک زندگی کے اندر اس طرح جمع نہیں ہوئے۔

قرآن میں ارشاد ہے۔ ''آپ کو تمام انسانوں کے لئے بشیر ونذیر بنا کر بھیجا ہے''۔ آپؐ کی خصوصیات ہادیٔ عالم کی حیثیت سے آپؐ کے ابدی پیغام کو بلند کرتی ہے آپؐ کے کردار وسیرت اور ذاتی صفات ہمارے لئے ابدی نمونہ ہے۔ جس کی پیروی سے ہم اپنے دور کے تمام مسائل کا باآسانی حل تلاش کر سکتے ہیں۔ ہمارے معاشرے میں پھیلی بے اطمینانی کی فضاء ختم ہو سکتی ہے۔ اگر ہم آپ کی ذات اقدس کی پیروی، مکمل اطاعت کریں۔ نجات وفلاح کے راستے پر چلیں اور بے سکونی کی خواب آور گولیوں سے سکون

حاصل کرنے کی بجائے صرف اللہ کا ذکر کریں کہ اللہ کا ذکر قلوب کو سکون اور مطمئن کرتا ہے۔ کبھی اس شخص کو بے چین دیکھا ہے جس نے راتوں کے پچھلے پہر اُٹھ کر اپنے ربّ کو پکڑا ہو۔ جس طرح آپؐ نے ہدایت فرمائی

پہنچے بلندی کو اپنے کمال سے — دور کر دیا اندھیرے کو اپنے جمال سے
حسین ہیں اُن کی سب خصلتیں — درود بھیجوں ان پر اور ان کی آل پر

صحیح بخاری ''باب الحجار'' میں روایت ہے کہ پیغمبر اسلامؐ کی وفات کے وقت آپؐ کی اونٹنی 30 صاح پر ایک یہودی کے پاس گروی تھی۔ جن کپڑوں میں رحلت فرمائی وہ پیوند لگے ہوئے تھے۔ (حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ جس رات آپ ﷺ کی رحلت ہوئی ہم نے دیے میں تیل ہمسایہ سے مانگ کر ڈالا) ایک بات کا دھیان رہے یہ وہ زمانہ تھا جب عرب شام سے لے کر عدن تک فتح ہو چکا تھا اور مدینے میں زر کا سیلاب آ چکا تھا پھر یہ تکلیفیں اور مشکلات کیسی؟ جبکہ آپؐ کی اپنی زندگی خاندانی طور پر بے حد امیرانہ کبیرانہ تھی آپؐ کے دادا جان کے متعلق ہم جانتے ہیں لیکن آپؐ کی عاجزی اور مشکلات صرف اور صرف اسلام کے لئے تھیں۔ حضرت عمر فاروقؓ کے تہہ بند میں بارہ بارہ پیوند تھے اور اس وقت تک گیہوں کی روٹی کو حلال نہ کیا جب تک انہیں معلوم نہیں ہو گیا کہ ان کی مملکت کے ہر فرد کی خوشحالی کی آواز کان میں نہ پڑی اور حضرت علیؓ کی سادگی ''جہاں میں نان شعیر پر ہے مدار قوت حیدری'' یہ سب فقر و فاقے دراصل محروم افراد کے بوجھ کو کم کرنا تھا۔ اللہ اکبر۔ دو جہاں کے سردار کے شکم مبارک پر کس کے کپڑا باندھا یا پتھر اس لئے کہ دوسرے افراد کی ضروریاتِ زندگی کو پورا کرنا تھا۔ وہ پیکر عظیم جسے ''رفعنا لک ذکرک'' کہہ کر پکارا گیا ان کے ذکر کو بلندی بخشی گئی۔

مکے کے تقدس کا اگر کعبہ سبب ہے
نازاں ہے مدینہ کہ نبیؐ اس کا مکین ہے

آپؐ نے یکجہتی، اتفاق و اتحاد، حسن اخلاق، حسن معاملہ، وعدہ ایفائی، صبر و تحمل، بردباری، مساوات پر اس قدر زور دیا اگر ہم ان خوبیوں کو اپنا لیں تو ہمارا معاشرہ امن و آشتی کا گہوارہ بن سکتا ہے۔ مستقل مزاجی اور مضبوط ارادہ اور پھر ذہن و دل کی تمام قوتوں کو یکجا کر کے اسلام کی رسی کو تھام لیں تو انسانیت کے بلند مراتب اور ارفع مقاصد حاصل ہو سکتے ہیں۔ ہم نے ان نورانی ارشادات سے کنارہ کشی اختیار کر لی ہے۔ اسلامی تعلیمات تو ایک دوا ہیں ہر درد کا علاج ہر غم کے لئے مسرت امن کا پیغام جو بدامنی کے شعلوں کو یخ بستہ ہوا ؤں

Marfat.com

میں بدل سکتی ہے۔

آج بھی ہو جو ابراہیم کا ایمان پیدا
آگ پیدا کر سکتی ہے اندازِ گلستاں پیدا

کاش ہمارے نوجوان مسائل میں گھر کر ذلت کے گڑھے میں گرنے کی بجائے ذکر اللہ اور سنت رسول کی اتباع سے خود کو عظمت کی سیڑھی پر لے جا سکیں۔ ان کے دلوں میں وہی عشق محمدؐ جاگ جائے جو حضرت معصب بن عمیرؓ کے ہاں تھا۔ ہجرت کے بعد مسجد نبویؐ میں آپ تشریف فرما تھے۔ حضرت معصب بن عمیرؓ کا وہاں سے گز ہوا ان کے جسم پر صرف دو پھٹے کمبل تھے ایک تہہ بند کے طور پر دوسرا چادر کی شکل میں آپ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے یہ وہ نوجوان تھا جس کا جوڑا دو سو درہم کا شام سے بن کر آتا تھا اور جدھر سے گزرتا تمام رستہ معطر ہو جا اور اب عشق محمدؐ میں وہ اس مقام کو پہنچ چکا تھا اور جنگ احد میں جھنڈے کی حفاظت کرتے ہوئے ایک بازو پھر دوسرا بازو کٹ گیا۔ تب بھی انہوں نے علم کو سنبھالا اور تدفین کے وقت صرف ایک چادر تھی جس سے سر ڈھان گیا اور پاؤں پر گھاس ڈالی گئی یہ آخری کفن تھا۔ ایسی ہزاروں قابل تقلید نمونہ مثالیں ہمارے پاس موجود ہیں۔

دورِ حاضر کی اہم ترین ضرورت ہے کہ اسوۂ حسنہ کو ہر زاویہ زندگی میں اجاگر کیا جائے اور اس کے لئے کلیات دین کے علاوہ جزیات عمل میں بھی اُمت مسلمہ کی سیرت سازی کا اہتمام ہو۔ تعلیمی اداروں سے لے کر قومی ذرائع ابلاغ تک مخلص انسانوں کے ذریعے تربیت کی منصوبہ بندی کی جائے۔ سنت نبویؐ کی پیروی ہماری قوم میں علمی اور عملی شعور کو بیدار اور تقویت بخش سکتی ہے۔ عالم اسلام کا ہر ملک مظلومیت کی بے وقعت تصویر بنا نظر آتا ہے۔ ہر لب صدائے احتجاج ہے اور مظلوم کی دادرسی کرنا۔ ظالم کو ظلم سے روکنا ہمارے لئے اسلام نے عادلانہ حکم قرار دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مغربی محققین حیران ہیں کہ رسول خدا نے قلیل عرصہ میں کس طرح انتشار پسند عرب قبائل کو متحد و متفق کر دیا۔ وہ بھی آپ کی تعلیمات و ہدایت کے گرویدہ ہیں۔ اور ہم جیسے جیسے اپنی تعلیمات سے دوری اختیار کر رہے ہیں ہماری جڑیں کھوکھلی اور کمزور پڑتی جا رہی ہیں اور حدیث مبارکہ کے مطابق ''دولت صرف دولت مندوں ہی میں گردش کر رہی ہے''۔ نظام کائنات اور قدرت کی نشانیوں پر غور و فکر مسلمانوں کی بجائے اہل مغرب کر کے استفادہ حاصل کر رہے ہیں۔ حالانکہ یورپ میں علمی غور و فکر، تحقیق و تجرباتی تحقیق کی روح ہم نے پھونکی اور انہیں جدید علمی و سائنسی ترقیوں سے ہمکنار کیا اور ہم

Marfat.com

اس سے آج محروم ہیں۔

کلام اللہ کے ذریعے آپؐ کے آداب واخلاق کی اشاعت ہوئی۔ وانک لعلی خلق عظیم کہہ کر توصیف ہوئی۔ آپؐ کی عمدہ نصیحت اور رہنما اصول ہمارے مسائل کا حل ہیں۔ حدیث پاکؐ ہے کہ ''یقیناً اللہ تبارک و تعالیٰ نے اسلام کو اچھے اخلاق اور خوبصورت اعمال سے محیط فرمایا ہے'' اور ''اللہ بلند اخلاق کو پسند فرماتا ہے اور گھٹیا کو ناپسند کرتا ہے'، پھر آپؐ جب آئینہ دیکھتے تو فرماتے۔ الحمد للہ الذی حسن خلقی وخلقی''۔

جدید دور کے مسائل کا خاتمہ اس طور ہو سکتا ہے جب ہمارا معاشرہ برائیوں سے پاک ہو۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا۔ ''مومن مرد اور مومن عورتیں ایک دوسرے کی رفیق ہیں وہ ایک دوسرے کو بھلائی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں''۔ (سورۃ التوبہ)۔ اور فرمایا کہ ''قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے تم ضرور بالضرور نیکی کا حکم دیتے اور برائی سے روکتے رہنا ورنہ وہ دن قریب آ کر رہے گا کہ اللہ تم پر عذاب بھیج دے اور پھر تم اسے پکارتے رہو پر تمہاری ایک نہ سنی جائے''۔ ہمیں ضرورت ہے کہ برائیوں اور فتنوں کا قلع قمع کریں جو اخلاق کو خراب کرنے' معاشرے کے انحطاط اور نسلوں کو آبرو باختہ میں کردار ادا کرتی ہیں جن کے باعث لوگ بے اطمینانی اور مذہب سے بیگانہ ہو رہے ہیں۔ ہم سب جانتے ہیں کہ اچھائی کیا ہے اور برائی کیا......؟۔ اخبارات آئے دن سفاکانہ مظالم اور بہیمانہ جرائم کی نشاندہی کرتے ہیں۔ لیکن جب ربّ کریم کی جلالت کا خوف اور آخرت کا تصور ہی نہ ہو تو کس طرح ہمارے مسائل کا حل ملے۔ گھریلو' معاشرتی' والدین' اولاد' استاد' بہن بھائی' دوست و اقارب' بیوی بچوں اور حقوق و فرائض کی ادائیگی' بڑوں کا احترام' چھوٹوں سے محبت' ایفائے عہد' نرم گوئی ان میں لچک ہوگی تو یہ مہربانی ہمارے معاشرے اور گھر کو جنت بنائے گی۔ بلاشبہ اسلام میں اور معاشرے میں ہر فرد کی اصلاح اور کردار سازی کو دینی و معاشرتی فریضہ قرار دیا گیا ہے اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر اصلاح معاشرہ اور کردار سازی کی بنیاد ہیں۔ دراصل سیرت طیبہ ایک نورانی مشعل ہے جس نے انسانی زندگی کو چھائی ہوئی ظلمتوں سے پاک کر کے بتایا کہ پاکیزہ مقاصد' جامد متعقدات اور شک سے حاصل نہیں ہوتے انسانی تہذیب و تمدن کو ہلاکت سے نجات صرف غفلت سے دوری' یاد الٰہی میں مصروف اور خوفِ خدا کو اپنا کر برے افعال سے بچنے میں ہی ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ ''جو شخص خدمت خلق کرتا ہے اللہ اس کے مراتب بلند کرتا ہے''۔ آپ دیکھیں کہ آپؐ کے اوصاف حمیدہ تو بے پناہ ہیں جو ہماری زندگی کے ہر مسئلے کو حل فرماتے ہیں۔ اور ان کی روشنی میں اگر ہم اپنی زندگی کو استوار کریں تو انسان

Marfat.com

مدارج عالیہ پر فائز ہو سکتا ہے اور اس کے ثمرات و نتائج دونوں جہانوں میں مل سکتے ہیں۔ سید عرب و عجم کی شخصیت و سیرت عظمیٰ ازل سے ابد تک زماں و مکان پر احاطہ کئے ہوئے ہے۔ ہر شہ رسالت مآب کی نبوت کے بے کراں جلال و جمال کی گرفت میں ہے۔ مقام محمود آپ کا مقام ہے' فرش سے عرش اور عرش بریں تک آپؐ کے ذکر سے معمور ہے۔ اللہ خود اور اس کے فرشتے آپؐ پر درود و سلام بھیجتے ہیں۔ عالم شش جات کے گوشہ گوشہ میں' زمین گردش کے ساتھ ساتھ ہر بانگ اذان میں آپؐ کا نام بلند ہو رہا ہے۔ مسلمان تو مسلمان دوسرے مذاہب کے پیروکار بھی پکارتے ہیں کہ لین پول کے مطابق ''روئے زمین پر محمدؐ جیسا دور اندیش اور صاحب بصیرت انسان کوئی دوسرا دکھائی نہیں دیتا''۔ والٹر کہتا ہے کہ ''اس سے بڑا انسان انسانیت نواز دنیا کبھی پیدا نہ کر سکے گی''۔ آج اہل مغرب اوراق لیل و نہار پر چودہ سو سال سے ثبت روشنیوں سے استفادہ حاصل کر رہا ہے۔ ضرورت آن پڑی ہے کہ اسلامی فلسفہ اخوت اور اجتماعیت کو ہم عصر حاضر میں اہمیت دیں۔ اسلامی نظام حیات کی بنیاد ایمان اور عمل صالح ہے۔ روحانی' سماجی' معاشی اور اجتماعی اعمال جو صرف آپؐ کے بتائے ہوئے اصولوں کے مطابق ہوں کیونکہ اعمال صالحہ درجات کی بلندی اللہ کے قرب اور مغفرت کا ذریعہ ہیں اور راہِ نجات صرف اور صرف ختم الرسل دانائے سبل کی سیرت طیبہ سے رہبری میں پوشیدہ ہے۔ آپؐ کے دامن اطہر سے ہماری زندگی کامیاب ہو سکتی ہے۔

یاد رہے مسلم اُمہ کی خصوصیات' قرآن کریم کا حامل ہونا' وارث حیات طیبہؐ ہونا اور کثیر استعداد میں ہونا شامل ہے اور باعث فخر ہے کہ ہم وارث حیاتِ طیبہ ہیں۔ اور آپؐ کی ہدایات ابدی ہیں آپؐ کی سیرت پوری جامعیت اور کاملیت کے ساتھ آج تک اور ہمیشہ محفوظ ہے۔ اس بے بہا خزانے کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ''اے ایمان والو! یقیناً تمہارے واسطے رسول اللہؐ کی سیرت گرامی میں ایک عمدہ نمونہ زندگی موجود ہے۔ ہر اس شخص کے لئے جو اللہ سے ملاقات اور یوم آخرت کی حاضری کی اُمید رکھتا ہے اور اللہ کو کثرت سے یاد کرتا ہے۔

جو فلسفیوں سے کھل نہ سکا اور عقدہ دروں سے حل نہ ہوا
وہ راز اِک کملی والےؐ نے بتلا دیا چند اشاروں میں

ظفر علی خان

Marfat.com

م روزانہ تقریباً چالیس بار اللہ سے نماز میں دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ ہمیں صراط مستقیم پر چلنے کی ہدایت فرما۔
ن لوگوں کے رستے پر جن پر ترا انعام نازل ہوا۔ بے شک دنیا میں رہتے ہوئے یہ بھی ایک انعام ہے کہ ہمیں
سائل سے نجات ملے۔ بھلائی کی صورت ہو وہ قادر مطلق ہے مالک ملک خالق کائنات سب تعریفیں اسی کی
یں اور ہر انسان کو اللہ کے حضور اپنے اعمال کا حساب دینا ہے تو کیوں نہ آپ ؐ کی سیرت طیبہ کی روشنی میں خود کو
ھال لیں۔ قیام الصلوۃ کریں۔ فساد' افراتفری' کشمکش' مال پرستی' مفاد پرستی' معاشرے سے غربت وافلاس کو
ور کریں۔ اور یاد رکھیں کہ بلاشبہ ہمارے ہر مسئلے کا حل اسلام سے ہی ملے گا نہ کہ ہم غیروں کے محتاج ہوں
رسول اللہؐ نے فرمایا "بندہ مومن کا معاملہ بھی عجیب ہے اس کے ہر معاملے اور ہر حال میں اس کے لئے خیر ہی
خیر ہے اگر اس کو خوشی اور راحت وآرام پہنچے تو اپنے رب کا شکر ادا کرتا ہے اور یہ اس کے لئے خیر ہی خیر ہے اور
اگر اس کو کوئی دکھ اور رنج پہنچتا ہے تو وہ اس پر صبر کرتا ہے اور یہ صبر بھی اس کے لئے خیر اور موجب برکت ہے"۔

اسلام ایک ابر کرم ہے جس کا فیض وبرکات مسلمانوں کو ملا ہے اور بے شک تنگی کے ساتھ فراخی ہے
اور ایک مسلمان کے لئے یہ دنیا ایک مسافرت ہے اور سید المرسلین ؐ کی سیرت طیبہ کا سب سے اول اور مستند ماخذ
قرآن کریم ہے اور قرآن کریم میں زندگی کے ہر پہلو سے متعلق مسائل کا حل ہے صرف غور وفکر کی ضرورت
ہے۔ دعا ہے اے اللہ! تو ہماری رہنمائی اور مدد فرما۔ تو نے محمد مصطفیٰؐ کی اُمت پر بے پناہ نوازشیں اور عنایات کی
ہیں۔ تو ہم سے راضی ہو جا اور انعامات ورحمتیں نازل فرما۔ (آمین)

......☆......

Marfat.com

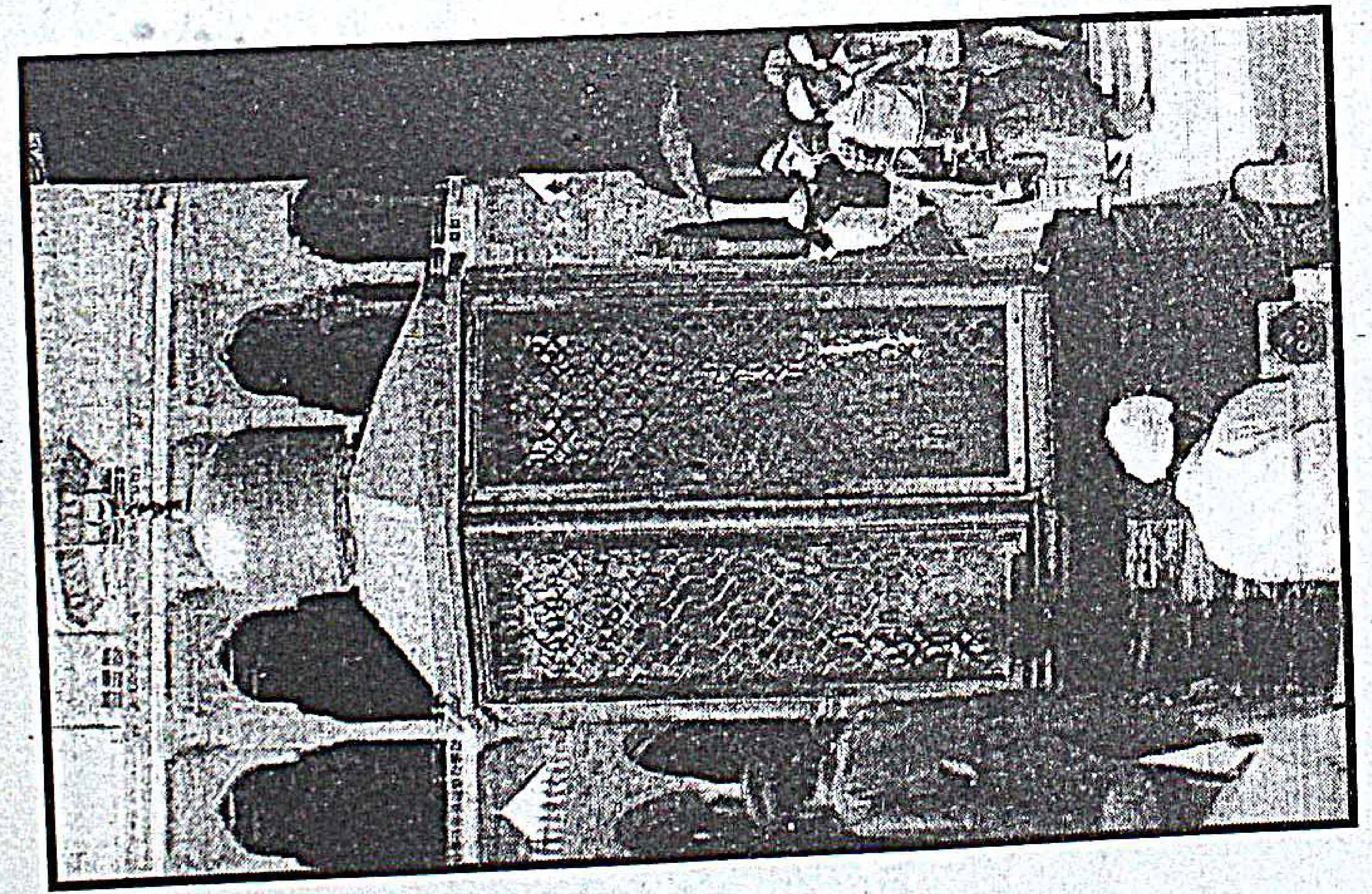

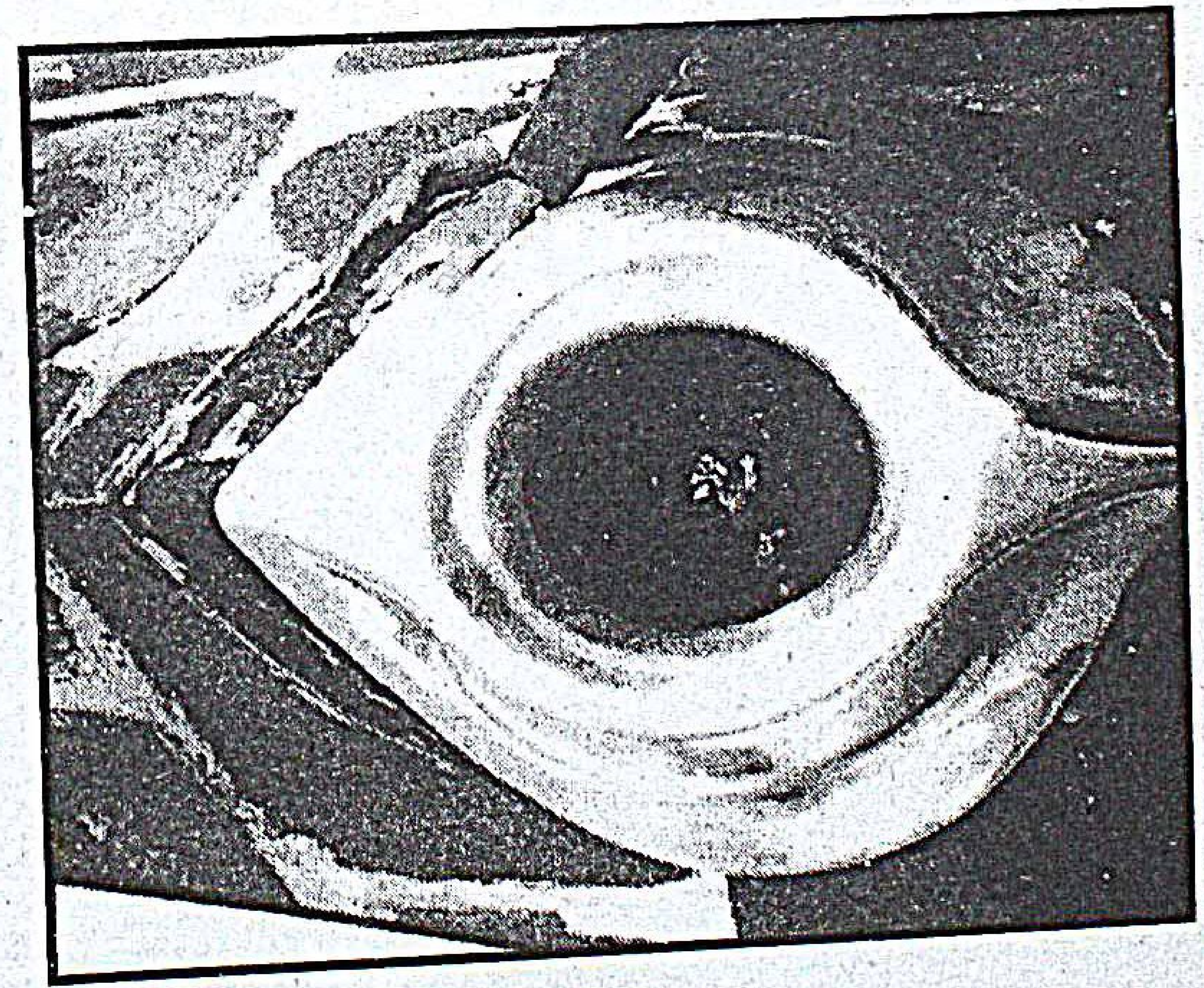

Marfat.com

آنحضورؐ بحیثیت معلم و مربی

زبیدہ جبین۔ اسسٹنٹ پروفیسر اسلامیات

............گورنمنٹ گرلز ڈگری کالج۔ کواری روڈ کوئٹہ............

یہ منصب اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں یوں ارشاد فرمایا......

لقد من اللہ علی المومنین اذ بعث فیھم رسولاً من انفسھم یتلوعلیھم آیتہٖ ویزکیھم ویعلمھم الکتب والحکمۃ۔

(سورہ آل عمران۔ آیت نمبر۔164)

یقیناً اللہ نے اہل ایمان پر احسان کیا جبکہ بھیجا ان ہی میں سے ایک رسول جو پڑھ کر سناتا ہے اس کی ایات اور ان کا تزکیہ کرتا ہے۔ اور تعلیم دیتا ہے انہیں کتاب اور حکمت کی۔

آنحضور ختم الرسلؐ تا قیامت رہبر اور معلم انسانیت ہیں اس چیز کو حضورؐ نے خود بیان فرمایا۔

انما بعثت لاتمہ مکارم الاخلاق

مجھے اخلاق حسنہ کی تکمیل کے لئے بھیجا گیا ہے۔

انمابعثت معلماً

مجھے معلم بنا کر بھیجا گیا۔ (ترمذی)

گویا آنحضورؐ کی بعثت کا مقصد ہی دنیا میں اشاعت علم و حکمت تھا۔ آنحضورؐ نے نہ صرف حصول علم پر زور دیا بلکہ اس کی اشاعت کی بھی تاکید کی ہے۔

خیر کم من تعلم القرآن و علمہ

تم میں سے بہترین وہ ہے جو قرآن پاک سیکھتا اور اسے سکھاتا ہے۔

انسانی زندگی میں تعلیم کی بہت اہمیت ہے علم انسان کی ایک طبعی ضرورت ہے اللہ تعالیٰ یہ چاہتا ہے کہ اس کے بندے علم کی اہمیت و ضرورت کو سمجھیں۔ ان کے اندر آگے سے آگے بڑھنے اور جاننے کا سلسلہ جاری رہے۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ نے علم کی اہمیت کو واضح کرنے کے لئے رسول پاکؐ پر نازل ہونے والی پہلی وحی میں ہی فرمایا......

اقرباسم ربک الذی خلق O خلق الانسان من علق O

اقراوربک الاکرام O الذی علم بالقلم O علم الانسان مالم یالم۔

پڑھ اپنے ربّ کے نام سے جس نے پیدا کیا انسان کو خون سے پڑھ کہ تیرا ربّ کریم ہے وہ جس نے قلم سے تعلیم دی۔ انسان کو ان چیزوں کی تعلیم دی جن کو وہ نہیں جانتا تھا۔ (سورہ علق ۔۱۔۵)

اللہ تعالیٰ کے اِن احکامات کی عملی تفسیر اللہ کے محبوب حضرت محمدؐ نے پیش کی آپؐ صحابہ کرام کو تعلیم کی مختلف انداز سے ترغیب دیتے رہتے تھے تا کہ اُمت مسلمہ کے اندر علمی ذوق پروان چڑھے یہ قوم اللہ اور رسول کی منشاء و مقصد کو زیادہ گہرائی اور بصیرت سے سمجھ سکے۔

حضرت ابو درداؓ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے رسول اللہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا......

''جو شخص علم حاصل کرنے کے لئے سفر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کا راستہ آسان فرما دیتا ہے اور فرشتے اس کے لئے اپنے پر بچھاتے ہیں۔ آسمان و زمین کی تمام مخلوقات حتیٰ کہ پانی کی مچھلیاں اس کے لئے استغفار کرتی ہیں'' (ترمذی)

علم پروری:

ایک مرتبہ آپ مسجد نبوی میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ صحابہ کرام دو حلقوں میں بیٹھے ہیں ایک حلقہ ذکر میں مشغول ہے اور دوسرا حلقہ علم سیکھنے اور سکھانے میں مصروف ہے آپؐ نے یہ دیکھ کر ارشاد فرمایا کہ ''مجھے معلم بنا کر بھیجا گیا ہے'' اور یہ فرما کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تعلیمی حلقے کے درمیان تشریف فرما ہو گئے۔

علم سیکھنے اور سکھانے کی تلقین رسول کی کئی احادیث میں موجود ہیں۔

آپؐ نے فرمایا...... ''طلب علم ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے''۔

آنحضورؐ نے جس طرح قرآن مجید بتدریج نازل ہوتا رہا اسی طرح تعلیم و ارشاد میں بھی تدریج سے کام لیا اور تیئیس برسوں میں برابر لوگوں تک اس کے پیغام کو پہنچاتے رہے۔

سب سے پہلے آپؐ نے دار الارقم کو تعلیم و ارشاد کا مرکز قرار دیا اس کے بعد مسجد کو یہ اہمیت حاصل ہوئی کہ مسلمانوں کی تعلیم و تربیت کا اہتمام اور ہر قسم کے معاملات طے کئے جاتے اس کے علاوہ جب بھی اور

جہاں بھی احکام کی تشریح وتوضیح کا موقع میسر آتا اس سے فائدہ اُٹھاتے اور مناسب ہدایات دیتے۔

صحابہ کرام کی یہ عادت تھی فجر کی نماز کے بعد مختلف حلقوں اور دائروں میں منقسم ہو جاتے اور اپنے اپنے حلقے میں قرآن پڑھتے اور آپؐ سے فرائض وسنن کی تعلیم حاصل کرتے۔

ہجرت مدینہ کے فوراً بعد آپؐ نے صحابہ کرامؓ میں علمی ذوق بڑھانے کے لئے خصوصی اقدامات فرمائے مسجد نبویؐ کے جنوبی حصہ میں ایک چبوترہ تعمیر کروایا گیا جسے ''صفہ'' کہتے ہیں۔اس حصہ میں صحابہ کرامؓ تعلیم حاصل کیا کرتے تھے۔ان طلباء کو طعام وقیام کی سہولیات بھی میسر تھیں۔اصحاب صفہ وہ صحابہ تھے جنہوں نے اپنی زندگیوں کو حصول دین کے لئے وقف کررکھا تھا ان کے شب وروز کا مشغلہ اکتساب علم وحکمت تھا آپؐ ان کے مربی ومعلم تھے یہ پہلی اقامتی یونیورسٹی تھی جس میں دینی علوم کی نہ صرف تعلیم دی جاتی تھی بلکہ طلباء کی عملی تربیت اور تزکیہ نفس کا اہتمام بھی کیا جاتا تھا۔یہی وجہ تھی کہ تھوڑے ہی عرصہ میں کوئی گھرانہ ایسا نہ تھا جہاں علم کا چراغ روشن نہ ہوا ہو۔

بحیثیت معلم آپؐ میں مندرجہ ذیل اوصاف موجود تھے۔

☆ خلوص نیت:۔

سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ حضورؐ کی تمام تر محنت اور کوششیں بے لوث تھیں۔آپؐ کا مدعا اور مقصد صرف رضائے الٰہی کا حصول تھا۔

☆ بلند نگاہی اور بلند مقصد آپؐ کی مقصد کی بلندی اور عظمت واضح ہے۔آپؐ کی تمام تر کوششوں کا مقصود یہ تھا کہ تمام انسان ہدایت کے راستے پر چلیں خواہشات نفس اور شیطان کی پیروی کرنے کی بجائے ایک اللہ کی اطاعت کرنے والے بن جائیں تاکہ ان کی دنیا اور آخرت سنور جائے۔

☆ شفقت ونرمی:۔

معلم کی شفقت اور نرمی حصول علم کو آسان بنادیتی ہے آپؐ خود بھی شفیق اور نرم تھے صحابہ کرام کو بھی اس کی تلقین فرماتے۔صحابہ کرام سے اکثر کہا کرتے تھے تعلیم کو آسان کر کے پیش کرو لوگوں کو مشکلات میں نہ ڈالو یہی نفسیاتی اور سائنسی طریقہ تعلیم ہے۔

☆ آپؐ بحیثیت معلم اس بات کا خیال رکھتے تھے کہ تعلیم کے لئے تحریک پیدا کی جائے۔

جب طبیعتیں آمادہ اور تیار ہوتیں تو پھر تلقین وتعلیم کیا کرتے تھے۔آپ کا طریقہ یہ تھا کہ تعلیم کے

درمیان ایک دن کا وقفہ دے دیا کرتے تا کہ وہ اکتاہٹ محسوس نہ کریں بروقت وعظ و نصیحت نہ کرتے بلکہ مناسب اوقات کا انتظار کرتے۔

تعلیم و تربیت تعلیم وتربیت کا انداز اپنی مثال آپ تھا۔ حضرت معاویہ بن حکمؓ رسولؐ کے طرزِ تدریس کے بارے میں فرماتے ہیں۔ ''میں نے نہ آپؐ سے پہلے اور نہ ہی آپؐ کے بعد کوئی ایسا معلم دیکھا جو آپ سے اچھا تعلیم دینے والا ہو۔ (صحیح مسلم)

تفکر و تدبر = بحیثیت معلم دوران درس آپ کی کوشش ہوتی کہ طالب علم کو تفکر و تدبر پر اُبھارا جائے کیونکہ علم و تدبر لازم و ملزوم ہیں۔ تفکر کی اہمیت کے بارے میں فرمایا......

لاعبادة كالتفكر

تفکر کی مثل کوئی عبادت نہیں۔

نیز فرمایا......

ایک گھڑی کا تفکر تمام رات کی عبادت سے بہتر ہے۔

ایک اور جگہ فرمایا۔

ایک گھڑی کا تفکر ساٹھ سال کی عبادت سے بہتر ہے۔ اس طرح ایک مدبر عالم کو عابد پر فضیلت حاصل ہے۔ فرمایا ایک فقیہہ ہزار عابدوں سے بڑھ کر شیطان پر بھاری ہے۔

اعادہ = بحیثیت معلم آپ صحابہ کرام کو جب کوئی درسی حکم سمجھانا چاہتے تو اس کو تین تین مرتبہ دہراتے تا کہ بات اچھی طرح ذہن نشین ہو جائے۔

اُنس بن مالک سے روایت ہے کہ آپؐ جب کچھ ارشاد فرمانا چاہتے تو ہر حکم کا تین دفعہ اعادہ کرتے تا کہ سننے والا اچھی طرح فہم و ادراک کی گرفت میں لے آئے۔

اس سے یہ نہ سمجھا جائے کہ یہ آپ کا دائمی معمول تھا آپ موقع محل کا خیال رکھتے تھے۔

مفید علم : اسلام نے اس علم کی تاکید کی ہے جو دین و دنیا کے لئے فائدہ مند ہو۔ بے فائدہ علم کو ناپسند کیا ہے۔ اپ دعا کیا کرتے تھے۔

اَللّٰھم انی اسئلک علماً نافعاً

اے اللہ آپ سے مفید علم طلب کرتا ہوں۔

Marfat.com

انی اعوذبک من علماً لا منفع

یعنی ایسے علم سے پناہ مانگتا ہوں جو فائدہ مند نہ ہو۔

مسلمان علم نافع سیکھیں یعنی ایسا علم جو مفاد عامہ کا ذریعہ ہے۔

ایسا علم جو بے فائدہ ہو۔ اس کی مثال ایسے خزانے کی سی ہے جسے استعمال میں نہ لایا جا سکے۔

حضورؐ نے علم کے حصول کی تاکید کے ساتھ یہ بھی ہدایت فرمائی کہ آدمی جو بھی علم حاصل کرے اس پر عمل ضرور کرے۔ جو شخص ان دونوں ذمہ داریوں کو نبھانے کے علاوہ علم کو پھیلائے اور دوسروں کو تعلیم سے آراستہ کرے۔ سادہ اور عام فہم :-

آپ کا اندازِ بیان نہایت سادہ اور متن عام فہم ہوتا۔ آپؐ کی کوشش یہ ہوتی کہ لوگوں کے سامنے مشکل اور پیچیدہ مسائل نہ بیان کئے جائیں بلکہ صرف وہ ہی باتیں بیان کی جاتیں جن کو وہ آسانی سے سمجھ بوجھ سکیں۔ اعلیٰ اخلاق :-

بحیثیت معلم آپؐ نے معاملاتِ زندگی کی بہتری کو بھی مدنظر رکھا آپؐ کے نزدیک معاملات زندگی کی بہتری کا اہم ذریعہ اعلیٰ اخلاق ہے۔ آپؐ نے فرمایا......

''تم میں سے قیامت کے دن مجھ سے نزدیک وہ ہوں گے جو سب سے بلند اخلاق والے ہیں''۔
(ترمذی)

بحیثیت معلم آپؐ نے زندگی کا کوئی پہلو ایسا نہیں چھوڑا جس کی تعلیم نہیں دی۔

امور خانہ سے لے کر امور سلطنت تک تمام معلومات اور قوانین وضع کر دیئے گئے۔ مکہ معظمہ کی زندگی میں ہی آپ نے فہم و تبلیغ کا کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا اس سلسلہ میں آپ نے بہت سی تکالیف و مصائب کو بھی برداشت کیا مگر اصل اسلامی نظام تعلیم کا آغاز مدینہ منورہ کی ہجرت کے بعد ہوتا ہے۔ حالانکہ ہجرت سے قبل جب مدینہ کے چالیس افراد مسلمان ہو گئے تو اہل مدینہ نے درخواست کی کہ انہیں قرآن کریم کی تعلیم دینے کے لئے کوئی معلم بھیجا جائے لہٰذا آپؐ نے حضرت معصب بن عمیرؓ کو مدینہ منورہ بھیجا وہ پہلے مسلمان تھے جو مکہ سے باہر اسلامی معلم کی حیثیت سے بھیجے گئے ان کی تعلیمی مساعی کی بدولت قبیلہ اوس کے سردار سعد بن معاذؓ مسلمان ہو گئے اور اسلام مدینہ کے گھر گھر پھیلنے لگا۔ بحیثیت معلم آپؐ نے جس تعلیم کو عام اور لازمی قرار دیا وہ قرآن پاک کی تعلیم تھی جو مدینہ کے ہر مومن مرد اور عورت پر لازم تھی۔ بچے بوڑھے سب

قرآن پاک کی تعلیم حاصل کرتے اس تعلیمی نظام کی نگرانی آپ خود فرماتے تھے۔ قرآن پاک کے احکامات کی وضاحت کے سلسلہ میں جس کو کوئی دقت پیش آتی تو وہ براہ راست آپ کے پاس آ کر اپنی مشکلات کو دور کر لیتا۔

تعلیم و تدریس کے لئے آپ نے اقامتی جامع مسجد نبوی میں قائم کی۔ جس کو "صفہ" کا نام دیا۔ یہاں طالب علموں کے طعام و قیام کا بندوبست بھی تھا جامعہ صفہ کے اکثر طالب علم نادار تھے حضورؐ ان کی مالی امداد فرماتے۔ صدقے اور تحفے کی جو چیز آتی آپؐ ان میں سے بانٹ دیتے آپؐ فرماتے اہل صفہ اسلام کے مہمان ہیں۔ تاکہ وہ ذہنی یکسوئی کے ساتھ تعلیم حاصل کر سکیں۔

عملی تفسیر:- معلم اعظم قرآن پاک کی عملی تفسیر تھے۔ دوران تدریس سوالات کی اجازت تھی تعلیم حاصل کرنے والوں کے لئے نصاب بھی مقرر تھا۔ قرآن مجید کی سورتوں کے ساتھ ساتھ انہیں فن قرأت و تجوید بھی سکھایا جاتا تھا۔ غرضیکہ معاملات عبادات کے ساتھ ساتھ تمام فنون کی تعلیم دی جاتی۔ آپؐ نے معلمین کی باقاعدہ تقرری کا سلسلہ بھی جاری فرمایا۔ آپ مختلف قبائل کی دعوت پر وہاں اپنے منتخب معلمین کو روانہ فرماتے۔ اس کے علاوہ عورتوں کی تعلیم پر بھی بھرپور توجہ دی جس کی ذمہ داری ازواج مطہرات پر تھی۔

آپؐ کے نظام تعلیم کے انقلابی نتائج آپ کے عہد مبارک میں ہی برآمد ہونے شروع ہو گئے اور اس کے ذریعے مسلمانوں کی خواندگی کا معیار بڑھا بلکہ انہوں نے تہذیب و مدنیت کے وہ تمام اچھے اصول سیکھے جو بالعموم موجودہ درس گاہوں میں سکھائے جاتے ہیں تاہم ان کے باوجود ایسے عمدہ نتائج برآمد ہوتے ہیں۔ بہر حال ہمیں چاہیے کہ حصول علم کے لئے کوشش کریں (نظام تعلیم کو ان خطوط پر استوار کرنا چاہیے کہ مسلمان اللہ کے پسندیدہ رستے پر رہتے ہوئے معاشرے کے مفید فرد بنیں۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا:

"حکمت مومن کی گمشدہ میراث ہے"۔ تعلیمی نظام میں تعلیمات نبویؐ سے رہنمائی

مومن جہاں بھی اسے پائے حاصل کرے۔ (ترمذی)

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں مثالی نظام تعلیم کی تشکیل کیلئے معلم انسانیت کی تعلیمات سے رہنمائی حاصل کر کے مزید فعال بنایا جا سکتا ہے۔ آپ کی حیات طیبہ اور اسوہ حسنہ کا ہر شعبہ اُمت مسلمہ کے لئے مفید ہے۔ حضور نبی کریمؐ نے تعلیم کے شعبہ کو خصوصی اہمیت دی چنانچہ مسلم ریاستوں کو اپنے تعلیمی نظام کی بہتری پر خاص توجہ دینی چاہیے۔)

Marfat.com

جدید دور کے مسائل کا حل سیرت طیبہ کی روشنی میں

حافظہ ذکیہ نذیر۔ اسسٹنٹ پروفیسر کیمسٹری۔ گورنمنٹ گرلز کالج پشین

محبوب ہے کیا صل علی نام محمدؐ
آنکھوں کی ضیاء دل کی جلا نام محمدؐ
تکبیر میں، کلمے میں، نمازوں میں، اذان میں
ہے نام الٰہی سے ملا نام محمدؐ
ورد اپنا شب و روز یہ دو نام ہیں بیدل
یا نام خدا لب پہ ہے یا نام محمدؐ
......(عبدالسمیع بیدل)......

مولای صل وسلم دائماً ابداً
علی حبیبک خیر الخلق کلھم

رسولؐ کی سیرت طیبہ ہدایت و رہنمائی کا سرچشمہ اور آپؐ کی اسوہ حسنہ رہتی دنیا تک انسانیت کے لئے لائق تقلید نمونہ ہے۔

وہ جان بہاراں، رشک ارم، سرورؐ و طرب، آبشار ضیا، خلد بداماں، ختم نبیاںؐ کے دور نبوت کے تیرہ برس تک مکہ کی سرزمین میں ضوفگن رہے اور دس سال مدینہ منورہ میں ضیاء پاش رہے۔ گویا 23 برس میں ظلمت کدۂ عرب بقعۂ نور بن گیا۔

"انا اعطیناك الكوثر" اور "ورفعنالک ذکرك" کی دل آویز صداؤں سے زمین و آسمان گونج اُٹھے۔ سرور کائنات کا نام نامی اسم گرامی "محمد رسول اللہؐ" اور آپ کا ذکر اتنا بلند ہوا کہ کون و مکاں کی ساری رفعتیں اور تمام بلندیاں اس اسم مقدس اور اس عظیم ہستی کے سامنے پست ہو کر رہ گئیں۔ فرش

Marfat.com

زمیں سے عرشِ بریں تک سب آپ کے ذکر مبارک سے معمور ہیں۔ یہ مرتبہ بلند کل کائنات میں آپؐ کے سوا نہ کسی اور کو نصیب ہوا ہے اور نہ ہوگا۔ اس ابدی حقیقت کی ترجمانی کرتے ہوئے سید صبیح رحمانی کیا خوب کہتے ہیں......

کوئی مثلِ مصطفیٰ کا کبھی تھا' نہ ہے نہ ہو گا
کسی اور کا یہ رُتبہ کبھی تھا' نہ ہے نہ ہو گا

سیرت کی عصری اور بین الاقوامی اہمیت کا ایک پہلو جدید انسانی مسائل کے حوالے سے اُجاگر ہوتا ہے۔ آج انسانیت عالمی سطح پر کئی پیچیدہ مسائل میں گری ہوئی ہے۔ اقوام متحدہ سے لے کر ہر ملک کی غیر سرکاری سماجی تنظیمات تک ان انسانی مسائل کے حل کے لئے پریشان ہیں۔ مگر یہ حقیقت تقویت ایمان کا باعث ہے جو کہ عالمی انسانی مسائل موجودہ دور میں پریشانی کا باعث بن رہے ہیں۔

سیرت نبویؐ نے قرآن وسنت کی تعلیمات اور اُسوہ حسنہ کی صورت میں ان کا حل چودہ صدی قبل ہی عطا فرما دیا تھا۔ اب ہماری ذمہ داری ان عصری مسائل کا حل تلاش کرنا نہیں بلکہ بارگاہِ مصطفویؐ سے ملنے والے حل کو نافذ اور روبہ عمل کرنا ہے۔

دورِ جدید کے پریشان کن اہم انسانی مسائل میں سے چند ایک درج ذیل ہیں۔

1۔ مذہب سے دوری۔ 2۔ معاشرے میں عدم اطمینانی۔ 3۔ معاشی پریشانیاں۔

مذہب سے دوری

مذہب کی اہمیت موجودہ دور کے مسلمانوں کے لئے بالائے طاق رکھی ہوئی اس شے سے زیادہ نہیں جس پر برسہا برس گزر جانے کے بعد بھی نظر نہیں پڑتی۔ اجتماعی زندگی میں مذہب کو بالائے طاق رکھنے والے شخص کی مثال ایسی ہے کہ جیسے کوئی احمق کانٹوں پر چلنے سے پہلے جوتے اُتار دے۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمان ہونے کے باوجود ہمارے کردار وگفتار' عادات و اخلاق' تجارت و معیشت' سیاسیات و سماجیات میں اسلامی تعلیمات کا کوئی عمل دخل نہیں ہے۔ اس لئے ہم چاروں طرف مصائب و تکالیف' خوف ودہشت اور بے سکونی کی فضاء میں گھرے ہوئے ہیں۔ حالانکہ جس طرح تمام سیاروں پر سورج بھاری ہے' جس طرح شیر سارے جانوروں پر بھاری ہوتا ہے۔ اس طرح ایک مومن تمام کافروں پر بھاری ہوتا ہے۔ لیکن یہی وجہ ہے کہ موجودہ دور کی صورتحال اس کے بالکل برعکس ہے۔ اسلئے ہم مومن نہیں رہے مسلمان ہیں۔ وہ بھی صرف اس لئے کہ

Marfat.com

سلمان گھرانے میں پیدا ہوگئے۔اس لئے برائے نام ہیں۔

قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

''اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ''۔

ور ہمارا حال یہ ہے کہ اسلام میں پورے پورے کے پورے داخل ہونا تو در کنار ہم نے کبھی اس کی تعلیمات کو جاننے کی اور اس کی اصل روح تک پہنچنے کی کوشش ہی نہیں کی۔ سو ہم اپنی زندگیوں کو کس طرح اسلام کے قالب میں ڈھال سکتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہم لوگ نماز تو پڑھتے ہیں مگر نظم وضبط نہیں سیکھتے۔

نماز

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

قد افلح المومنون الذین هم فی صلاتهم خاشعون ط

1 ''وہ ایمان والے کامیاب ہوئے جو اپنی نماز میں خشوع کرنے والے ہیں''۔ القرآن

الابذکر الله تطمئن القلوب O (سورت الرعد آیت ۸۲)

2 ''ہاں خدا ہی کی یاد سے دل تسکین پاتے ہیں''۔

حدیث:۔

آپؐ نے فرمایا۔نماز دین کا ستون ہے۔جس طرح ستون گر جانے سے عمارت گر جاتی ہے اس طرح نماز کے ترک کرنے سے دل کی دینداری بھی رفع ہو جاتی ہے۔

ایک تمثیل میں آپؐ نے فرمایا۔

انسان آگ میں جلتا رہتا ہے اور نماز سے وہ آگ بجھ جاتی ہے۔یہ محبوبِ ازل کے ہجر وفراق کی آگ ہے اور نماز آبِ زلال ہے۔جو اس آگ کو سرد کر دیتا ہے۔

زکوٰۃ

زکواۃ کی ادائیگی تو کرتے ہیں مگر مال کی محبت دل سے پھر بھی نہیں جاتی۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

Marfat.com

وویل للمشرکین الذین لایوتون الزکوٰۃ وھم بالاخرۃ ھم کافرون O

اور مشرکوں کے لئے بڑی خرابی ہے جو زکواۃ نہیں دیتے۔ اور آخرت کے منکر ہیں۔ القرآن

حدیث:۔

آپؐ نے فرمایا جس قوم نے زکواۃ دینا بند کردی اللہ تعالیٰ اس سے بارش روک دیتا ہے۔

روایت:۔

روایت میں آتا ہے کہ جس شخص کو اللہ نے مال دیا اور پھر اس نے اس کی زکواۃ ادا نہ کی۔ تو اس کا یہ مال قیامت کے دن نہایت زہریلے سانپ کی شکل اختیار کرے گا۔ جس کے ماتھے پر دو سیاہ نقطے ہوں گے اور وہ اس کے گلے کا طوق بن جائے گا پھر یہ سانپ اس کے دونوں جبڑوں کو پکڑے گا اور کہے گا......

''میں تیرا مال ہوں میں تیرا خزانہ ہوں''۔

روزے

روزے تو رکھتے ہیں مگر اندرونی ضبط سے کورے رہتے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

یٰآیھا الذین امنو کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون۔ (سورۃ البقرہ ۱۸۳)

''اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کردیئے گئے۔ جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں پر۔ تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ''۔

حدیث:۔

کئی روزہ دار ایسے ہیں کہ انہیں روزے سے پیاس کے سوا کچھ نہیں ملتا۔ اور کئی راتوں میں عبادت کرنے والے ایسے ہیں کہ انہیں اس عبادت سے بیداری کے سوا کچھ نہیں ملتا۔

حضورؐ نے فرمایا...... روزہ ڈھال ہے یعنی جس طرح ڈھال سے دشمن کے وار سے بچاؤ کیا جاتا ہے اسی طرح روزہ شیطان کے حملوں سے بچاتا ہے۔ حتیٰ کہ نفسانی خواہشات' غیبت' گالی گلوچ' دنگا فساد لڑائی جھگڑا اور کشت وخون سے باز رکھتا ہے۔

Marfat.com

حدیث قدسی:۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ روزہ میرے لئے اور میں ہی اس کا اجر دوں گا۔

حج

حج تو ادا کرتے ہیں مگر علاقائی تعصبات سے نہیں بچتے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیه سبیلاً ط

"اور اللہ کی خاطر اس گھر کا حج کرنا۔ ان لوگوں پر فرض ہے جو اس تک پہنچنے کی استطاعت رکھتے ہیں۔ القرآن

جو شخص استطاعت کے باوجود حج نہیں کرتا وہ سخت گناہ گار ہوتا ہے۔

حدیث:۔

جس شخص کو حج سے روکنے کے لئے نہ تو کوئی ظاہری رکاوٹ ہو نہ کسی ظالم حاکم کا خطرہ لاحق ہو۔ (اُس نے حج نہ کیا ہو) وہ حج کرنے سے قبل مرجائے۔ تو اسلام میں اس کی موت کا کوئی غم نہیں چاہے وہ یہودی مرے یا عیسائی۔

حضورؐ کے ارشاد کے مطابق...... رضائے الٰہی کے لئے حج کرنے والے کی مثال اس شخص کی ہے جس نے اسی دن اپنی ماں کے پیٹ سے جنم لیا ہو۔

حدیث:۔

مقبول حج کا بدلہ جنت کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے۔

کسی بھی قوم کی تباہی کی بنیادی وجہ مذہب سے دوری ہوتی ہے۔ جس کے باعث نسل انسانی فرقوں اور گروہوں میں تقسیم ہو جاتی ہے۔ جغرافیائی اور لسانی بنیادوں پر برتری و پستی کے معیارات بناتی ہے۔ اور ایک دوسرے کے درمیان دوریوں کی خلیج پیدا کر لیتی ہے۔ مزے کی بات تو یہ ہے کہ ہمارے دین میں جس چیز کی شدت سے ممانعت کی گئی ہے ہم اسے اتنے ہی شوق سے اپناتے ہیں۔

مثال کے طور پر...... غیر مسلمانوں کی تقلید جس کے بارے میں آپؐ کا فرمان ہے۔

Marfat.com

جس نے غیر سے مشابہت کی وہ ہم میں سے نہیں۔

ہم اسے اتنے ہی فخر سے اختیار کرتے ہیں۔ زندگی کا کوئی بھی تو شعبہ ایسا نہیں ہے جس میں ہم نے غیر مسلموں کی پیروی نہ کی ہو۔ اس تقلید کا یہی اثر ہے کہ ہم لوگ اپنے ملک میں اکثریت میں ہونے کے باوجود اقلیت کے ہاتھوں ذلیل ہو رہے ہیں۔ مذہبی کہلانے میں شرمندگی محسوس کرتے ہیں۔ یہ جانے بغیر کہ ہم جسے ماڈرنزم کہتے ہیں وہ اسلام سے قبل غیر جاہلیت کی خوبیاں تھیں۔

اخلاق کا یہ کساد مولا

انصاف کا یہ زوال آقا

دیکھا تھا نہ چشم آدمی نے

اخلاق کا ایسا کال آقا

اُمت کو عروج پھر عطا ہو

غم سے ہے بہت نڈھال آقا

ہماری یہی ذہنیت ہمیں جہنم کا ایندھن بنانے کے لئے کافی ہے۔ مگر ہم نے پھر بھی اس کو ترک نہیں کیا بلکہ اندھا دُھند تقلید شروع کر دی۔ اسی لئے آج ایک اسلامی معاشرے میں مرد و عورت کی شناخت ختم ہو کر رہ گئی ہے۔ حالانکہ

ایک حدیث میں ہے...... ''اللہ کی لعنت ان مردوں پر جو عورتوں کی مشابہت اختیار کریں اور ان عورتوں پر جو مردوں کی مشابہت اختیار کریں۔ (راواہ ابوداؤد)

عہد جاہلیت کی طرح آج کی خواتین بھی بناؤ سنگھار کر کے گھومنا پھرنا پسند کرتی ہیں۔ اسے ماڈرن جاہلیت کہہ لیجئے کیا فرق پڑتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے......

کہ حضورِ اقدسؐ نے ارشاد فرمایا کہ عورت چھپا کر رکھنے کی چیز ہے اور بلاشبہ جب وہ اپنے گھر سے باہر نکلتی ہے تو اسے شیطان تکنے لگتا ہے۔ اور یہ بات یقینی ہے کہ عورت اس وقت سب سے زیادہ اللہ سے قریب ہوتی ہے۔ جبکہ وہ اپنے گھر کے اندر ہوتی ہے۔ (راواہ الطبرانی فی الاوسط ورجال الصحیح)

حفاظت نظر کا حکم:-

سب سے بڑی چیز جوایک مردکوعورت کی طرف یاعورت کومرد کی طرف مائل کرنے والی ہے وہ نظر ہے۔قرآن مجید میں دونوں فریق کوحکم دیا ہے کہ اپنی نظریں پست رکھیں۔ سورہ نور رکوع 4 میں پردے کا حکم ہے۔

وقل للمومنٰت یغضضن من ابصارھن و یحفظن فروجھن ولایبدین زینتھن الا ماظھر منھاO

ترجمہ:۔ ''اور مسلمان عورتوں سے فرمادیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں اور زینت کوظاہر نہ کریں۔مگر جواس میں کھلا رہتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

یٰآیھا النبی قل لازواجک وبنٰتک ونسآءِ المؤمنین یدنین علیھن من جلا بیھبن O

ترجمہ ''اے نبی آپ اپنی بیبیوں سے اپنی صاحبزادیوں سے اور مسلمانوں کی عورتوں سے فرم دیجئے کہ (جب مجبوری کی بنا پر گھروں سے باہر جانا پڑے) تو اپنے (چہروں کے) اوپر بھی چادروں کا حصہ لٹکا لیا کریں۔ (سورۃ الاحزاب)

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

فلاتخففن بالقول فیطمع الذی فی قلبہ مرض وقلن قولاً معروفاً

ترجمہ ''یعنی تم بولنے میں نزاکت مت کرو۔ایسے شخص کوخیال ہونے لگتا ہے جس کے دل میں خرابی ہے (القرآن)

حدیث:۔

اُم المومنین حضرت اُم سلمیٰؓ سے روایت ہے کہ وہ اور حضرت میمونہ حضور اکرمؐ کے پاس بیٹھی ہوئی تھیں کہ اتنے میں ابن اُم کلثومؓ آ گئے اور سیدھے رسول اللہؐ کے پاس پہنچے۔تو آپؐ نے فرمایا کہ ان سے پردہ کرو۔حضرت اُم سلمیٰؓ نے عرض کیا۔کیا یہ نابینا نہیں ہے۔تو آپؐ نے فرمایا۔کیا تم دونوں انہیں نہیں دیکھتی۔ (ترمذی)

پردے کے ایسے احکام کے باوجود انہیں توڑا گیا۔انہیں پامال کرنے کی مذموم کوشش کی گئی۔اسی

Marfat.com

تقلید کا ایک اور کرشمہ یہ بھی ہے کہ جس نے ہماری روحوں کی غذا موسیقی بنادی ہے اپنی روحوں کو یہ خوراک دینے والے لوگوں سے کوئی یہ تو پوچھے کہ ہمارے مذہب اسلام میں موسیقی تو حرام ہے۔ کیا ہمارے جسموں کی طرح ہماری روحوں کو بھی حرام خوری کی عادت پڑ گئی ہے۔

بتوں سے تجھ کو اُمیدیں خدا سے نومیدی
مجھے بتا تو سہی اور کافر کیا ہے

گانا گانے کی مذمت اور حرمت

وعن ابی هریرةؓ قال قال رسول اللّٰہؐ لان یمتلی جوف رجلٍ قیحًا یریه خیر من ان یتمتلی شعرًا O (راوه البخاری ومسلم)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہ حضور اقدسؐ نے ارشاد فرمایا......

کہ البتہ انسان کا باطن (پیٹ وغیرہ) پیپ سے بھر جائے۔ جس سے اس کے معدہ وغیرہ کو خراب کر کے رکھ دے۔ تو یہ اس سے بہتر ہے کہ اس کا باطن شعروں سے بھر جائے۔

دین کی آفت:۔

ایک حدیث میں ہے کہ ہر شے کے لئے آفت ہوتی ہے۔ اور اس دین کی آفت بدعتیں اور خواہشات ہیں۔ توہین رسالت کے مرتکب افراد کے لئے (جو ہر مسلمان کے لئے واجب القتل ہیں) کوئی سزا ہی نہیں ہے۔ وہ انسان جو اشرف المخلوقات ہے اور بحیثیت مسلمان جس کی جان و مال اور عزت دوسرے پر حرام کر دی گئی ہے۔ آج وہی کس بیدردی سے اسکے چیتھڑے اُڑا رہا ہے وہی اس کے خون کا پیاسا ہے۔ ہم نے تو اپنی طرف سے اللہ کے عذاب کو بلانے میں کوئی کسر نہیں اُٹھا رکھی۔

حضرت عائشہ روایت فرماتی ہیں...... کہ رسول خدا حضور اکرمؐ نے فرمایا۔ کہ جو کوئی ہمارے اس دین میں وہ کام جاری کرے جو اس میں نہیں ہے تو وہ کام مردود ہے۔ (البخاری ومسلم)

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وما آتكم الرسول فخزوه وما نهٰكم عنه فانتهوا

اور رسول جو کچھ تم کو دیں وہ لے لو اور جس چیز سے روک دیں اس سے رک جاؤ۔ (سورہ حشر)

قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میرا نفس ہے۔ تم میں سے کوئی بھی شخص اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کی خواہش اس دین کے تابع نہ ہو جائے۔ جو میں لے کر آیا ہوں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کہتے ہیں......

اگر دین اپنی رائے اور اپنی خواہش کے تابع ہوتا تو موزوں کا نچلا حصہ مسح کرنا اور اوپر کے حصے سے بہتر ہوتا۔ حالانکہ میں نے رسول اللہ کو دیکھا ہے کہ موزوں کے اوپر کے حصے پر مسح کرتے تھے۔

قول...... "ایک دانشمند کا قول ہے کہ دین و دنیا کی دوستی صرف چار قسم کے لوگوں سے ہوتی ہے۔

1۔ عالم۔ 2۔ حاکم۔ 3۔ مجاہد سپاہی۔ 4۔ اور پیشہ ور

کائنات کی ہر شے اللہ تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہے...... اذن خداوندی کے بغیر آسمان و زمین کسی انسان کو کوئی آفت اور مصیبت نہیں پہنچ سکتی۔ نہ اولے برس سکتے ہیں نہ ہوا کو اُڑانے کی جرات نہ یہ اپنی پشت پر چلنے پھرنے والی مخلوق کو کوئی تکلیف دے سکتی ہے۔ نہ پانی بہا کر لے جا سکتی ہے۔ نہ قحط سالی سکتی ہے۔ نہ آگ کو جلانے کی ہمت ہے نہ فقر و افلاس، خوف و ہراس اور بدامنی کا ظہور ہو سکتا ہے۔ خداوند کریم کے بندے جب آپنے آقا کی اطاعت اور فرمانبرداری کرتے ہیں تو وہ اپنے فضل سے بندوں پر رحم فرماتا ہے۔ زمین و آسمان کی برکتیں ان کے لئے کھول دیتا ہے۔

مگر آج کل جس قدر انسانوں کی بداعمالیاں بڑھتی جا رہی ہیں اس قدر مصیبتیں بھی بڑھ رہی ہیں۔ گزشتہ چند قومیں بھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی وجہ سے برباد ہوئی تھیں۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے......

کہ رسول خداؐ نے ارشاد فرمایا۔ "کہ جب میری اُمت دنیا کو قابل وقعت و عظمت سمجھنے لگے گی تو اسلام کی وقعت و ہیبت ان کے قلوب سے نکل جائے گی اور جب امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو چھوڑ دے گی وحی کی برکات سے محروم ہو جائے گی اور جب آپس میں ایک دوسرے کو سب و شتم کرنا اختیار کر لے گی تو اللہ جل شانہ کی نگاہ سے گر جائے گی۔ (کذافی الدر عن الحکیم الترمذی)

یہی وجہ ہے کہ نبی کریمؐ نے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کو ایمان کا خاصہ اور جزو لازمی قرار دیا ہے

اوراس کے چھوڑنے کو ایمان کے ضعف واضمحلال کی علامت بتلایا۔

ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں۔

من رأى منكم منكراً فليضره بيده فان لم يستطيع فبلسانه لم يستطيع فبقلبه وذلك اضعف الايمان O (مسلم)

ترجمہ یعنی تم میں سے کوئی شخص برائی کو دیکھے تو چاہیے کہ اپنے ہاتھوں سے کام لے کراس کو دور کر راگر اس کی طاقت نہ پائے تو زبان سے اور اگر اس کی بھی طاقت نہ پائے تو دل سے اور یہ آخری ایمان کی بڑی کمزوری کا درجہ ہے۔

اس طرح پہلا درجہ کمال دعوت اور کمال ایمان کا ہوا۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کا قول ہے...... کہ میں نے رسول اللہ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے لوگ خلاف شرع کسی چیز کو دیکھیں اور اس میں تغیر نہیں کریں تو قریب ہے کہ حق تعالیٰ ان لوگوں کو اپنے عذاب میں مبتلا فرمادے۔ (القرآن)

اتبعوا مآانزل اليكم من ربكم ولا تتبعوا من دونه اولياء O

ترجمہ تم لوگ اس کی اتباع کرو جو تمہارے پاس تمہارے ربّ کی طرف سے آئی ہے۔اور خدا کو چھوڑ کر دوسرے لوگوں کی اتباع مت کرو۔ (سورۃ اعراف۔ع۔ا)

ترجمہ اور چاہیے کہ تم میں ایسی جماعت ہو کہ لوگوں کو خیر کی طرف بلائے اور بھلی باتوں کا حکم کرے بری باتوں سے منع کرے۔اور صرف وہی لوگ فلاح والے ہیں جو اس کام کو کرتے ہیں۔

(سورۃ آل عمران۔ع۔اا)

روایت:۔

ایک روایت میں ہے کہ نبی اکرمؐ نے ارشاد فرمایا ہے" کہ میری اُمت میں دو قسم کے لوگوں کو میری شفاعت نصیب نہ ہوگی۔ظالم اِمام اور دین میں غلو کرنے والا۔جو نبی اکرمؐ کی سنت اور جماعت صحابہ کے طریقے سے تجاوز کرتا ہے۔

حدیث:۔

رسول اکرمؐ نے فرمایا۔عنقریب ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ اسلام کا صرف نام باقی رہ جائے گا

Marfat.com

قرآن کے صرف نقوش رہ جائیں گے۔

اگر دم توڑتی ہوئی انسانیت کے حلق میں پانی کا کوئی ایسا قطرہ جو نئی زندگی عطا کرنے کے لئے ٹپکایا جا سکتا ہے تو وہ نبوتِ محمدیؐ کے چشمہ فیض رساں سے ہی حاصل ہو سکتا ہے۔ انسانیت کے سکون اور اس کو نئی زندگی عطا کرنے کے لئے اس کے علاوہ کوئی راستہ نہیں ہے۔

ڈگمگاؤں جو حالات کے سامنے آئے تیرا تصور مجھے تھامنے
میری خوش قسمتی میں تیرا اُمتی، میں تیرا اُمتی، میں تیرا اُمتی

عمل نبیؐ کے طریق اور سنت کے مطابق ہو:۔

حضرت ابی بن کعبؓ فرماتے ہیں کہ نبیؐ کے راستے اور سنت کو لازم پکڑو۔ کیونکہ جو شخص نبیؐ کے طریق اور سنت کے مطابق عبادت کرتا ہے اور رحمٰن کا ذکر کرتا ہے اور خوفِ خداوندی سے اس کی آنکھیں بہنے لگتی ہیں ایسے شخص کو کبھی بھی دوزخ کی آگ نہیں چھوئے گی اور جو بندہ بھی نبیؐ کے طریق اور سنت پر عمل کرتا ہے اور اللہ کا ذکر کرتا ہے مثال اس درخت کی سی ہے جس کے پتے خشک ہو چکے ہوں کہ اچانک ہوا چلی اور سب پتے جھڑ گئے۔

اہل سنت والجماعت:۔

رسول اقدسؐ کا ارشاد مبارک ہے۔

”کہ بنی اسرائیل کے (71) فرقوں میں بٹ گئے تھے۔ اور میری اُمت کے 72 فرقے ہوں گے۔ 71 فرقے دوزخ میں اور ایک فرقہ جنت میں جائے گا۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہؐ وہ ایک فرقہ کونسا ہے ارشاد فرمایا...... ”السنة والجماعة“

حدیث:۔

رسول اکرمؐ نے ارشاد فرمایا۔ کہ فسادات کے دور میں میری اُمت کو سینے سے لگانے والے اور اپنانے والے کو 100 شہیدوں کا ثواب ملے گا۔

حضرت عمر فاروقؓ کا فرمان ہے۔

”تم لوگ اپنے دین میں رائے زنی سے خوف اختیار کرو“۔ (اعلام الموقعین)

شام کائنات کے بدر الدجاؐ ارشاد فرماتے ہیں۔

Marfat.com

نزکت فیکم امرین لن تضلو ماتحستکم بھما کتاب اللہ وسنت رسول O (موطاامام مالک)

ترجمہ "میں تم میں اپنی میراث دو چیزیں چھوڑے جارہا ہوں۔(یہی دین ہے) اگر تم نے ان دونوں کو مضبوطی سے تھام لیا تو ہرگز گمراہ نہ ہوں گے۔

"ایک قرآن اور دوسری حدیث"

محمدؐ حامی دین ماحیٔ کفر وضلالت ہے

محمدؐ شمع ایمان مشعل راہ ہدایت ہے

ارشاد خداوندی ہے۔

ان الذین عنداللّٰہ الاسلام O

ترجمہ بے شک دین اللہ کے نزدیک (صرف اسلام ہی ہے)۔ (پارہ ۳۰۔رکوع۔۱۰)

یعنی قانون الٰہی اور دستور خداوندی اسلام ہے۔اس اسلام کو عملی جامہ پہنانا ہے۔قانون خداوندی پر عمل کرنا ہے۔وہ کیسے کریں؟۔

ارشاد ہوتا ہے۔

قل ھذہ سبیلی ادعوا الی اللّٰہ O (پارہ ۱۳۔رکوع۔۴)

ترجمہ کہہ دو (اے محمدؐ) اپنی اُمت کو یہ ہے میری راہ بلاتا ہوں میں (تم کو اس راہ سے) اللہ کی طرف۔

ساری اُمت کے لئے چشمہ ہدایت صرف اسوہ خیر الوریٰ ہی ہے۔

"بہ مصطفے برساں خویش مرا کہ دیں ہمہ است"

انسان کو اپنی روحانی تڑپ، دلی بے چینی، قلبی اضطراب اور ذہنی شورش کے عالم میں جب دنیا اور د کی ہر چیز فانی، عقل کی ہر تدبیر درماندہ جسم کی ہر قوت، عاجز اور سلامتی کا ہر راستہ بند نظر آئے تو سکون واطمینا کے لئے صرف ایک قادر مطلق کو پکارے۔

اللہ جل وعلا شانہ کا ارشاد ہے۔

وما کان لمومن ولا مومنۃ اذاقضی اللّٰہ و رسولہ امرًا ان یکون لھ الخیرۃ من امرھم ومن یعص اللّٰہ و رسولہ فقدضل ضلالا مبیناً

ترجمہ "مومنوں کو یہ اختیار حاصل نہیں کہ اپنے یا کسی اور کے اقوال اور مرضی کو قبول کر کے قرآن وحدیث کو چھوڑ دیں۔ اگر کسی نے یہ کام کیا تو وہ بہت بڑا بد بخت اور گمراہ ہے۔ (سورہ الاحزاب۔۳۱)

تعلیمات نبویؐ میں ہر دکھ کا مداوا اور ہر دور کے مسائل کا حل موجود ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ دنیا رسول اکرمؐ کی تعلیمات کو اپنا کر اسلام کے دامن رحمت میں پناہ تلاش کرے۔

محمد مصطفیٰ کے واسطے کیا کیا سعادت ہے
نبوت ہے رسالت ہے قیادت ہے امامت ہے

معاشرے میں عدم اطمینانی

دور جدید کے انسان کا سب سے بڑا روگ بدامنی، خوف اور احساس تنہائی ہے۔ اور اس کا حقیقی سبب مکمل محبت کا فقدان یا کمی ہے۔ تاریخ شاہد ہے کہ آپؐ ایک ایسا ہمہ گیر جمالیاتی انقلاب لائے جس کی تعریف نہ تو عرب کی جنگجویانہ خصلت، حریت پسند طبیعت اور قبائلی عصبیت ہی ہو سکی۔ اور نہ قیصر و کسریٰ کی قوت وسطوت اور عجمی ثقافت ایسا کیوں اور کیسے ہوا؟ آپؐ نے حیات انسانی کے دامن کو علم وحکمت کے سچے موتیوں سے بھر دیا اور مکارم اخلاق کی تکمیل کر دی۔ نیز انسان کو مہذب، باذوق بنا دیا۔ اور ایسا حسین معاشرہ تعمیر کیا جس میں فرعونیت، ہارونیت اور قارونیت کے داخل ہونے کی تمام امکانی راہیں مسترد کر دی گئی تھیں۔

سید عرب وعجم، ہادی اعظم، حضرت محمدؐ کی شخصیت و سیرت عظمیٰ ازل سے ابد تک زماں و مکاں پر احاطہ کئے ہوئے ہے۔ کائنات کی ہر شے رسالت مآب حضور اکرمؐ کا ذرہ ذرہ سرکارِ دو جہاں رحمۃ اللعالمین، سید المرسلین کی مدحت ورفعت کی شاہد ہے۔

یہ کس کا حسن تصور تھا راستے کا نکھار
نظر اُٹھی تو کہیں راہ میں غبار نہ تھا
حضور آئے تو روشن ہوئی ہر اِک ظلمت
وگرنہ رات کا دامن ستارہ باز نہ تھا
......"شرقی"......

اگر معاشرہ صحت مند اقدار کا حامل ہو تو اس کی آغوش میں فرد کیلئے کردار کی تعمیر کا عمل آسان ہو جاتا

Marfat.com

ہے۔اس کے برعکس معاشرہ شروفساد سے بھر پور ہو تو بیشتر افراد خود بخود اسی رنگ میں رنگے جاتے ہیں جو لوگ اس سے الگ روش اختیار کرنا چاہیں تو انہیں سخت مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔علاوہ ازیں معاشرہ افراد کے لئے تربیت گاہ بھی ہے اور کسوٹی بھی۔اس لئے معاشرہ سے الگ رہ کر کردار کی تعمیر کی کوشش کرنا پانی سے باہر تیرا کی سیکھنے کے مترادف ہے۔

عصر حاضر میں معاشرے میں عدم اطمینانی کے مندرجہ ذیل اسباب ہیں۔

رنگ ونسل کا امتیاز

وحدت نسل انسانی کے تصور کو رنگ ونسل کے امتیاز کے خاتمے کا موثر ترین ذریعہ بنایا ہے۔قرآن و سنت کے ذریعے حضور اکرمؐ نے بنی نوع انسان کو یہ تعلیم دی ہے۔ (القرآن)

ترجمہ اے لوگو! بے شک ہم نے (سب) کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا۔اور ہم نے تمہارے طبقات اور قبیلے بنا دیئے۔بے شک اللہ کے نزدیک تم سب میں عزت والا وہ ہے جو سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہو۔ (سورت الحجرات)

آپؐ نے فرمایا۔لوگ ایک کنگھی کے دندانوں کی طرح برابر ہیں۔کسی عربی کو کسی عجمی پر فضیلت حاصل نہیں۔مگر تقویٰ کی بدولت۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

فاتموآ الیھم عھد ھم الی مرتتم ط ان اللّٰہ یحبُّ المتقین O

ترجمہ تو تم ان کے عہد کو ان کی مقررہ مدت تک پورا کرو۔خدا تقویٰ والوں کو پیار کرتا ہے۔ (التوبہ۔۴)

واللّٰہ ولی المتقین O

ترجمہ اور اللہ تقویٰ والوں کا دوست ہے۔ (الجاثیہ۔۱۹)

ان المتقین فی جنتٍ و نعیم O

ترجمہ بے شک تقویٰ والے باغوں میں نعمت میں ہوں گے۔ (الطور۔۱۷)

عدل وانصاف کی ناقص فراہمی

موجودہ دور میں عدل وانصاف کی ناقص فراہمی سے طرح طرح کے مسائل پیدا ہو رہے ہیں

ور سنت کی روشنی میں عدل وانصاف کی اہمیت سے معلوم ہوا کہ عدل کرنا کس قدر عظمتوں کے حصول کا
ہے۔اور بے عدلی کس قدر ظلم اور ہلاکت و بربادی کا ذریعہ ہے۔جبکہ عادل حاکم اللہ کے پسندیدہ ترین
ں سے ایک ہے جیسا کہ رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا۔سات طرح کے انسانوں کو قیامت کے دن اللہ
پنے سائے میں جگہ دیں گے۔جبکہ اس کے سائے کے سوا کوئی سایہ نہیں ہوگا۔ان میں ایک امام عادل
ں انصاف کرنے والا احکمراں یا قاضی)۔ (صحیح بخاری)

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وازاحکمتم بین الناس ان تحکموا بالعدل ط O

جب لوگوں کے جھگڑے نمٹانے لگو تو انصاف کے ساتھ فیصلہ کرو۔

(النساء۔۵۸)

وان تقوموا للیتٰمی بالقسط ج O

اور انصاف کے ساتھ ناپ تول کرو۔

(الانعام۔۱۵۲)

ادی ضروریات زندگی میں برابری کا تصور ناگزیر

اسلام نے اصول رزق اور بنیادی ضروریاتِ زندگی میں سب کے برابر کے تصور کے ذریعے بے
ونے اور بعض لوگوں کی دیگر حاجات اصلیہ سے محروم ہونے کے مسئلے کو بھی حل کیا ہے۔حضور نبی اکرمؐ
آن وسنت کے ذریعے بنی نوع انسان کو یہ اصول فراہم کئے۔

ارشاد ربانی ہے۔

اور اب زمین تمہاری قیام گاہ ہے اور (وہیں رہ کر تم کو ایک معینہ مدت تک نفع اُٹھانا ہے)۔

(سورۃ البقرہ)

اللہ نے تم میں سے بعض کو بعض پر رزق کے معاملے میں برتری دے رکھی ہے تو جن کو برتری دی گئی
ہ اپنا رزق اپنے غلاموں کو نہیں دے دیتے کہ وہ اس میں برابر ہو جائیں۔تو کیا وہ اللہ کے فضل کا انکار
تے ہیں۔ (سورت النحل)

Marfat.com

عورت کی عزت اور حقوق کے تحفظ کا فقدان

جدید معاشرہ میں ایک طبقہ ایسا ہے جو معاشرہ کے نسوانی طبقہ کے لئے پریشانی کا باعث ہے
اسلام نے معاشرے میں عورت کی بلندی اور اس کے سماجی، معاشی، قانونی، عائلی اور اخلاقی حقوق کا تعین
کر کے حیثیت نسواں کے مسئلے کا ایک متوازن حل دیا ہے۔ حضور اکرمؐ نے قرآن وسنت کے ذریعے
انسان کو یہ ہدایت فرمائی ہے۔

یاایھا الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدۃ وخلق م
ذوجھا وبث منھا رجالاً کثیرا و نسآء ج ○

ترجمہ اے لوگو! اپنے ربّ سے ڈرو۔ جس نے تمہاری پیدائش (کی ابتداء) ایک جان سے کی۔
سے اس کا جوڑ پیدا فرمایا۔ پھر ان سے دونوں میں بکثرت مردوں اور عورتوں (کی تخلیق) کو پھیلا دیا۔
(سورۃ النساء)

ایک مقام پر فرمایا گیا......

ترجمہ اور دستور کے مطابق عورتوں کے بھی مردوں پر اسی طرح حقوق ہیں۔ جیسے مردوں کے عورتوں
(سورۃ البقرہ)

اسلام نے عورت کو وہ مقام عطا کیا ہے کہ جس کے آگے تمام غلط خیالات خس وخاشاک کی
بہہ گئے ہیں۔ اسلام ہی نے عورت کو ہوس کار مرد کے شبستانوں اور عشرت گاہوں کی صرف زینت بنا
بجائے پوری زندگی کی کہانی کا زندہ جاوید کردار بنا دیا ہے۔

حضور اکرمؐ سے ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہؐ میرے حسن سلوک کا زیادہ حقدار کون
آپؐ نے ارشاد فرمایا...... تیری ماں پھر تیری ماں۔ پھر تیری ماں۔ پھر تیرا باپ۔ پھر جو قریب ہو قریب ہ
(مسلم)

آپؐ کا فرمان ہے...... کہ جس نے دو بیٹیوں کی پرورش کی۔ میں اور وہ قیامت کے روز اکٹھے ہو
گے۔ (الحدیث مفہوم)

حدیث:۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرمؐ نے ایک بار وصیت فرمائی۔ بیویوں کے ساتھ

Marfat.com

سلوک کرو۔ یاد رکھو کہ عورت کو بائیں پسلی سے پیدا کیا گیا ہے۔ اگر اسے سیدھے رکھنا چاہو گے تو ٹوٹ جائے گی۔

لوگو! پھر میں کہتا ہوں۔ بیویوں کے ساتھ نیک سلوک کرو۔ (الحدیث مفہوم)

نوجوانوں کی پریشان خیالی اور بے راہ روی

آج کا نوجوان ہر طرح کی برائی کے غلبے میں ہے۔ اسلام نے نوجوانوں میں پریشان خیالی کے خاتمے کے لئے روحانی، ذہنی اور جسمانی سرگرمیوں کی صورت میں مثبت طرزِ فکر عطا کیا۔ تاکہ ان کی سیرت و کردار کو انتشار سے بچا کر محبت و عبادت الٰہی، تقویٰ و صالحیت اور جوانمردی و جانفشانی کی زندگی سے ہمکنار کیا جائے۔

حضور اکرمؐ نے نوجوانوں کو پریشان خیالی اور بے راہ روی سے بچانے کے لئے روحانی فکر و عمل کے سانچے میں ڈھالنے کی تلقین فرمائی اور اس کے لئے موثر ہدایات و تعلیمات عطا فرمائیں۔

عمل سے فارغ ہوا مسلمان
بنا کے تقدیر کا بہانہ

نفسیاتی دباؤ اور دماغی صحت

اسلام نے دماغی اور نفسیاتی دباؤ کے علاج کے لئے ایک خاص طرزِ فکر، نمونہ حیات اور روحانی اعمال و مشاغل کا نظام عطا کیا ہے۔ جس کی تفصیل سیرت محمدؐ سے میسر آتی ہے۔ اس میں قناعت اور صبر و شکر کا زاویہ نگاہ، حسد، حرص اور لالچ ایسے رذائل سے اجتناب غصہ اور بغض کینے سے پرہیز، توکل اور رضائے الٰہی کا تصور، ذکر و عبادت الٰہی اور نفاق و احسان کی یہ ترغیب سب معاملات بڑی اہمیت کے حامل ہیں۔

ارشاد الٰہی ہے۔

ترجمہ سن لو۔ اللہ ہی کے ذکر سے دلوں کو اطمینان حاصل ہوتا ہے۔ (یاد الٰہی قلب کی غذا ہے) اسی سے اس کو تسکین ہوتی ہے۔ (سورۃ الرعد)

ارشاد ربانی ہے۔

يآيها الذين امنو الذكروا اللّٰه ذكرًا و كثيرا و سجوهُ بكرة واصيلاً O

ترجمہ اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کو بہت یاد کرو۔ اور صبح وشام اس کی تسبیح بیان کرو۔ (القرآن)

حدیث مبارکہ:۔

جب کوئی گروہ ذکر الٰہی کے لئے جمع ہوتا ہے تو فرشتے ان کو ڈھانپ لیتے ہیں اور ان پر رحمت الٰہی چھا جاتی ہے۔ سکینت نازل ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ انہیں اپنی محفل میں یاد کرتا ہے۔

شراب نوشی اور منشیات

شراب نوشی اور منشیات فروشی عصر حاضر کا جان لیوا مسئلہ ہے اسلام نے شراب نوشی اور دیگر تمام منشیات کو کلیتاً حرام قرار دے کر ہمیشہ کے لئے اس مسئلے کو حل کر دیا ہے۔ دنیا بھر میں منشیات کی روک تھام کے لئے جو عالمی مہم چلائی جا رہی ہے پیغمبر اسلام نے اس کا آغاز اس اعلان کے ذریعے چودہ صدیوں قبل ہی فرما دیا تھا۔

ارشاد ربانی ہے۔

ترجمہ اے ایمان والو! یہ پر کیف شراب اور جوا اور بت اور پانسے (یہ سب) شیطان کے گندے کام ہیں پس ان سے بچتے رہو۔ تا کہ تم نجات پاؤ۔ (سورۃ المائدہ)

حدیث:۔

اللہ تعالیٰ نے شراب پر لعنت کی ہے اور اسے پینے والے اور پلانے والے پر اور اسے بیچنے والے پر اور اسے نچوڑنے والے پر اور اُٹھانے والے اور جس کے لئے اُٹھائی اس پر بھی لعنت کی ہے۔ (ابوداؤد)

حدیث:۔

قیامت کے دن اللہ جل شانہ فرمائیں گے جو لوگ حرام سے پرہیز کرتے ہیں مجھے ان کے محاسبے سے شرم آتی ہے۔ (کیمیائے سعادت)

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

يسلونك عن الخمر والميسر ط قل فيهمآ اثم كبير ومنافع للناس واثمهمآ اكبر من نفعهماء O

Marfat.com

ترجمہ لوگ تم سے شراب اور جوئے کی بابت دریافت کرتے ہیں کہہ دو کہ ان دونوں میں بڑا گناہ ہے۔ اور فائدے بھی ہیں۔لیکن فائدے سے گناہ بڑھ کر ہے۔ (البقرہ۔۲۱)

لاتقربوا الصلوٰۃ وانتم سکٰری حتی تعلموفاتقولون O

ترجمہ نشہ کی حالت میں تم نماز نہ پڑھو۔ یہاں تک کہ جو تم کہواس کو بھی سمجھ سکو۔ (سورۃ النساء۔۹۳)

ماحولیاتی صحت کی خرابی

ماحولیاتی آلودگی نے صحت پر مضر اثر چھوڑے ہیں۔جس سے آجکے دور کا ہر انسان متاثر ہے۔اور مختلف نئی بیماریوں کا شکار ہے۔اسلام نے ماحولیاتی صحت کے لئے صفائی اور شجر کاری کے احکام صادر فرما کر اس مسئلے کے حل کی واضح بنیاد فراہم کردی ہے۔جو حضور اکرمؐ کی سیرت طیبہ اس امر کا عملی نمونہ نظر آتی ہے۔

ارشاد ربانی ہے۔

ترجمہ بے شک اللہ خوب پاکیزگی اختیار کرنے والوں سے محبت فرماتا ہے۔ (سورۃ البقرہ)

اس طرح نبی کریمؐ نے شجر کاری کو صدقہ قرار دیا اور حکم فرمایا کہ شجر کاری کرو۔خواہ روزِ قیامت ہی ایک درخت لگانے کی فرصت مل جائے۔

صفائی کا فقدان

بڑھتی ہوئی آبادی کا مسئلہ صفائی کا فقدان ہے۔

حدیث مبارکہ:۔

صفائی نصف ایمان ہے۔ (ترمذی)

ارشاد گرامی ہے۔

جو مسلمان درخت لگائے پھر اسمیں سے کوئی کھائے تو لگانیوالے کو صدقے کا ثواب ملے گا۔ مسلم

غربت اور قحط و فاقہ

دور جدید کی بڑھتی ہوئی آبادی کا اہم مسئلہ غربت اور قحط و فاقہ ہے۔

اسلام نے فقراء کی دیکھ بھال کا حکم دیا ہے۔

حضرت حسنؓ فرماتے ہیں...... کہ حضور اکرمؐ نے ارشاد فرمایا کہ فقراء کی دیکھ بھال بکثرت کرتے رہو۔ان کے ساتھ احسان کا معاملہ کرتے رہو۔ایک دن ان کی بھی باری آئے گی۔صحابہؓ نے عرض کیا۔یا رسول اللہؐ ان کی باری کا کیا مطلب ہے۔ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن ان کو حکم ہوگا کہ ان لوگوں کو دیکھو اور تلاش کرو۔جنہوں نے تمہیں روٹی کا ٹکڑا کھلایا تھا یا پانی کا گھونٹ پلایا تھا یا کوئی کپڑا پہنایا تھا۔انہیں ہاتھ سے پکڑ کر جنت میں لے جاؤ۔

ارشاد ربانی ہے۔

ولاتطع من اغفلنا قلبه عن ذكرنا واتبع هواهُ O

ترجمہ اور ایسے شخص کا کہنا نہ مانے جس کے قلب کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر رکھا ہے۔اور اپنی نفسانی خواہش پر چلتا ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی تعلیمات اور اسوہ حسنہ کے ذریعے انسانیت کو وہ نظام زندگی حقوق فرائض، احکام و آداب اور امر و نواہی عطا فرمائے ہیں۔جن کو عملاً اپنے اوپر نافذ کرنے سے مذکورہ بالا مسائل حل ہو جاتے ہیں۔

یا ربّ دل مسلم کو وہ زندہ تمنا دے
جو روح کو تڑپا دے جو قلب کو گرما دے

معاشی پریشانیاں

جو معاشرہ کمزوروں کی مدد نہ کرے۔ناداروں کو سہارا نہ دے۔اور گرتوں کو تھام نہ لے۔وہ انسانی معاشرہ کہے جانے کا مستحق نہیں ہے۔محسن انسانیت حضرت محمدؐ کی مثالی اسوہ حسنہ میں ایک اہم اور نمایاں ترین وصف انسان دوستی، فلاح انسانیت اور معاشرے کے غریب لاچار اور بے بس و بے کس افراد کی ہر ممکن مدد اور کفالت بھی ہے۔

محسن انسانیت کا ارشاد گرامی ہے۔

پوری مخلوق اللہ کا کنبہ ہے۔اللہ کے نزدیک مخلوق میں پسندیدہ ترین وہ ہے جو اللہ کی مخلوق کے

Marfat.com

ساتھ بھلائی کرتا ہے۔

نوع انساں کی ترقی کا یہ تنہا راستہ
نقش پائے ہادی کامل سے ہے آراستہ

تعلیمات نبویؐ کی روشنی میں ایک صحت مند ترقی یافتہ اور معتدل معاشرے کی تعمیر کے لئے مندرجہ ذیل تدابیر اختیار کی گئیں۔ جو موجودہ دور میں بھی قابل عمل اور قابل تقلید ہیں۔

☆ رزق حلال کا حصول جو اسلام کے معاشی نظام کے فلسفے کی روح ہے۔

اللہ کی شان رزاقی کا منطقی تقاضہ یہ ہے کہ اس کی رزاقی پر یقین رکھنے والے لوگ معاشی طور پر خوشحال ہوتے ہیں۔

یحیٰی بن معاذؒ فرماتے ہیں...... کہ اطاعت اللہ کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔ جس کی کنجی دعا ہے۔ اور اس کے دندانے حلال کا لقمہ ہیں۔

قرآن پاک شاید ہے کہ تمام انبیاء اور مرسلین کو کسب حلال کا حکم دیا گیا ہے۔

یٰآیہا الرسل کلوامن اطیبٰت واعملوا صالحاً ط

ترجمہ اے میرے پیغمبران کرام! نیک کام کرو۔ اور حلال روزی کھاؤ۔ (المومنون ۔۵۱)

اور اسی سنت کو زندہ کرنے کا حکم مسلمانوں کو دیا گیا۔

یٰآیہا الذین امنو کلوامن طیبٰت مارزقنکم O

ترجمہ اے اہل ایمان۔ جو پاک وحلال چیزیں ہم نے تمہیں بخشی ہیں۔ انہیں تناول کرو۔ (البقرہ ۔۱۷۲)

حدیث:۔

☆ جو شخص حلال روزی کھاتا ہے۔ حق تعالیٰ اس کے دل کو نہ صرف پرنور کر دیتا ہے بلکہ سرچشمہ حکمت بنا دیتا ہے۔ اور دنیا کی محبت سے پاک فرما دیتا ہے۔ (کیمیائے سعادت)

☆ عبادت کے دس حصوں سے نو حصے رزق حلال کی تلاش میں ہے۔

☆ کسب حلال کرو۔ دعائیں قبول ہوں گی۔ (ریاض الصالحین)

رزق حلال دے مجھے اے میرے کبریا عز و جل
دیتا ہوں واسطہ تجھے تیرے حبیبؐ کا

سود کی حرمت (مذہب کی روح سے حرام ہونا) کا دوٹوک اعلان

ارشاد ربانی ہے۔

یٰآیھا الذین امنوا لا تاکلوا الربٰوا اضعافاً مضاعفة ص اتقوا اللّٰہ لعلکم تفلحون O

ترجمہ مسلمانو! دگنا چوگنا سود نہ کھایا کرو۔ اور خدا سے ڈرو تا کہ فلاح پاؤ۔ (ال عمران۔۱۳۰)

ترجمہ مسلمانو خدا سے ڈرو اور سود جو باقی رہ گیا ہے۔ اس کو چھوڑ دو (اگر تم سچے مومن ہو) اگر یہ نہ کرو تو خدا اور رسولؐ سے لڑنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ اگر باز آ جاؤ تو تم کو اپنے راس اعمال کا حق ہے۔ نہ تم کسی پر ظلم کرو اور نہ تم پر کوئی ظلم کرے۔ (البقرہ۔۲۷۸۔۲۷۹)

حدیث مبارکہ:۔

رسول اکرمؐ نے سود کھانے والے پر۔ سود کھلانے والے پر۔ سود لکھنے اور سود کی گواہی دینے والے پر لعنت فرمائی ہے۔ اور فرمایا یہ سب برابر ہیں۔ (مسلم)

ارشاد رسولؐ...... کہ جس رات مجھے معراج کا سفر کرایا گیا میں نے ساتویں آسمان پر اپنے سر کے اوپر بجلی کی سی گرج و چمک دیکھی۔ اور کچھ لوگ دیکھے کہ ان کے پیٹ ان کے سامنے ایسی کھوپڑیوں کی طرح ہے جن میں سانپ چلتے پھرتے باہر ہی سے دکھائی دیتے ہیں۔ میں نے جبرائیلؑ سے پوچھا۔ یہ کون لوگ ہیں۔ جواب ملا یہ سود کھانے والے ہیں۔

روایت:۔

جب کسی بستے والے چار چیزوں کو حلال سمجھنے لگتے ہیں۔ تو ان کی ہلاکت کا فیصلہ کر دیا جاتا ہے۔

1۔ جبکہ وہ ناپ تول میں کمی کریں۔ 2۔ پیمائش میں کمی کریں۔

3۔ بکثرت زنا کرنے لگیں۔ 4۔ سود کھانے لگیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ترجمہ جو لوگ سود کھاتے ہیں۔ وہ (قیامت کے دن) قبروں سے اس طرح اُٹھیں گے جیسے انہیں شیطان کے لمس نے مخبوط الحواس بنا دیا ہے۔ (سورۃ البقرہ)

Marfat.com

احتکار یا ذخیرہ اندوزی کی ممانعت

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے۔

کہ جو شخص لوگوں کی تنگی کے باوجود چالیس روز تک غلہ روکے رکھتا ہے وہ اللہ تعالیٰ سے کٹ گیا۔

اور اللہ تعالیٰ اس سے بری ہیں۔

حضرت عمر فاروقؓ فرماتے ہیں...... کہ غلہ لانے والا رزق پاتا ہے اور روک رکھنے والا ملعون ہے۔

ارشاد نبویؐ ہے...... کہ راست باز تاجر قیامت کے روز شہیدوں کے ساتھ اُٹھایا جائے گا۔

حضور اکرمؐ سے منقول ہے......

آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ میں بھاؤ مقرر نہیں کرتا۔ بھاؤ کے فیصلے اللہ تعالیٰ کرتے ہیں۔ اور ایک روایت میں ہے کہ گرانی اور ارزانی اللہ تعالیٰ کی جماعتوں میں سے دو جماعتیں ہیں۔ ایک کا نام رغبت اور دوسرے کا نام رہبت ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کسی چیز کی ارزانی کا ارادہ فرماتے ہیں۔ تو لوگوں کے قلوب میں رہبت اور خوف پیدا فرما دیتے ہیں۔ اس لئے لوگ اس شے کو بازار میں لا ڈالتے ہیں۔ اور وہ ارزاں ملنے لگتی ہے۔ اور جب اللہ پاک کسی چیز کا گرانی کا ارادہ فرماتے ہیں تو لوگوں کے قلوب میں اس کی رغبت ڈال دیتے ہیں۔ جس سے وہ اس شے کو محفوظ کرنے لگتے ہیں۔ اس لئے وہ کامیاب اور گراں ہو جاتی ہے۔

باطل اور ناجائز ذرائع آمدنی

(جیسے رشوت۔ فریب اور کذب کی کمائی۔ مہارت تحریر۔ یا پیشہ سے ناجائز فائدہ اُٹھانے کا)

سد باب۔

حدیث مبارکہ:۔

رشوت لینے اور دینے والا دونوں جہنمی ہیں۔

کام چوری سے اجتناب

آجکل ہم اسے بالکل گناہ نہیں سمجھتے حالانکہ روزی اس وقت حلال ہوگی جب ہم وقت کی پابندی، نظم وضبط اور پوری تندہی اور خلوص سے اپنی ملازمت کی ذمہ داریاں ادا کریں۔

Marfat.com

تاجدار مدینہ ؐ کا فرمان ہے۔

عالیشان ہے وہ شخص جو لگاتار حلال کی روزی کماتا ہے۔ اور حرام کے لقمہ کی آمیزش نہیں ہونے دیتا۔ اللہ عزوجل اس کے دل کو اپنے نور سے روشن کر دیتا ہے۔ اور حکمت کے چشمے اس کے دل سے جاری ہو جاتے ہیں۔ (کیمیائے سعادت)

گداگری کی ممانعت

باوجود اس کے آپ ؐ کا ابر کرم ہر وقت برستا رہتا ہے۔ تاہم کسی کا بے ضرورت شدید سوال کرنا۔ آپ ؐ پر سخت گراں ہوتا تھا۔

رسول اللہ ؐ ارشاد فرماتے ہیں۔

کہ اگر کوئی شخص لکڑی کا گٹھ پیٹھ پر لاد کر لائے اور بیچ کر آبرو بچائے۔ تو اس سے بہتر ہے کہ لوگوں سے سوال کرے۔

حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے۔

کہ سرکارِ دوعالم حضرت محمد ؐ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اپنے لئے سوال کا دروازہ کھولتا ہے۔ اللہ اس کے لئے محتاجی کا دروازہ کھول دیتا ہے۔ اور جو سوال کرنے سے بچتا ہے۔ اللہ ہی اس کو غنی کر دیتا ہے۔

(صحیح بخاری)

قرآن مجید میں ارشاد ربانی ہے۔

لیکن حقیقی نیکی یہ ہے کہ (بندہ مومن) اللہ کی محبت میں اپنا پسندیدہ مال رشتے داروں، یتیموں پر مسکینوں اور مسافروں پر مدد کے لئے ہاتھ پھیلانے والوں اور غلاموں کی رہائی پر خرچ کرے، نماز قائم کرے اور زکواۃ دے۔

مندرجہ بالا ہدایت کے ساتھ ساتھ معاشرے کے مفلوک الحال اور غریب طبقے کے معاشی تحفظ اور ان کی کفالت عامہ کے لئے اسلام نے جو عملی تدابیر اختیار کی ہیں۔ وہ یہ ہیں کہ معاشرے کے ہر فرد کو معاشی جدوجہد میں بھرپور حصہ لینے کی تلقین کی گئی ہے۔ تاکہ وہ کسی کے دست نگر نہ رہے۔

Marfat.com

سول وراثت کی تلقین

رسول اللہؐ نے ریاست کے حاکم وسربراہ مملکت اسلامیہ کی حیثیت سے فرمان جاری فرمایا۔ میں نین کے ل ء ان کے مالوں سے ان کی جانوں سے بھی زیادہ قریب ہوں۔ لہٰذا جو شخص ترکے میں مال وڑے۔ وہ اس کے ورثاء اور رشتے داروں کا ہے۔ اور جو شخص عاجز و درماندہ، قرابت دار اور ناتواں بچوں کو وڑے اس کے لئے مجھے بلاؤ۔ مندرجہ بالا فرمانِ نبویؐ سے عہد نبوی میں کفالت عامہ کا پتہ چلتا ہے۔

دیث مبارکہ:۔

ایک مسلمان پر دوسرے مسلمان کا خون، آبرو اور مال حرام ہے۔ (بخاری ومسلم)

اتی ملکیت کی حوصلہ افزائی

معاشی استحصال اور غربت وافلاس کے خاتمے اور کفالت عامہ کے حوالے سے صاحب قرآن کو

ی کی گئی۔

ترجمہ بے شک ہم ہی نے تم کو زمین میں جگہ دی۔ اور اس میں تمہارے لئے سامان معاش پیدا کئے۔

ایک جگہ ارشاد ہوا۔

ترجمہ ہم نے ان کے درمیان ان کی معیشت کو دینوی زندگی میں تقسیم کر دیا۔ اور ان میں بعض کو بعض پر درجات میں فوقیت دی ہے۔ تاکہ ان میں سے ایک دوسرے سے کام لے سکے۔

نماز زکواۃ اور تبرکات کی تنظیم

واقیموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ واقرضو اللّٰہ قرضاً حسناً ط وماتقر مولانفسکم من خیر تحدو لاعنداللّٰہ ط ھوخیرً اوعظم اجرًا O

ترجمہ اور نماز کھڑی کرو۔ اور زکواۃ دو۔ اور اللہ کو اچھا قرض دو۔ اور جو تم آگے بھیجو گے۔ اپنے واسطے اس کو خدا کے پاس بہتر اور ثواب میں زیادہ پاؤ گے۔

حدیث:۔

آپؐ نے فرمایا۔ مسکین وہ نہیں جس کو ایک دو لقمے دربدر پھرایا کرتے ہیں۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم

Marfat.com

نے دریافت کیا۔ پھر کون مسکین ہے؟۔

ارشاد ہوا......وہ جس کو حاجت ہے۔ لیکن اس کا پتہ نہیں چلتا۔ اور وہ کسی سے نہیں مانگتا۔ (مسلم

''مصیبت ہر اس آبادی سے ہٹادی جاتی ہے۔ جہاں کے لوگ نمازی ہوں''۔

شریعت مطہرہ میں زکواۃ کی اہمیت کا اندازہ اس امر سے لگایا جاسکتا ہے کہ جب حضور ختمی مرتبت علیہ الصلوۃ والسلام کے وصال کے بعد سرزمین عرب میں فتنے سر اُٹھانے لگے جن سے اسلامی ریاست نازک ترین صورت اور بحران کا سامان کرنا پڑا۔ تو سنگینی کے ان لمحات میں سیدنا ابوبکر صدیقؓ نے کمال جرأت ایمانی سے اس کا بابانگ دہل اعلان کیا کہ جو کوئی نماز اور زکواۃ میں کسی قسم کی تفریق اور امتیاز روا رکھے گا اس کے خلاف جہاد کروں گا۔

ایتائے زکواۃ کے حکم کے پیچھے یہ فلسفہ کارفرمائے کہ اسلامی حکومت پورے معاشرے کو ایک اقتصادی و معاشی نظام، طرزِ زندگی اور سماجی ڈھانچہ مہیا کرے۔ ج سے حرام کمائی کے راستے بند ہو جائیں۔ اور رزق حلال کے دروازے کھل جائیں۔

حدیث:۔

آپس میں ہدیہ دیالیا کرو۔ کیونکہ وہ کینوں کو دور کرتا ہے۔ (مشکوہ شریف)

عمل اور جدوجہد کا احترام والترام

ارشاد ربانی ہے۔

ترجمہ ''انسان کے لئے نہیں ہے۔ مگر وہ جس کی اس نے سعی کی''۔

(القرآن)

اقتصادیات اور معاشیات کی تنظیم و تشکیل

کہ جس سے اسلامی فلاحی مملکتکے نقوش معاشرے اور سوسائٹی پر واضح اور صاف دکھائی دیں۔ اسلام کے نظام کفالت کے حوالے سے یہ تعلیم پیش نظر رہے۔ کہ معاشی دائرے میں ہر انسان کا ایک حق ہے۔ دنیا کی پیداوار میں اس کا ایک حصہ ہے۔ پیغمبر اعظم نے انسانی سوسائٹی کے ہر رکن کے لئے مندرجہ ذیل حقوق متعین فرمائے۔

Marfat.com

1۔رہائش کیلئے گھر۔ 2۔تن ڈھکنے کیلئے کپڑا۔ 3۔پیٹ بھرنے کیلئے غذا۔

4۔استعمال کیلئے پانی۔

مملکت کا خزانہ (بیت المال) بطور خاص ان شہریوں کا حق ہے جن کے ہاتھ خالی ہیں۔

سیدنا فاروق اعظمؓ کا قول ہے۔

اگر میں پیٹ بھر کر کھڑا ہو جاؤں۔اور دوسرے انسان بھوکے ہوں۔تو اس کے ایک ہی معنی ہیں کہ میں عوام کا اچھا والی نہیں ہوں۔

دور جدید کے مسائل کی آگ کو اگر کوئی چیز بجھا سکتی ہے تو وہ مکے کے رہگذاروں سے اُٹھنے والی ابر کرم کی وہ گھٹا ہی بجھا سکتی ہے۔جو فخر انسانیت خاتم الانبیاء رحمت اللعالمین حضرت محمد مصطفیٰؐ کے ذریعے انسانیت کی کھیتی پر برسی۔اور اس کو سرسبز و شاداب کیا۔

محمدؐ مرکز اوصاف حسنہ	محمدؐ منبع بحرِ شریعت
محمدؐ رونق ِگلزار ہستی	محمدؐ زینت بزم رسالت
محمدؐ شاہ اقلیم زمانہ	محمدؐ فاتح ابواب جنت
محمدؐ باعث تسکین راسخ	محمدؐ چارہ ساز دردِ ملت

آخر میں میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اُمت محمدیؐ پر اپنی خاص رحمت کا نزول فرمائے۔اور ہمیں رسول اکرم نورِ مجسم حضرت محمد مصطفیٰؐ کی سنت پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین ثم آمین)

......☆......

Marfat.com

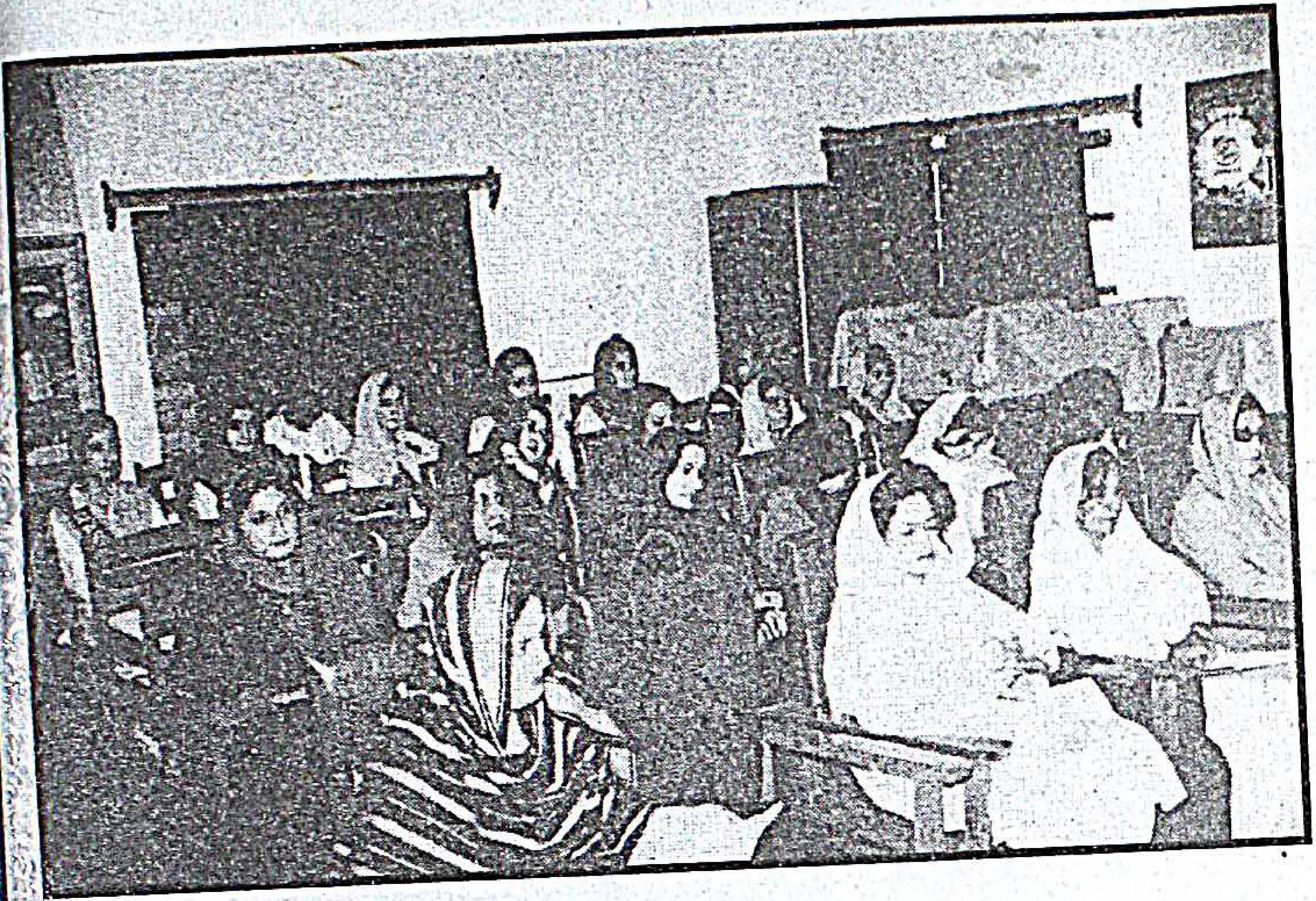

Marfat.com

تعلیمات نبویؐ کی روشنی میں عالمی امن کے فروغ میں ہمارا کردار

رباب حمید۔ایسوسی ایٹ پروفیسر انگریزی
............پرنسپل حسن موسیٰ گرلز کالج۔کوئٹہ............

موضوع میں لفظ ہمارا انتہائی اہمیت کا حامل ہے دوسرے تمام عوامل واضح ہیں حضور اکرمؐ کی تعلیمات وسنت عالمی امن موجودہ صورتحال، ماضی میں کی گئی عالمی امن کی کوشش ان سب کی وضاحت آسان ہو جائے گی اگر ہم لفظ ہمارا کو سمجھ پائیں۔

یہاں لفظ ہمارا دین اسلام اور مسلم قومیت کے لئے استعمال ہوا ہے۔قومیت کیا ہے؟۔

لارڈ برائس کے بقول......

''قومیت ایک ایسی آبادی ہے جو بعض رشتوں مثلاً زبان، ادب افکار اور رسم و رواج کی بناء پر اس طرح متحد ہو کہ ایک مربوط وحدت محسوس کرے اور جسے دوسری آبادیوں سے جو اس طرح کے رشتوں میں منسلک ہو تمیز کی جاسکے''۔

رینان کے بقول ''قومیت والوں کا ایسا اتحاد ہے جو ایک مرتبہ ہو جائے تو کبھی ختم نہیں ہوتا''۔

یورپ و امریکہ کے مفکرین کے خیال میں قومیت اشتراک نسل، اشتراک وطن، اشتراک زبان، اشتراک رنگ و معاشی اشتراک اور نظام حکومت کے اشتراک کے عناصر کا مجموعہ ہے۔

قومیت کا یہ مغربی تصور جہاں افراد میں گروہ بندی واتحاد و یگانگت کا باعث بنا، وہیں بنی نوع انسان میں قومی بنیادوں پر تفریق، نفاق و تقسیم کا موجب ہوا۔زمانہ قدیم میں اگر اقوام یونانی، رومی، ایرانی اور اسرائیلی قوموں میں بٹی ہوئی تھیں تو موجودہ دور میں جرمنی، انگلستانی، فرانسیسی، جاپانی، ہندوستانی، چینی، امریکی قومیں وطن، نسل، رنگ، ثقافت یا زبان کی بنیاد پر قائم ہیں اور ان بنیادوں پر قائم قومیں دوسری اقوام کو کمتر و حقیر جانتی ہیں۔اپنے آپ کو برتر اور طاقتور بنانے کے لئے دوسروں سے ہر سطح پر صف آراء رہتی ہیں یوں عالمی امن ہر وقت خطرے سے دوچار رہتا ہے۔اور اس کا مظاہرہ ہم صدیوں پہلے سے ایرانی، رومی، جنگوں یونانی وافریقی جنگوں میں اور پندرویں سولہویں صدیوں میں یورپ میں انگلستان وفرانس، فرانس و جرمنی کی جنگوں میں دیکھتے

ہیں۔ان جنگوں نے جذبہ قومیت کی نسلی ولسانی بنیادوں پر تعمیر کی جبکہ نپولین کی سرکردگی میں توسیع پسندی اور ہوس ملک گیری نے روس، جرمنی اور اٹلی میں جذبہ قومیت کی آگ کو بھڑکا دیا۔

انیسویں صدی میں قومیت اور آزادی کا غلغلہ اُٹھا محکوم قوموں نے بیشتر غیر ملکی اقوام کے تسلط سے آزادی حاصل کر لی۔ مگر اٹلی اور جرمنی کے اس جذبے نے بگڑ کر استعماریت کی شکل اختیار کر لی جس کے باعث بیسویں صدی میں دو ہولناک جنگیں لڑی گئیں۔ اسی صدی میں یہ جذبہ قومیت یورپ ایشیاء اور افریقہ میں پھیل گیا۔ جنگ عظیم اول کے بعد ''ایک قوم ایک مملکت'' کا اصول تسلیم کر لیا گیا۔ جنگ عظیم دوئم کے بعد ایشیاء وافریقہ کی بہت سی قوموں نے جدوجہد آزادی کے نتیجے میں ''ایک قوم ایک مملکت'' کے اصول پر آزادی حاصل کی۔ پاکستان بھی اسی اصول کی بنیاد پر قائم ہوا۔

لیکن مغربی نظریہ قومیت میں بے شمار نقائص وخامیاں ہیں۔ ہر قوم رنگ، نسل، ثقافت، زبان اور علاقے کی بنیادوں پر ایک دوسرے سے نفرت کرتی ہے اور ایک دوسرے پر برتری حاصل کرنے کی کوشش میں ہر جائز وناجائز حربہ استعمال کرنا اپنا حق گردانتی ہے۔ جنوبی افریقہ اور روڈیشیا کے سفید فام باشندے سیاہ فام حبشیوں کی نسل کشی کرنا، انہیں سیاسی وشہری حقوق سے محروم کرنا اپنا حق سمجھتے ہیں۔ یورپ میں مسلمانوں کے لئے علیحدہ قوانین وضع کئے جارہے ہیں۔ صنعتی اور ترقی یافتہ قومیں اپنی ترقی کو اجارہ داری کی حیثیت دینے اور مرہون منت رکھنے کیلئے ترقی پذیر اقوام کو ہر صورت میں اپنا دست نگر رکھنا چاہتی ہیں۔ اور ان کے خام مال کو اپنا مال سمجھتی ہیں۔ خام مال کے حصول کے لئے وہ کسی بھی ظلم وستم کو روا جانتی ہیں۔ اس کی مثال امریکہ، برطانیہ کی بشمول یورپ آج کل ایشیائی مسلم ممالک پر یلغار ہے اور وہ تمام انسانی تقاضے اور معقولیت کو بالائے طاق رکھے ہوئے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ علامہ اقبال نے وطنی قومیت کے لئے کہا تھا۔

ان تازہ خداؤں میں بڑا سب سے وطن ہے
جو پیرہن اس کا ہے وہ مذہب کا کفن ہے

اب دیکھتے ہیں کہ اسلام میں قومیت کا تصور کیا ہے۔

دین اسلام انسانوں کے مابین کسی مادی فرق کو تسلیم نہیں کرتا اور سب انسانوں کو ایک ہی قرار دیتا ہے۔

قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"اللہ نے تم کو ایک ہی جان سے پیدا کیا پھر اس سے اس کا جوڑا پیدا کیا اور دونوں سے بہت سے
دں اور عورتوں کو پھیلا دیا"۔ (سورۃ النساء 1)

دوسری جگہ ارشاد ہے۔

"اے لوگوں میں نے تم کو ایک مرد اور عورت سے پیدا کیا اور تمہاری شاخیں اور قبیلے بنا دیئے کہ
م شناخت کرو۔ تم میں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے۔

تعلیمات پیغمبر ہے کہ "ایک دوسرے پر فضیلت دین اور تقویٰ کے علاوہ اور کسی چیز کے سبب نہیں"
اور جگہ آپؐ نے فرمایا۔ "تمام انسان حضرت آدم کی اولاد ہیں اور وہ مٹی سے بنے تھے"۔

اسلام کے نزدیک افراد کے درمیان وجہ اتحاد روحانی جذبہ ہے۔ یہ دلوں کا اتحاد ہے نہ کہ رنگ، نسل
ن کا اتحاد۔ یہاں پر وجہ اتحاد زبان بھی نہیں ہے۔ اسلم میں تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ لیکن
ے بھائیوں میں بھی اگر ایک مسلمان اور دوسرا کافر ہے تو وہ اسلام کی نظر میں دو الگ مختلف قوموں سے تعلق
ھتے ہیں۔

کسی بھی بناء پر تکبر کرنا اللہ کے نزدیک بہت بڑا جرم ہے۔ اس کی مثالیں قرآن پاک میں ابلیس و
ون کی صورت میں دی گئی ہیں۔ جنہوں نے تکبر کیا اور تباہ کر دیئے گئے۔ حضور اکرمؐ کا فرمان ہے "کسی بھی
ہ کو باعث فخر سمجھنا یا جس نے عصبیت پر جان دی وہ ہم میں سے نہیں جس نے عصبیت پر جنگ کی وہ ہم میں
ے نہیں"۔

رنگ ونسل کے بارے میں آنحضورؐ کا ارشاد ہے کہ......

"کسی عربی کو کسی عجمی پر اور کسی عجمی کو کسی عربی پر اور کسی کالے کو کسی گورے پر اور کسی گورے کو کسی
کالے پر کوئی فضیلت نہیں ہے اگر فضیلت ہے تو وہ تقویٰ کی بناء پر ہے۔

ان باتوں سے پتہ چلتا ہے کہ اسلام کا تصور قومیت مغرب کے تصور قومیت سے یکسر مختلف ہے
سلامی ملت پوری دنیا پر محیط ہے دنیا کا کوئی شخص خواہ وہ کسی نسل یا علاقے سے تعلق رکھتا ہو کلمہ طیبہ پر ایمان
انے کے بعد اسلامی قومیت میں شامل ہو جاتا ہے۔ اسلام نے تمام نفرتوں کو ختم کر کے وحدت انسانی کی بنیاد
ڈالی۔ جس کی بنیاد توحید و رسالت کے ایمان پر ہے۔ مشترکہ علاقہ، زبان، رنگ اور سیاسی و معاشی مفادات ملت

Marfat.com

اسلامیہ کی بنیاد نہیں۔ ملت کے افراد ایک دوسرے کے بھائی ہیں جو نیکی کے کاموں میں ایک دوسرے کی مد کرتے ہیں برائیوں سے روکتے ہیں۔ آپس میں نفرت اور حسد نہیں کرتے۔ اسلام غیر مسلموں کے ساتھ بھی بحیثیت انسان ہونے کے رواداری کا حکم دیتا ہے۔ کیونکہ ہوسکتا ہے کہ وہ بھی کسی دن مسلمان ہو جائیں اسلامی قومیت کی بنیاد دنیاوی رشتے پر نہیں بلکہ اشتراک قلب اور روحانی اتحاد پر ہے۔ پوری کائنات اس وطن ہے کعبہ اسلامی ملت کا مرکز ہے جہاں پوری دنیا سے رنگ، نسل، زبان، علاقے، ثقافت اور سیاست اختلاف کے باوجود ایک رنگ میں جمع ہوتے ہیں جہاں وحدت ملت کے جذبات واحساسات کا مظاہرہ ہے اسلامی نظریہ قومی عالمگیر نظریہ ہے اور بین الاقوامیت سے زیادہ قریب ہے۔ اگر دنیا جنگ کی تباہ کاری سے بچنا چاہتی ہے اور عالمی امن واستحکام کی خواہاں ہے تو اسے اسلام کے بنائے ہوئے راستے پر چلنا ہو تب ہی بین الاقوامیت کی راہ میں حائل ساری دشواریاں دور ہوسکتی ہیں۔ انسان امن وسلامتی کی فضاء میں سکتا ہے۔ انسانیت اسی صورت میں ترقی کرسکتی ہے جب اسلامی اصولوں کو ہم خود اپنالیں اور دوسروں کو تر دیں۔ مغربی دنیا ان اصولوں پر انجانے میں عمل کرتے ہوئے ترقی کے مدارج طے کرتی جارہی ہے۔ اور ہم کہ اس نظریے کے امین ہیں زبوں حالی کا شکار ہیں۔ پس ہم عالمی امن کے فروغ میں اپنا کوئی کردار ادا کر سے فی الوقت قاصر ہیں۔

قومیت کے جذبے کو سمجھنے کے بعد آیئے اب ہم بین الاقوامیت کا جائزہ لیتے ہیں کہ انسانی سو کے مطابق بین الاقوامیت کیا ہے۔ اور اللہ کے نزدیک بین الاقوامیت کیا ہے۔ اس طرح ہم قرآن حکیم وسنت نبوی کی روشنی میں بین الاقوامیت کو سمجھ کر عالمی امن کے فروغ میں اپنے کردار کا تعین کرسکیں گے۔

بین الاقوامیت کے جذبے کی ابتداء کے لئے کہا جاتا ہے کہ چودھویں صدی میں اس کا آغاز ہو بعض مفکرین کی رائے ہے کہ جذبہ قومیت اور بین الاقوامیت کے رجحان نے ایک ساتھ نشو ونما پائی ہے۔ کہتے ہیں کہ یونانی اور رومیوں میں بھی ایسے جذبات پائے جاتے تھے۔ پھر 1625ء میں گرد یٹوس نے جنگ کے اخلاقی ضوابط پر کتاب لکھی۔ سترویں اور اٹھارویں صدی عیسوی میں بین الاقوامی تنظیم کی مختلف شکلیں پی کی گئیں۔ گروشیں اور کانٹ نے اس کا تصور پیش کیا۔ اور بین المملکتی جنگ کی روک تھام اور امن واشترا کے لئے اپنے خیالات پیش کئے۔ 1899ء اور 1907ء میں ہیگ کانفرنسیں بین الاقوامی تعاون کی باقا کوششیں تھیں۔ لیکن ان کو زیادہ کامیابی حاصل نہ ہوئی۔ جنگ عظیم اول اور دوئم کی تباہ کاریوں نے تمام دنیا

Marfat.com

انسانوں کو سوچنے پر مجبور کر دیا کہ بغیر بین الاقوامی تعاون واشتراک کے عالمی امن کا قیام ممکن نہیں۔ مجلس اقوام اور اقوام متحدہ اسی سلسلے کی کڑیاں ہیں۔ مجلس اقوام بعض خامیوں اور بعض مفاد پرستوں کی وجہ سے ناکام ہو گئی۔ اقوام متحدہ اب تک زندہ ہے۔ اور مقدور بھر عالمی امن کی کوششوں میں مصروف بھی۔ لیکن اسے بھی دشواریوں اور مسائل کا سامنا ہے اور بڑی طاقتیں اسے بھی اپنے مخصوص مفادات کے لئے استعمال کر رہی ہیں۔ تحفظ خویش کا جذبہ امریکہ، روس، انگلستان، فرانس اور چین کو عالمی امن کی بجائے ذاتی مفاد کی جانب دھکیل دیتا ہے۔ جس کا مظاہرہ ویت نام، چیچنیا، فلسطین، الجزائر، تائیوان، بھوٹان، تیموریہ، کشمیر، عراق، افغانستان اور کئی دیگر ممالک میں ہوتا ہوا نظر آتا ہے۔ یہ لوگ اپنے مفادات کی خاطر تمام اصولوں، قوانین اور معاہدوں کو بالائے طاق رکھ دیتے ہیں۔ اور ان کی مثالیں ہمیں واضح طور پر 1917ء میں رہائن کے علاقے کے بارے میں روس و فرانس کے خفیہ معاہدے میں نظر آتی ہیں جس میں انہوں نے جرمنی کا زرخیز علاقہ فرانس کو دینے کی بات کی تھی اور فرانس نے تمام اتحادیوں کو اس بات پر راضی کر لیا کہ پندرہ سال کے لئے یہ علاقہ فرانس کے تسلط میں دے دیا جائے بعد میں فرانس نے فوج کشی کر کے جبر سے روہر کا علاقہ بھی حاصل کر لیا۔ دوسری مثال پہلی جنگ عظیم میں سامنے آئی جب اتحادی، ترک حکومت کو ختم کرنے کے لئے عربوں کو ساتھ ملانا چاہتے تھے وہ عربوں کے نجات دہندہ کے طور پر سامنے آئے اور عربوں کو یقین دلایا کہ جنگ کے خاتمے پر عربوں کی آزاد، خود مختار حکومت قائم کر دیں گے اور ہم یہ جنگ محض عربوں کو ترکوں کے پنجہء ستم سے نجات دلانے کے لئے لڑ رہے ہیں۔ اور جب جنرل مارڈ بغداد میں داخل ہوا تو اس نے بھی نجات دہندہ کا لفظ استعمال کیا۔ جبکہ حقیقت یہ تھی کہ انگلستان اور فرانس 1915ء اور 1916ء میں یہ خفیہ معاہدہ کر چکے تھے کہ جنگ کے خاتمے پر عراق پر انگلستان کا اور شام پر فرانس کا قبضہ ہوگا۔ فلسطین کو بین الاقوامی علاقہ قرار دیا گیا۔ خفیہ بندرگاہ سمیت برطانیہ کے زیر اثر رکھی گئی اور وہ علاقہ جو عراق اور شام کے ساحلوں کے درمیان ہے ان کو دو حصوں میں تقسیم کر کے ایک برطانیہ اور دوسرا فرانس کو دے دیا جائے گا۔ جنگ کے بعد عربوں کو اصل حقیقت کا علم اس وقت ہوا جب عراق اور فلسطین میں انگریز فوجیں آ گئیں۔ شام و عراق کے درمیان کا پورا علاقہ اور شام فرانس کے قبضے میں چلا گیا۔ انہیں اب علم ہوا کہ یہ سب آزادی دلانے کا ڈھونگ تھا۔ اور ترکوں اور عربوں کے درمیان نفاق کا بیج ملک چھیننے کی خاطر بویا گیا تھا۔ یہ خفیہ معاہدہ راز ہی رہتا۔ اگر روس میں 1917ء کے انقلاب کے نتیجے میں بالشویکی حکومت قائم نہ ہوتی۔ بالشویکی حکومت نے تمام خفیہ معاہدات جو زار روس اور مغربی قوتوں کے مابین

Marfat.com

ہوئے تھے شائع کر دیئے۔ یہ ہیں مغرب کی بین الاقوامی چالیں اور امن کا دعویٰ جو عالمی امن کو ڈھال بنا کر ہر جگہ جارحیت کا مرتکب ہوتا رہا ہے اور ہو رہا ہے اس کے مقابلے میں اسلام نے بین الاقوامیت کا جو نقشہ پیش کیا ہے وہ انتہائی سادہ اور آسان ہے۔ حضور اکرمؐ نے صلح حدیبیہ کے موقع پر جو معاہدہ مکہ کے اکابرین سے کیا تھا اس پر مکمل عملدر آمد کیا گیا اور فرمایا کہ جب تک وہ معاہدے کی پاسداری کریں ہم پر بھی پاسداری لازم ہے اور عہد شکنی میں ہم پہل نہیں کریں گے۔ یہی صورتحال فتح مکہ کے موقع پر بھی نظر آتی ہے۔ کہ بلاوجہ کی خونریزی و دہشت پھیلانے کے لئے املاک کی لوٹ مار کو قطعاً ممنوع قرار دیا گیا اور یہی اصول آج تک کارفرما ہے۔ ہر دور میں اسلام نے مفتوحہ علاقوں میں امن و امان کو اپنی اولین ذمہ داری جانا۔ گرویٹوس نے جنگی ضابطہ کی کتاب میں سفارش کی تھی کہ بچوں، بوڑھوں، عورتوں، پادریوں، کاشتکاروں، تاجروں اور اسیران جنگ کو قتل و غارت سے محفوظ رہنا چاہیے یہ ایک سفارش تھی جبکہ اسلام حکم دیتا ہے کہ ان سب کی حفاظت کی جائے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

''جو کوئی تم پر زیادتی کرے تم بھی اس پر زیادتی کرو جتنی اس نے کی ہے۔ اور اللہ سے ڈرتے رہو''
(بقرہ۔۱۹۴)

حضور اکرمؐ نے واضح طور پر حکم دیا کہ جب تم کسی علاقے میں فاتح بن کر داخل ہو تو سب لوگوں کی حفاظت تمہارا فرض ہے۔ یہاں تک کہ سبز درخت بھی نہ کاٹے جائیں۔ بعد میں آنے والے دور میں خلفاء راشدین اور تمام مسلمانوں نے اس پر عمل کیا اور عالمی امن کے فروغ میں اپنا کردار بخوبی سرانجام دیا۔ لیکن وقت کے ساتھ ''ہمارا'' کردار اجتماعی نہ رہا۔ اور جیسے یورپ نے حکومت و کلیسا کو الگ الگ کر دیا تھا ایسے ہی ہمارے یہاں ریاست اور مذہب کو الگ الگ کر دیا گیا۔ حالانکہ اسلام اور دوسرے مذاہب میں جو واضح فرق ہے اس کو ملحوظ خاطر نہ رکھا گیا۔ اسلام مکمل ضابطہ حیات ہے یہ صرف عبادات کا مجموعہ نہیں۔ لیکن مغرب کی اندھی تقلید میں ہم اسے بھی مذہب سمجھ بیٹھے ہیں اور ''ہمارا'' کا لفظ اپنا تشخص کھو بیٹھا ہے۔ ہمارے اس تشخص پر آخری ضرب اس وقت لگی جب 3 مارچ 1924ء میں خلافت کا خاتمہ کر دیا گیا اور سلطنت عثمانیہ کا شیرازہ بکھر گیا۔ مغربی قوتیں اپنے مذموم مقاصد میں کامیاب رہیں اور ملت اسلامیہ کا اجتماعیت کا رہا سہا نشان تک مٹا دیا گیا۔ اب ہم الگ الگ ٹولیوں میں بٹے ہوئے ہیں۔ چھوٹے چھوٹے علاقوں میں بظاہر خود مختار ہیں قرآن کا ایک قومیت کا تصور کہ روئے زمین کی آبادی میں صرف دو پارٹیاں ہیں ایک حزب اللہ اور دوسری حزب

Marfat.com

یطان۔ شیطان کی پارٹی میں خواہ باہم اصول مسلک کے لحاظ سے کتنا ہی اختلاف کیوں نہ وہ ایک ہی ہیں
روہ سب شیطان کی اتباع کر رہے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

شیطان ان پر غالب آ گیا اور اس نے اللہ سے انہیں غافل کر دیا۔ وہ شیطان کی پارٹی کے لوگ
ہیں اور جان رکھو کہ شیطان کی پارٹی بالآخر نامراد ہی رہنے والی ہے۔ (المجادلہ:۱۹)

جب پارٹیاں ہی اللہ کے نزدیک دو ہیں تو پھر یہ بات واضح ہے کہ ہم مسلمان حزب اللہ ہیں۔ یوں
بھی اللہ کا فرمان ہے ہم نے تمہارے لئے دین اسلام پسند کیا اور تمہارا نام مسلم رکھا۔ (سورۃ حج:۷۸)

اور دوسرے تمام لوگ جو قرآن و رسول کے مخالف ہیں چاہے کسی بھی شکل و صورت میں ہوں کسی
بھی مذہب کی اتباع کرتے ہوئے کسی بھی شے کے پجاری ہوں حزب شیطان ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اے ایمان والو! یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ یہ ایک دوسرے کے دوست ہیں اور جو شخص تم میں
ان کو دوست بنائے گا وہ بھی انہی میں سے ہوگا۔ بے شک اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔ (سورہ المائدہ:۵۱

اس کے برعکس اللہ کی پارٹی والے خواہ نسل و وطن، زبان و تاریخی روایات کے اعتبار سے کتنے ہی
مختلف کیوں نہ ہوں بلکہ ان کے آباؤ اجداد میں باہم خونریز عداوتیں ہی کیوں نہ رہی ہوں، جب وہ اللہ کے
بتائے ہوئے طریق فکر اور مسلک حیات پر متفق ہو گئے تو گویا الٰہی رشتے سے جڑ گئے اور اس ملت کا فرد بنتے ہی
ان کے تمام تعلقات حزب شیطان سے کٹ گئے۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے "تم ایسا ہرگز نہیں پاؤ گے کہ کوئی جماعت اللہ اور یوم آخرت پر ایمان
رکھتی ہو اور پھر اللہ اور رسول کے دشمنوں سے دوستی بھی روا رکھے خواہ وہ ان کے باپ، بیٹے، بھائی یا رشتہ دار ہی
کیوں نہ ہوں۔ یہ اللہ کی پارٹی کے لوگ ہیں اور جان رکھو کہ آخر اللہ کی پارٹی والے فلاح پانے والے ہیں۔

(المجادیہ:۲۲)

قرآن پاک جماعت کے علاوہ اُمت کا لفظ بھی استعمال کرتا ہے۔ اور یہ لفظ بھی مسلمانوں کے مشن
اور ان کی پارٹی کا اصول اور مسلک ہے چنانچہ قرآن میں آیا ہے۔

"تم وہ بہترین اُمت ہو جسے نوع انسان کے لئے نکالا گیا ہے تم نیکی کا حکم دیتے ہو بدی سے

Marfat.com

روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو"۔ (ال عمران: ۱۱۰)

دوسری جگہ ارشاد ربانی ہے۔

"اور اس طرح ہم نے تم کو ایک بیچ کی اُمت بنایا ہے تا کہ تم نوع انسانی پر گواہ ہو اور رسول تم پر گواہ ہو۔ (بقرہ: ۱۴۳)

ان آیات پر غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ مسلمان ایک بین الاقوامی جماعت کا نام ہے جسے ساری دنیا کی اقوام میں سے چھانٹ کر نکالا گیا ہے۔ جو ایک خاص اصول پر چلتے ہوں خاص پروگرام کو عمل میں لانے اور ایک خاص مشن کو انجام دینے کے لئے تیار ہوں۔ یہ لوگ چونکہ ہر قوم اور علاقے سے نکلتے ہیں اور ایک پارٹی یا اُمت میں جانے کے بعد ان کا کسی قوم یا علاقے سے تعلق نہیں رہتا۔ اس لئے انہیں بیچ کی اُمت کہا گیا۔ لیکن ہر قوم سے تعلق ہونے کی وجہ سے ان کا تمام قوموں سے ایک دوسرا تعلق قائم ہو گیا کہ یہ سب مل کر دنیا میں قرآنی نظام اور قانون نافذ کرنے کیلئے فرائض سرانجام دیں۔ اسلام کا مشن عالمگیر ہے اور مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ تمام ذہنی، اخلاقی و مادی قوتوں سے کام لے کر اس نظام کو دنیا میں نافذ کریں۔

عالمی امن میں ہم اپنا کردار موجودہ دور میں کیونکر ادا کر سکتے ہیں؟ اب تک کی جانے والی بحث کا مقصد ہی یہ تھا کہ کیا ہم ایک ہیں؟ کیا ہم وہ سوسائٹی بنانے میں کامیاب رہے جس کی توقع قرآن و سنت ہم سے کرتی ہے؟ قرآنی احکامات بالکل درست حضور اکرمؐ کی تعلیمات بلاچوں و چرا تسلیم، مگر مسلمان رفتہ رفتہ اس حقیقت کو بھولتے گئے کہ وہ ایک پارٹی ہیں اور یہ بنیاد دین اسلام اور تعلیمات نبویؐ کی روشنی میں رکھی گئی ہے۔

یہ بھول اتنی بڑھی کہ جماعت کا تصور قومیت کے مغربی تصور میں کہیں گم ہو گیا۔ اب مسلمان مختلف قومیں بن کر رہ گئے ہیں۔ اور اگر وہ خود کو ایک قوم گردانتے بھی ہیں تو صرف نام کی حد تک، ورنہ سب کے سب ایرانی، پاکستانی، شامی، افغانی، اردنی، سعودی، مصری، عراقی وغیرہ وغیرہ ہیں۔ ہمارا جو تشخص تھا وہ کہیں ماضی میں کھو چکا ہے۔ ہم آپس ہی میں برسرپیکار ہیں۔ ہم بھول چکے ہیں کہ جس مسلک پر جن اصولوں پر ہمیں اکٹھا گیا تھا، وہ قوم کے جس تصور کو پیش کرتا تھا جس میں محمود و ایاز ایک ہی صف میں کھڑے نظر آتے تھے جہاں حاکم وقت انصاف کے کٹہرے میں طلب کیا جاتا تھا جہاں ملائیت کا کوئی تصور نہ تھا اور جس مشن کو پورا کرنے کیلئے انہیں ایک اُمت بنایا گیا تھا، اس حقیقت کو فراموش کر کے انہوں نے مغربی نظریہ قومیت کو اپنا لیا۔ اور آج کوئی بھی مثبت کردار ادا کرنے سے قاصر ہیں۔ اس کی وجہ طوائف الملوکی ہے قومیت کا یہ مغربی جاہلی تصور ایسی بنیادی غلطی

Marfat.com

ہے اوراس کے برے اثرات اتنے پھیل گئے ہیں کہ احیائے اسلام اور عالمی امن کے فروغ میں کوئی قدم نہیں اُٹھایا جاسکتا' جب تک کہ اس بنیادی بھول کو دور نہ کرلیا جائے۔

مسلمان صرف ایک بین الاقوامی پارٹی کا نام تھا جو دنیا میں انسانیت کی فلاح و بہبود کے لئے ایک خاص نظریہ اور عملی پروگرام لے کر اُٹھی تھی۔اس کے پیش نظر عالمی امن تھا' بھائی چارہ تھا۔لیکن اس نظریے اور پروگرام کو الگ کرنے کے بعد محض شخص اور اجتماعی حیثیت سے جو لوگ مغربی اور امریکی نظریے پر کام کرتے ہیں ان کے کاموں کو ہم اسلامی کیسے کہہ سکتے ہیں۔جو شخص سرمایہ دارانہ نظام کی ترقی کے لئے کام کرے وہ اشتراکی نہیں کہلا سکتا ہے۔اشتراکی حکومت کو ہم سرمایہ دارانہ حکومت نہیں کہہ سکتے۔فاشسٹ طرز حکومت جمہوری طرز حکومت نہیں کہلائی جاسکتی۔آمریت کو بادشاہت نہیں کہا جاتا۔اور جو شخص ایسا کرے گا وہ جاہل اور بے وقوف کہلائے گا۔لیکن ہم اسلام اور مسلمان کی اصطلاح کو بالکل بے جا استعمال کرتے ہیں اور اس میں جاہلیت کی بوتک محسوس نہیں کرتے۔میں نے قومیت اور ملت کے معربی تصور اور غیرالٰہی تصور بین الاقوامیت کو ابتداء میں اسی لئے پیش کیا تھا کہ ہم مغربی تصور اور اسلامی طرزِ قومیت اور بین الاقوامیت کا جائزہ لے سکیں اور اس فرق کو محسوس کرسکیں جو مغربی اور اسلامی طرزِ ہائے فکر میں موجود ہے۔

اصل میں لفظ مسلمان اسم ذات نہیں' اسم صفت ہے اور جو چیز اس کی خاص ذہنی' اخلاقی اور عملی صفت کو ظاہر کرتی ہے وہ دین اسلام ہے۔لہٰذا مسلمان کا لفظ اس طرح استعمال نہیں ہوسکتا جیسے چینی' جاپانی یا امریکی وغیرہ۔اسی طرح ''مسلمانوں کا مفاد۔مسلمانوں کی ترقی۔مسلمانوں کی حکومت و ریاست۔مسلمانوں کی ذات۔مسلمانوں کی تنظیم'' اور ایسے ہی دوسرے الفاظ آپ ان مواقع پر بول سکتے ہیں' جب یہ چیزیں اسلامی نظریے اور اسلامی اصولوں کے مطابق ہوں۔اگر اسلامی نظریے کے مطابق کام نہ ہو رہا ہو تو آپ کو مسلمان کا نام اور اسلام کے نظریے کو استعمال کرنے کا کوئی حق نہیں۔اسی غلط فہمی کی بناء پر اسلامی تہذیب و تمدن اور تاریخ کے متعلق ہمارا رویہ غلط ہو گیا ہے۔جو مملکتیں و حکومتیں غیر اسلامی اصولوں پر قائم ہیں ہم انہیں اسلامی گردانتے ہیں۔صرف اس وجہ سے کہ ان کے حکمران نام کے مسلمان تھے' جو تمدن قرطبہ' غرناطہ' بغداد اور قاہرہ کے عیش پرست درباروں میں پرورش پارہا تھا' اسے ہم اسلامی تمدن کہتے ہیں۔حالانکہ اسلام سے اس کا دور تک کا واسطہ نہ تھا۔جب اسلامی تہذیب کی بات ہوتی ہے تو آگرہ کے تاج محل کو پیش کردیا جاتا ہے۔کہ یہ ہے ہماری تہذیب کا نمایاں نمونہ۔حالانکہ اسلامی تعلیمات میں سرے سے یہ بات ہے ہی نہیں کہ میت کو سپرد

خاک کرنے کے بعد اس پر عالیشان عمارت تعمیر کردی جائے اور سینکڑوں ایکڑ اراضی مستقل طور پر ضائع کردی جائے۔ جب اسلامی تاریخ کے درخشاں کارنامے بیان کرنے ہوں تو ہم عباسیوں، سلجوقیوں اور مغلوں کے کارنامے بیان کرتے ہیں۔ حالانکہ حقیقی اسلامی تاریخ کے نقطہ نظر سے ان کارناموں کا بڑا حصہ آب زر سے لکھنے کی بجائے سیاہ روشنائی سے جرائم کی فہرست میں لکھا جانا چاہیے۔ ہم نے مسلمانوں کی تاریخ کا نام اسلامی تاریخ رکھا ہوا ہے۔ یعنی بادشاہوں کا نام اسلام ہے۔ یہ زاویہ نگاہ کسی طرح بھی درست نہیں۔ ہم نام کے مسلمان بادشاہوں کی تاریخ کو اسلامی تاریخ سمجھتے ہیں۔ جبکہ وہ بہت سی جگہ غیر مسلمانہ اور غیر شرعی حرکتوں کے مرتکب ہوتے رہے ہیں۔ ہمارا گمان ہے کہ جو بااختیار شخص مسلمان کہلاتا ہے اس کی ہر حرکت اسلامی ہے۔ سوچ کی یہی کجی آج تک ہمیں عالمی طور پر کوئی مثبت کردار ادا کرنے میں مانع ہے۔

یہی غلط زاویہ نظر ہم نے سیاست میں بھی اختیار کر رکھا ہے۔ اسلام کے اصول و نظریات اور اس کے مشن سے قطع نظر کر کے ہم ایک قوم کو "مسلم قوم" کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ ہمارے نزدیک ہر وہ شخص ہمارا نمائندہ بن سکتا ہے، جو مسلمانوں کی قوم سے تعلق رکھتا ہو، چاہے اسے اسلام کے بنیادی اصولوں کے بارے میں علم تک نہ ہو۔ ہم خوش ہو جاتے ہیں۔ جب مسلمان کو چار روٹیاں ملنے کا انتظام ہو جاتا ہے، چاہے اسلام کی رو سے وہ حرام کی روٹیاں ہی کیوں نہ ہوں۔ ہم پھولے نہیں سماتے جب کسی جگہ ہمیں کوئی مسلمان اقتدار کی کرسی پر بیٹھا نظر آتا ہے چاہے وہ اس اقتدار کو بالکل اسی طرح غیر اسلامی مقاصد کیلئے استعمال نہ کر رہا ہو، جس طرح ایک غیر مسلم کر سکتا ہے۔ ہم اکثر ان چیزوں کا نام اسلامی مفاد رکھتے ہیں جو غیر اسلامی ہوتے ہیں۔ یہ سب نتائج اس بنیادی غلطی میں پوشیدہ ہیں کہ ہم نے اپنے آپ کو ایک محدود قوم سمجھ لیا ہے اور اس حقیقت کو بھول گئے ہیں کہ دراصل ہم ایک بین الاقوامی ملت ہیں، جس کا کوئی مفاد اور کوئی مقصد اپنی ملت کے اصولوں کو دنیا میں حکمران بنانے کے سوا کچھ نہیں۔ ہمیں اپنے آپ کو ایک "ملت" بنانا ہوگا۔ ملت اسلامیہ میں وہ تمام مسلمان شامل ہیں جو اس کرۂ ارض پر بستے ہیں۔ ان میں نہ تو رنگ و نسل کا امتیاز پایا جاتا ہے نہ ہی نسب و وطن کا اُمت محمدیہ ایک عالمگیر اُمت ہے۔ اس میں نہ تو عرب و عجم کی تفریق ہے نہ ہی مشرق و مغرب کی۔ ملت اسلامیہ میں ہر وہ شخص شامل ہے جو دین اسلام کے اصول و مسلک سے وابستہ ہے۔ اس کا ممبر ہے۔

ہر باشعور اور دردمند مسلمان عالمی سامراج کی سازشوں سے آگاہ ہے۔ سامراج کی ہر سازش کا تانا بانا "لڑاؤ اور حکومت کرو" کے اصول سے تیار ہوتا ہے۔ چنانچہ دنیا کے ہر خطے میں سامراج نے وہاں کے

Marfat.com

تضادات کو اپنے حق میں استعمال کیا ہے۔ وہ اپنے شیطانی اقتدار کے لئے لڑنے بھڑنے کے ماحول کو اپنے تھمیں انتہائی سودمند سمجھتا ہے۔ وہاں وہ اپنی فوجیں اتارنے کی بجائے معاشرے کی اندرونی کمزوریوں کو اپنے تسلط کی سیڑھی بناتا ہے۔ کالے اور گورے کا فساد یورپی اور ایشیائی کی چمک' لسانی اور علاقائی تعصب یہ سب اس کی شش جہات سازش کے مختلف رخ ہیں۔ ان سب سے بڑھ کر مذہبی منافرت اور مخاصمت کا ماحول پیدا کرنا اس کا کارگر اور مہلک حملہ ہے۔ جس سے جسد ملی اسلامی گھائل ہو کر اس کے رحم و کرم پر رہ جاتا ہے۔ پھر وہ سامراج' ثقافت' معیشت' سیاست' ادب اور فن کی زنجیریں لے کر اسے پابند بنا دیتا ہے۔ عالمی طاقتوں کی سیاسی' ثقافتی' فوجی اور سائنسی حکمت عملی کا کامیاب عنصر یہ ہے کہ مسلمان' ملت واحدہ بن کر عالمی امن کے فروغ میں کوئی کردار ادا نہ کرسکیں اور ان کی یہ سونا اُگلنے والی منڈیاں بند نہ ہونے پائیں۔

اگر حالات کی یہ نزاکت اور سنگینی عالم اسلام کے ارباب اختیار و ارباب مذہب کے مدنظر رہے تو وہ بڑے سے بڑے اختلاف کو بھلا دینے پر آمادہ ہو جائیں گے۔ اگر ایک ارب مسلمان ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو جائیں' انکی سوچ یکساں ہو' ان کی آواز ہم آہنگ ہو' ان کا لائحہ عمل متفقہ ہو تو پوری دنیا کی طاقت کا توازن بدل کر اپنے حق میں کرسکتے ہیں۔ پھر وہ عالمی امن کے فروغ میں موثر کردار ادا کرنے کے قابل بھی ہوسکیں گے۔

اسلامیانِ عالم کی کامیابی کا سرنامہ عالم اسلام کے اتحاد میں پوشیدہ ہے اور اس اتحاد کو ملکی' جغرافیائی' براعظمی' نسلی' لسانی اور مذہبی ہر نوع کے اختلاف پر واضح فوقیت حاصل ہونی چاہیے اگر ہم راہیں تلاش کریں اور تدبیر سے کام لیں تو کوئی وجہ نہیں کہ ہم عالمی برادری میں اپنا مثبت کردار بہت احسن طریقے سے ادا نہ کرسکیں۔

آج امریکہ اس کے یہودی اور ہندو حواریوں کی زبردست خواہش ہے کہ عالم اسلام کو مکمل طور پر عالمی میدان سے باہر کر دیا جائے۔ نہ مسلمانوں کا کوئی ہمدرد رہے' نہ غم گسار' نہ کوئی گھر بار۔ یہ لوگ تمام دنیا پر ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ مسلمان نہ دوستی کے قابل ہیں نہ کہیں رہنے کے لائق' یہ بدو ہیں' گنوار ہیں' اجڈ ہیں' جھگڑالو ہیں' جنگجو ہیں' دہشت گرد ہیں' تشدد پسند ہیں' لڑاکا ہیں' وحشی ہیں اور انہی باتوں کی بنیاد بنا کر اب تک یہ لوگ مسلمان ممالک پر براہ راست قبضہ کر چکے ہیں۔ باقی ممالک پر بلواسطہ نام نہاد مسلمان حکمرانوں کے ذریعے حکومت کر رہے ہیں۔

یہ اب ہماری حکومتوں کا کام ہے کہ وہ دنیا والوں کو بتائیں کہ ان تمام داغوں سے ہمارے دل پاک ہیں۔ تمام دھبوں سے ہمارا دامن صاف ہے۔

لیکن اب تک جو نظر آتا ہے وہ یہ کہ ہماری اپنی آستینوں میں اپنوں کے لئے خنجر چھپے ہوئے ہیں۔ ہمارے ہاتھ اپنوں کے لہو سے آلودہ ہیں۔ تو ان حکومتوں کا اعتبار کون کرے گا ان حکمرانوں کی بے گناہی کی گواہی کون دے گا۔

عالمی امن کا جو دعویٰ اس وقت امریکہ یا مغربی قوتیں کر رہی ہیں وہ ایک دھوکہ ہے اور اس دھوکے کو کھائے جا رہے ہیں۔ حالانکہ ماضی کی مثالیں ہمارے سامنے ہیں یوں بھی ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ....

تم دیکھو گے کہ یہود و مشرک مومنوں کے ساتھ سب سے زیادہ دشمنی کرنے والے ہیں۔

(سورہ المائدہ: ۸۲)

دنیا بھر میں مسلمانوں کی آبادی ایک چوتھائی ہے اور ہماری آواز کہیں بھی نہیں سنی جاتی اس کی وجہ مغربی نظریہ قومیت کو اپنانا اور سامراج کے بنائے ہوئے جاہلانہ اصولوں پر عمل پیرا ہونا ہے۔

دنیا میں کوئی ایسا معاملہ نہیں جس کا حل نہ ہو شرط صرف ایک ہے کہ اسے حل کرنے کی مخلصانہ کوشش کی جائے۔ آج عالم کفر متحد ہو رہا ہے ان میں یہود و ہنود کی تفریق ختم ہو رہی ہے تو کیا وجہ ہے کہ ہم جو ایک نظریہ ایک اصول اور ایک ملت کے افراد ہیں کیوں متحد نہیں ہو سکتے۔ ہماری قومیت کی بنیادیں تو زیادہ وسیع اور زیادہ گہری ہیں۔

لارڈ کپلنگ نے کہا تھا کہ...... "مغرب و مشرق کبھی نہیں مل سکتے"۔ لیکن آج ہم دیکھتے ہیں کہ مغرب و مشرق مل رہے ہیں۔ نئے عالمی رجحانات سے واقف ہر شخص جانتا ہے کہ مشرق و مغرب مل رہے ہیں۔ نئے عالمی رجحانات سے واقف ہر شخص جانتا ہے کہ مشرق و مغرب کا ملنا ناگزیر ہے۔ تو کیا رب المشرقین ورب المغربین کے بندے اور سرور دو عالمؐ کے اُمتی اپنے اندر یکجہتی کیوں پیدا نہیں کر سکتے۔

بین الاقوامی سطح پر وقار اور عزت کا مسئلہ یہ ہے کہ اقوام متحدہ کے لگ بھگ پونے دو سو ارکان ممالک میں چھیالیس مسلمان ممالک ہیں ان ممالک کے مسلمان باشندوں کی کل آبادی سو کروڑ سے متجاوز ہے لیکن باہم سات کروڑ آبادی کے مالک برطانیہ' پچپن کروڑ آبادی کے روس' اتنی ہی آبادی کے امریکہ' چار پانچ کروڑ آبادی کے فرانس کو تو ویٹو پاور حاصل ہے' مگر ایک ارب مسلمان کسی گنتی میں نہیں۔ اور یہ نتیجہ ہے فرد فرد اور لخت لخت ہونے کا' کہا جا سکتا ہے کہ ایک ارب اکٹھے نہیں' تو پھر انہیں اس حساب سے کیوں دیکھا جائے؟ عالمی امن میں ہم صرف اسی صورت میں اپنا کردار ادا کر سکتے ہیں جب ہم ایک خدا' ایک رسول اور ایک کتاب

Marfat.com

تہہ دل سے اکٹھے ہو جائیں اور خود کو اسلامی نظریاتی، روحانی، اخلاقی اور دینی لڑی میں پرونے کی بجائے دوسروں سے وابستہ ہونے کا نتیجہ ہے کہ مسلم لیڈر شپ ابھی تک بعض ذہنی تحفظات کے چنگل سے آزاد نہیں ہو سکی۔ شرق اور غرب کے بلاکوں سے وابستگی ہی کا ثمر ہے کہ افغانستان، فلسطین، کشمیر، چیچنیا اور القدس کے مسئلہ پر عالم اسلام کی راہیں جدا جدا ہیں۔ اور عالم اسلام ظاہری طور پر متفق ہے لیکن باطنی کیفیت جدا جدا ہے، سب کچھ ہونے کے باوجود ہم عالمی اقوام میں بونوں کی مانند ہیں۔ ان سارے کچوکوں، دکھوں اور محرومیوں کا ایک خفیف سا اثر یہ ضرور ہوا ہے کہ کچھ عرصہ سے عالم اسلام میں کسی مرکز کے قیام اور اتحاد و تعاون کی خواہش کروٹ لے رہی ہے، چنانچہ اسلامی وزرائے خارجہ کے اجلاس، اسلام کانفرنس کا قیام اور جدہ میں قائم اسلامی سیکرٹریٹ یہ سب اسی خواہش کی عکاسی کرتے ہیں لیکن باایں ہمہ "قلوبھم شتیٰ" کی سی حالت ہے۔ ابھی تک رہنما اپنے اپنے خول سے باہر نہیں نکلے۔ وہ نہیں دیکھتے ہیں کہ ملت اسلامیہ کے کروڑوں افراد کن جذبات کے ساتھ نیل کے ساحل سے لے کر کاشغر کی خاک تک خود کو ایک پرچم تلے متحد اور ایک منشور پر متفق دیکھنا چاہتے ہیں۔ موجودہ حالات میں اتحاد عالم اسلامی محض رضا کارانہ بنیادوں، غیر سرکاری تنظیموں اور تحریکوں کے ذریعے ممکن نہیں۔ بلکہ اس کے پیچھے ٹھوس سیاسی منصوبہ بندی، معاشی حکمت عملی اور گہری اسلامی سوچ کارفرما ہونی چاہیے۔ جس طرح عالمگیری اخوت کی روح موجود نہ ہونے کے باعث اسلام اقوام متحدہ اپنا عالمی کردار ادا کرنے میں ناکام رہا ہے، اسی طرح اسلامی کانفرنس روحانی یکجہتی کے فقدان کے باعث عالم اسلام کو انقلاب آشنا رویہ نہیں دے سکی۔

اس موقع پر وطنی، نسلی، مسلکی اور علاقائی تعصبات سر نہ اٹھانے پائیں۔ اب تک عالم اسلام نے عربی، عجمی، مصری، الجزائری، شیعہ، سنی، سیکولر، لبرل، ڈیموکریٹک، سوشلسٹ، نیشنلسٹ اور اب روشن خیال بن کر اپنے مسائل حل کرنے کی کوشش کی ہے لیکن مسائل حل تو کیا ہونے تھے اور بڑھ گئے ہیں۔ اب اسلامیانِ عالم صرف اور صرف مسلمان اور ملت اسلامیہ بن کر ایک وفاق کی حیثیت اختیار کر کے کامل روحانی اور ملی ہم آہنگی کے ساتھ کوشش کر دیکھیں تو کوئی وجہ نہیں کہ عالمی طاقت کا توازن ملت اسلامیہ کے حق میں نہ ہو جائے۔ اگر موضوع کے تناظر میں اساتذہ کے کردار کو ملحوظ خاطر رکھا جائے تو یہ بہت محدود منظر نامہ پیش کرتا ہے۔ لیکن اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ اساتذہ کا کردار طلباء کے ذہن کو بنانے یا بگاڑنے میں بہت اہم ہے۔ بنگلہ دیش بننے کی جہاں اور بہت سی وجوہات تھیں ان میں ایک بہت اہم وجہ مشرقی پاکستان میں وہ ہندو اساتذہ بھی تھے

Marfat.com

جنہوں نے طلباء کے ذہن کو مغربی پاکستان کے لوگوں کے خلاف مسموم کیا اور منفی رویے کو اجاگر کر کے قومی یکجہتی کو توڑ کر رکھ دیا۔

اگر استاد یکجہتی کو ختم کرنے کا باعث بن سکتا ہے تو وہ امن و سلامتی کا راستہ بھی دکھا سکتا ہے۔ حضور اکرم کی ذات بابرکات اس کا بہترین نمونہ ہے۔ آپ کی تعلیمات مکمل طور پر امن و سلامتی کی تعلیمات ہیں آپؐ کے بارے میں ارشاد ربانی ہے۔

(اور اے محمدؐ) ہم نے تم کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ (سورۃ انبیاء: ۱۰۷)

جب آپ کی بتائی ہوئی ہدایت پر عمل کیا جائے تو استاد کا کردار طلباء کے لئے مشعل راہ بن جاتا ہے استاد کا فرض ہے کہ وہ طلباء کی دنیاوی تعلیم کے ساتھ ساتھ اخلاقی تعلیم و تربیت پر بھی توجہ دیں اور خاص طور پر اسوہ حسنہ اور صحابہ کی زندگی کے حالات و واقعات سے انہیں روشناس کرائیں۔ تاکہ ان کے دلوں میں اسلام کی حقانیت جاگزین ہو جائے اور وہ عملی زندگی میں اسلام کے سنہری اصولوں کو مقدم رکھیں۔ اسلام کا مطلب PEACE ہے۔ اسلام کسی بھی قسم کی جارحیت کا مخالف ہے۔ اس میں ہمیشہ اس بات کی تلقین کی جاتی ہے کہ آپ اپنی بات احسن طریقے سے لوگوں تک پہنچا دیں۔

استاد کا کام ہی کردار سازی ہے اور اگر استاد اس میں کامیاب ہوتا ہے تو وہ یقیناً سرکار دو عالمؐ کے مشن کو آگے بڑھانے والا ہے۔ اگر طلباء میں اسلامی اخلاق و عقائد اور اسلام کے جملہ بنیادی اصولوں کو سمجھتے ہوئے ہر شعبہ زندگی میں اسلامی بنیادوں، اصولوں کو استعمال کرنے کا شعور پیدا ہو جائے تو انفرادی اور اجتماعی ہر دو لحاظ سے کامیابی کا حصول ممکن ہے۔ اور اس طرح عملی زندگی میں عالمی امن کے لئے بھی اپنا موثر کردار ادا کرنے کے قابل ہو سکیں گے اور یہ اس استاد کی بھی کامیابی کی دلیل ہوگا۔ جو کہ حضور اکرم کی تعلیمات کی روشنی میں مستقبل کے معمار تیار کر رہا ہے۔

......☆......

Marfat.com

تعلیمات نبوی ﷺ کی روشنی میں عالمی امن کے فروغ میں ہمارا کردار

نگہت عاطف...... پروفیسر اُردو

............اسلامیہ گرلز کالج کوئٹہ

ازل سے آج تک جاری ہے فیضِ سرورِ عالم
کمی آتی نہیں کوئی بھی رحمت کے سمندر میں

مذہب لاطینی لفظ ہے اور اس کے معنی پابندی، عقیدہ اور عبادت کا ایک نظام ہے۔ مذہب اسلام جو کہ ایک آفاقی مذہب ہے اس نے مذہب کے لئے ''دین'' کا لفظ استعمال کیا ہے۔ قرآن وسنت میں اسلام اور دین کا استعمال بے شمار مقامات پر کیا گیا ہے۔ اس حوالے سے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

''بے شک اللہ کے نزدیک دین تو صرف اسلام ہے''۔

اسلام عربی زبان کا لفظ ہے جس کا مادہ ''س ل م'' ہے اور معنی اطاعت و سپردگی ہے تاہم اس کے معنی امن وسلامتی کے بھی ہیں۔ لہٰذا مسلمان اطاعت و سپردگی کا نمونہ ہے وہیں امن وسلامتی کا پیکر بھی ہے۔ قرآن مجید نے اس مادہ سے ''مسلم'' اور اسلام کے الفاظ امن و صلح اور آشتی کے معنوں میں استعمال کئے ہیں۔ ارشادِ ربانی ہے۔

''اگر یہ لوگ صلح کی طرف مائل ہوں تو تم بھی اس کی طرف مائل ہو جاؤ اور اللہ پر بھروسہ کرو کچھ شک نہیں کہ وہ سنتا اور جانتا ہے''۔

جب مسلمان نماز شروع کرتے ہیں تو تکبیر تحریمہ کہتے وقت ''رفع یدین'' کہتے ہیں۔ دونوں ہاتھوں کو کانوں تک لے جاتے ہیں اور اللہ اکبر کہتے ہیں یعنی ایک طرف تکبیر تحریمہ اللہ کی بزرگی کی دلیل ہے تو دوسری طرف غیر مسلح ہونے کی دلیل ہے کہ نمازی ہمیشہ حامیانِ امن ہیں۔

Marfat.com

مسلمان جب حج بیت اللہ کے لئے جاتے ہیں تو احرام کے دوران چھڑی تک نہیں رکھتے۔ کھلے آسمان تلے چندرات دن اسی حالت میں گزارتے ہیں گویا معلوم ہوتا ہے کہ حج بیت اللہ امن کی ٹریننگ ہے۔ جانور تک کو مارنے کی اجازت نہیں ہوتی۔ درخت کاٹنے کی اجازت نہیں۔ یہی دلیل ہے کہ زندگی بھر اسلام ہر اقدام سے پہلے اسلامی تعلیمات پر نظر رکھنے کا حکم دیتا ہے۔

سورۂ بقرہ میں ارشاد ہے۔

''اور جب ہم نے کعبے کے لوگوں کے لئے پناہ گاہ اور مرکز امن بنایا''۔

امن کا لفظ کعبے کے لئے اسی بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ کعبہ فقط امن کا متقاضی ہے اور فساد والوں کے لئے کوئی گنجائش نہیں۔

اس دنیا میں فساد کفر کی وجہ سے پیدا ہوا ہے۔ کفر اللہ اور اس کے رسولؐ کے خلاف بھی جنگ ہے اور روئے زمین کے امن کے خلاف بھی...... جس طرح قرآن امن اور فساد کے بارے میں واضح ہدایت دیتا ہے اسی طرح حضورؐ کے ارشادات اور آپؐ کا طرزِ عمل بھی امن ونسا کے بارے میں بہترین رہنمائی مہیا کرتا ہے۔ مکہ کے تیرہ برس پرامن جدوجہد کا دور ہے۔ تکالیف' اذیتیں' تحقیر وتذلیل حتیٰ کہ بعض ساتھیوں کا قتل بھی اس پرامن جدوجہد کو تصادم کی راہ پر نہ چلا سکا تا آنکہ آپؐ اپنے ساتھیوں سمیت مکہ سے ہجرت کر گئے۔ ہجرت کے بعد بھی کفار نے تشدد آمیز رویوں کو ترک نہ کیا اور مسلمانوں پر مسلسل دباؤ جاری رکھا۔ اس تشدد کے جواب میں مسلمانوں کو مناسب جواب دینے اور میدانِ جنگ میں مقابلے کی اجازت دی گئی۔ لیکن اس میں بھی اعتدال اور توازن کو برقرار رکھنے پر زور دیا گیا۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

''جو تم سے لڑائی کر رہے ہیں تمہیں اللہ کی راہ میں ان سے لڑنا چاہیے۔ مگر زیادتی نہ کرنا اللہ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا''۔

سورت الحج کی آیت ۳۹ بھی قتال کی اجازت پر مبنی ہے میں ارشاد ہے۔

''جن مسلمانوں سے لڑائی کی جاتی ہے ان کو اجازت ہے کہ وہ بھی لڑیں

کیونکہ ان پر ظلم ہو رہا ہے اللہ یقیناً مدد پر قادر ہے جو شخص اللہ کی مدد کرتا ہے اللہ اس کی ضرور مدد کرتا ہے۔ بے شک اللہ توانا اور غالب ہے"۔

عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ آپؐ سپہ سالار تھے اور "جہاد بالسیف" آپ کو کامیابی عطا ہوئی۔ اس میں شک نہیں کہ آپ عظیم سپہ سالار تھے اور آپ کی زندگی میں کئی جنگیں بھی ہوئیں لیکن آپؐ نے کبھی بھی جنگ وجدل میں پہل نہیں کی۔ زیادہ تر جنگیں دفاعی نوعیت کی تھیں جن میں اپنا دفاع ہر ریاست کا فریضہ اور مجبوری ہوتا...... جہاں آپؐ نے جنگ کا اقدام کیا وہاں بھی آپ کا مقصد امن قائم کرنا تھا نہ کہ فتنہ وفساد یا لوگوں کا قتل کرنا۔ آپؐ نے زخم کھا کر بھی دعائیں دیں البتہ مدینے میں چونکہ اسلامی ریاست قائم ہو چکی تھی اور اس کا دفاع اور امن وامان آپؐ کی ذمہ داری تھی اس لئے غزوات میں حصہ لیا۔ آپؐ سربراہ ریاست تھے اور مکمل قوت رکھتے تھے لیکن "میثاقِ مدینہ" میں غیر مسلموں کو ریاست میں برابر حقوق رکھنے والے شہری کی طرح تمام حقوق دیئے گئے۔ فتح مکہ میں عظیم فاتح ہونے کے باوجود عام معافی کا اعلان کیا گیا۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ نے سارے انسانوں کے لئے حضورؐ کو نمونہ بنایا اور بار بار فرمایا۔

"اور تم تو (بدخواہوں اور دشمنوں) کو چھوڑ دو اور درگزر کروائے محبوب معاف کرنا اپنی عادت بنالو اور بھلائی کا حکم دو، لوگوں سے اچھی بات کرو"۔

اللہ نے حضورؐ کی تربیت فرمائی اور آپؐ نے سب انسانوں کی تربیت فرمائی۔ آپؐ نے فرمایا مجھے میرے ربّ نے حکم دیا ہے کہ جو کوئی مجھ پر ظلم کرے میں اسے قدرتِ انتقام کے باوجود معاف کردوں جو مجھ سے قطع تعلق کرے میں اسے ملاؤں جو مجھے محروم رکھے میں اسے عطا کروں۔

آپؐ نے امن کے قیام اور استحکام کے لئے درج ذیل ہدایات جاری فرمائیں۔

☆ جو کوئی ہتھیار پھینک دے اسے قتل نہ کیا جائے۔

☆ جو کوئی خانہ کعبہ کے اندر پہنچ جائے اسے قتل نہ کیا جائے۔

☆ جو کوئی اپنے گھر میں بیٹھا رہے اسے قتل نہ کیا جائے۔

☆ بھاگ جانے والے کا تعاقب نہ کیا جائے۔

☆ زخمی کو قتل نہ کیا جائے۔

☆ عورتوں اور بچوں کو قتل کرنے سے گریز کیا جائے۔

☆ جو کوئی ابوسفیان کے گھر میں جا بیٹھے اسے قتل نہ کیا جائے۔

آج کی دنیا بالخصوص مغرب جو اس وقت دنیا پہ حکومت کر رہا ہے۔ دہشت گردی، انتہا پسندی، خود کش حملوں اور فتنہ وفساد کا ذمہ دار عالم اسلام کو تصور کرتا ہے۔ جہاں بھی دہشت گردی ہو بدقسمتی سے اس کا ناطہ مسلمانوں سے جوڑ جاتا ہے۔ اس سے مغربی دنیا میں اسلام کا منفی تصور سامنے آتا ہے۔ مغرب میں اسلام سب سے زیادہ تیزی سے مقبول ہونے والا مذہب ہے۔

دورِ جدید میں بین المذاہب عالمی اتحاد، یگانگت وہم آہنگی اور امن انتہائی ضروری ہے۔ یہ تاریخی حقیقت بھی ہمارے سامنے ہے کہ اسلام امن وسلامتی کا داعی اور احترام انسانیت کا سب سے بڑا علمبردار ہے اس نے پرامن بقائے باہمی کے لئے بلاتفریق مذہب وملت ''لکم دینکم ولی یدین'' کا نظریہ عطا کر کے غیر جانبداری اور امن کا فلسفہ عطا کیا اس لئے ہمیں آج کی دنیا کی ہر حکومت ہر ملک اور ان کے باشندوں کے ساتھ احترام اور جذبہ ترحم کے ساتھ ملنا ہے۔

بقول علامہ شبلی نعمانی۔

> ''انسان کے ذخیرۂ اخلاق میں سب سے کمیاب نادر الوجود شے دشمنوں پر رحم اور ان سے عفو و درگزر ہے لیکن حامل وحی نبوت کی ذاتِ اقدس میں یہ حسن فراوان ہے۔ آپؐ نے کبھی کسی سے انتقام نہیں لیا آپؐ نے صلح حدیبیہ اور میثاقِ مدینہ کے ذریعہ اتحاد ویگانگت وہم آہنگی کر کے عملی طور پر دکھایا اور قرآن مجید کی رہنمائی کے ذریعے آپ کو ہر قسم کے مذہبی تعصب سے منہ موڑنے کی ہدایات عظمٰی بھی اس موقف کی ٹھوس دلیلیں ہیں''۔

سورۂ آل عمران اور سورۂ نساء میں یہ سبق واضح ملتا ہے۔ دنیا کے تمام انسان ایک ہی ماں باپ کی اولاد ہیں ان کا خالق بھی ایک ہے اس کے نسلی یا ملکی اختلافات کی کوئی حیثیت نہیں۔ تمام انسان برابر ہیں ہمیں

Marfat.com

کے ساتھ اتحاد۔ رواداری اور ہم آہنگی پیدا کرنی ہے۔ رنگ ونسل وزبان کا فرق باہمی تعارف کے لئے
آن خصوصیت کے ساتھ مسلمانوں اور اہل کتاب کو قریب آنے کی دعوت دیتا ہے۔ ان کے ساتھ اتحاد و
ہنگی قائم کرنے کا حکم دیتا ہے تمام آسمانی کتابوں کی تصدیق کرتا ہے۔ انہیں برحق بناتا ہے اور تمام انبیاء و
ں پر ایمان لانا تکمیل ایمان کے لئے ضروری قرار دیتا ہے۔ اگر کفار صلح کی طرف جھکیں تو قرآن کریم ہمیں
سے صلح واتحاد قائم کرنے کا حکم دیتا ہے اور کہتا ہے۔

"صلح رکھو اور اللہ پر بھروسا رکھو"۔

مغرب اور دیگر اقوام عالم کو یہ باور کرایا جانا چاہیے کہ اگر مسلمان مذہبی ہوں گے تو اتحاد واتفاق اور
برقرار رکھنے میں آسانی ہوئی۔

بقول علامہ قرضاوی۔

"مغرب کے لئے بہتر یہی ہے کہ مسلمان اپنے مذہب سے مخلص ہوں
اچھے اخلاق والے بننے کی کوشش کریں اس سلسلہ میں اسلامی تعلیمات کو عام کرنے کی
ضرورت ہے"۔

ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم بین الاقوامی تقاضوں اور ضرورتوں کو محسوس کریں۔ اپنے رویے اور برتاؤ سے
سروں کو اپنے سے محبت کرنے والا بنائیں دوسروں کے نقطہ نظر کو سمجھیں اور یہ دیکھیں کہ اقوام عالم ہمیں کس
اویے سے دیکھتی ہیں۔ بین الاقوامی سطح پر جو عدم اعتماد کی فضاء قائم ہے اسے ختم کریں اور عالمی سطح پر جو
رو پیگنڈہ مہم ہے ایک بے یقینی کی فضاء قائم ہے سیرت طیبہ کی روشنی میں اسے ختم کریں ہمیں چاہیے کہ اپنا مثبت
صور پیش کرنے کے لئے اسوۂ نبوی کو مشعل راہ بنائیں۔ اپنے لئے افہام وتفہیم، بین المذاہب مکالمہ اور اسلام
کی حقیقی روح کو اجاگر کرنا ہوگا۔ یہ مقصد تب پورا ہوگا جب مسلمان آپس میں متحد ہوں اور دینِ مبین کے تمام
احکام ونظام کی مکمل طور پر پیروی کریں۔ ہر مسلمان دین کی خدمت کے لئے خود کو ذمہ دار سمجھے نبی کریمؐ کی
تعلیمات کو مدنظر رکھتے ہوئے غیر مسلموں سے حسن سلوک کرے اور اسلم کی حقانیت کی طرف غیر مسلموں کو
ب رے۔ اپنے موقف کو اقوام عالم سے منوائیں اور یہ اسی وقت ہوگا جب ہم خود فساد کا ایندھن بننے کی
بجائے فساد کے اسباب کو ختم کرنے کے لئے اقوام عالم کو متوجہ کریں۔

Marfat.com

ابھی بھی وقت نہیں گزرا۔اب دین کو بیدار کرنے کی ضرورت ہے۔قرآن کریم اور تعلیمات نبوی
کے ہوتے ہوئے کسی مزید رہنمائی کی ضرورت نہیں۔

درِ پیغمبرؐ پر دستک دینے کی دیر ہے۔تعلیمات نبویؐ کی روشنی میں درج ذیل تجاویز پر عمل پیرا ہو کر ملک وقوم اور عالم اسلام کا وقار محفوظ ہوسکتا ہے اور تمام دنیا امن کا گہوارہ بن سکتی ہے۔شرط یہ ہے کہ ہم گفتار کے غازی بننے کی بجائے کردار کا غازی بنیں۔

☆ سب سے پہلے ہم اپنی پسماندگی' انتشار واضطراب' باہمی عداوت' دشمنی' بے بسی' کسل مندی' بے پرواہی وبربادی کی جس صورتحال سے دوچار ہیں ان پر قابو پائیں کیونکہ یہ سنتِ الٰہی ہے کہ منظم مملکت کے مقابلے میں پراگندہ حال لوگ بے حیثیت ہوجاتے ہیں۔

☆ اپنے سفارت کاروں کی ایسی تربیت کی جائے کہ بیرونِ ملک سفارت خانوں کا ہر فرد ایک خاص جذبے ومشن سے مسلح ہو اور اپنے ملک کی ایسی ترجمانی کرے جس سے باہمی اعتماد اور امن کی فضا قائم ہو۔

☆ حقیقی اسلامی تعلیمات کو غیر ملکی زبانوں میں عام کیا جائے مسلم اُمہ کی بھلائی اور نفع رسائی کے جو بھی اقدامات ہیں ان پر ترجیحی بنیادوں پر عمل کیا جائے۔

☆ اسکول' کالج اور یونیورسٹی کی سطح تک نصاب میں ایسے مضامین شامل کریں جن سے طلباء کی ذہن سازی ہو اور وہ اسلام کے تصورِ رواداری' تحمل وبرداشت' خلفائے راشدین اور مسلم زعماء کے غیر مسلم حکومتوں سے معاہدات وتعلقات کو جان سکیں۔

☆ عالمی نقطہ نظر کو سمجھیں اور انتہائی اعلیٰ ظرفی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنی پالیسی مرتب کریں۔عالمی سطح پر دوستی کا ماحول پیدا کریں اور قرآنی حکمتِ عملی اپنائیں۔

☆ عالمی برادری میں منفی پروپیگنڈے اور غلط فہمی کی بناء پر جو اسلام کے بارے میں عمومی تاثر قائم ہو رہا ہے اسے اپنے رویے سے ختم کریں۔اور بین الاقوامی ضرورت و مانگ کے مطابق ایسے افراد تیار کریں جو اقوام عالم کی ضرورت بن جائیں۔ان میں سے ہر فرد معاشرے کا سفیر ہو اور اسوۂ حسنہ کا حامل ہو۔

☆ اسلام کے حوالے سے اس کی تعلیمات کو مسخ کرکے پیش کیا جارہا ہے اس کا علمی جواب دیں

ثابت کریں کہ جنگ اور جہاد الگ الگ ہیں۔

☆ ناموس رسالتؐ کے قانون کا حوالہ دے کر اپنا موقف عالمی زبانوں میں پیش کریں اور ان سے مطالبہ کیا جائے کہ جس طرح ہمارا مذہب حکم دیتا ہے کہ بغیر علم کے کسی کی معبود اور مقدس ہستی کو برا نہ کہو۔

☆ سرکارِ دوعالمؐ محسن اعظم کی سیرت طیبہ وتعلیمات صبر و برداشت' مساوات و بھائی چارہ' روشن خیالی اعتدال پسندی اور امن سے عبارت ہیں آج کے تمام معاشرتی' سیاسی' سماجی' مذہبی مسائل کا حل سیرت نبویؐ میں موجود ہے اس لئے اسوۂ حسنہ کی تعلیم کو عام کیا جائے۔

☆ ہمیں مغرب سے ٹکرانے کی بجائے ان سے جدید علوم ان خطوط پر حاصل کرنے ہیں جس طرح انہوں نے ہم سے حاصل کیا۔ ہمیں اپنے اسلاف کے کارناموں کو فراموش نہیں کرنا بلکہ اپنی گمشدہ میراث کو حاصل کرنا ہے۔

☆ کسی بھی موقع پر حکمت وبصیرت کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑنا۔ یہ عہد کرنا ہے کہ معاشرے میں ایسا چشمہ بن کر رہیں جس سے نفع وبرکت کے دھارے رواں ہوں۔ آپؐ نے فرمایا۔

''مبارکباد ہے اس بندہ کے لئے جسے اللہ تعالیٰ نے خیر کی کنجی اور شر کیلئے بند بنایا''۔

حرف آخر

مذاہب عالم میں اسلام ہی وہ ہمہ گیر اور آفاقی نظریۂ حیات ہے جو انفرادی تبدیلی سے لے کر عالمی معاشرتی انقلاب تک اپنے ماننے والوں کو پاکیزہ اور صالح رہنمائی مہیا کرتا ہے۔ اسلام محبت و پیار' آشتی اور امن کا مذہب ہے۔ حضور پاکؐ کیلئے یہ تصور دیا گیا کہ کسی فرقے یا جماعت کے لئے نہیں بلکہ سارے انسانوں کے لئے تشریف لائے ہیں۔

قرآن کریم سراپا نصیحت' ہدایت و رحمت ہے۔ اس کے تصورات سارے جہاں کو سمیٹے ہوئے ہیں۔ اس کی تعلیمات کی روشنی میں ہم دنیا کو امن کا گہوارہ بنا سکتے ہیں۔ وہ دنیا جو آج بے چین و مضطرب ہے جہاں ظلم ہے پیار نہیں' سہارا نہیں ہر آنکھ محبت کو ترس رہی ہے۔ رواداری' محبت کا جذبہ تب پیدا ہو سکتا ہے جب انسان سے پیار ہو۔

Marfat.com

ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

''اور نیکی و بدی برابر نہیں برائی کو بھلائی سے ٹالو۔ تو پھر دیکھنا
کہ تم میں اور اس میں جس سے تمہیں دشمنی تھی ایسی محبت ہو
جائے گی جیسے جگری دوست''۔

اگر ہم اخلاص کے ساتھ متذکرہ بالا باتوں پر عمل کریں تو نہ صرف یہ کہ ہم بین الاقوامی برادری میں اپنے آپ کو منوالیں گے بلکہ عالمی سطح پر بین المذاہب عالمی اتحاد، ہم آہنگی اور امن کو فروغ دینے میں کامیاب ہو جائیں گے۔

امن کے نغمے پھر اِک بار سنائیں اختر
محفلِ دہر کو رشکِ گلستاں کر دیں

اور نتیجتاً ......

جب اپنا قافلہ عزم و یقیں سے نکلے گا
جہاں سے چاہیں گے رستہ وہیں سے نکلے گا
وطن کی مٹی مجھے ایڑیاں رگڑنے دے
مجھے یقین ہے' چشمہ یہیں سے نکلے گا

......☆......

Marfat.com

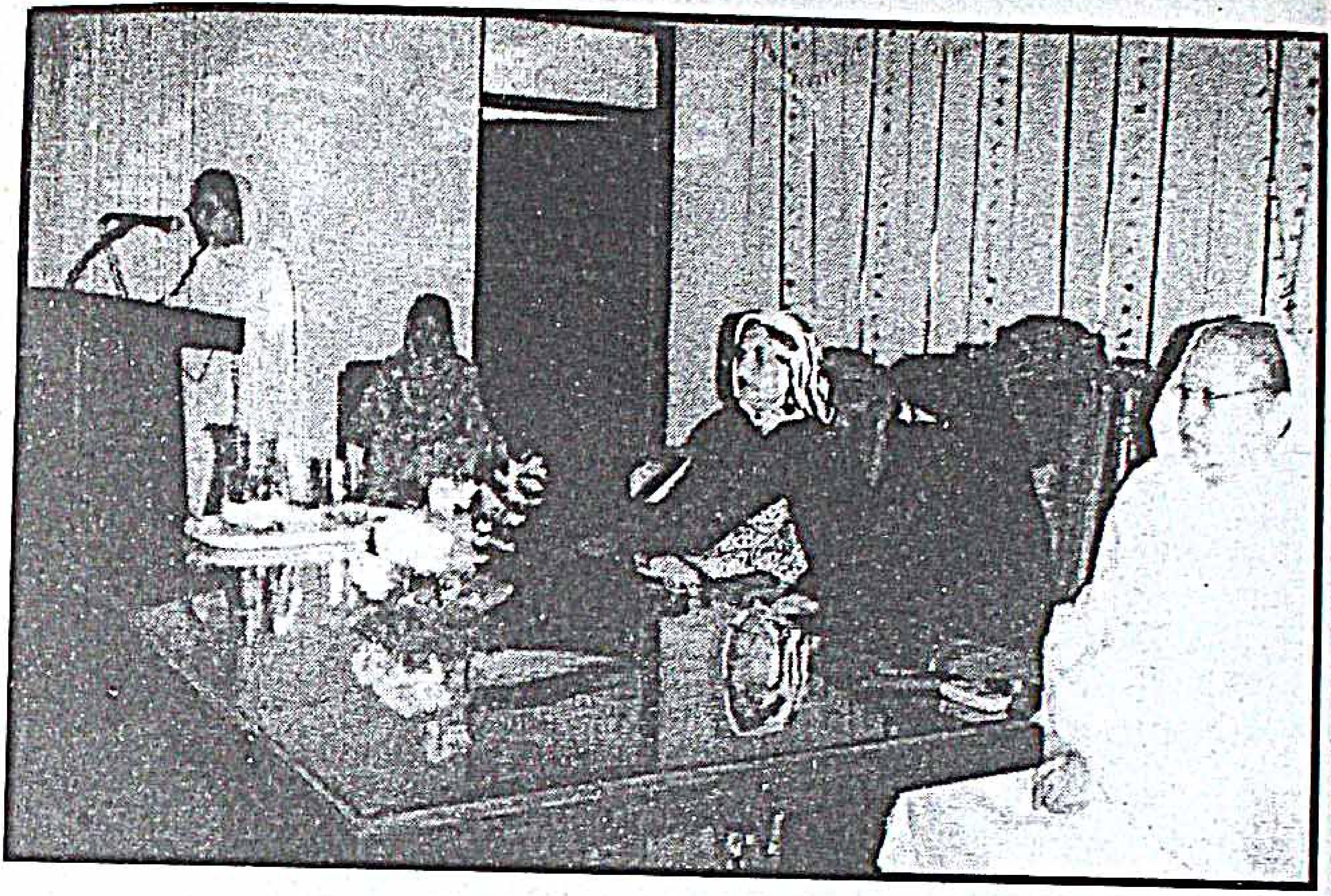

14
2003

آنحضورؐ......اور آپ کے خاندان کی تکالیف

مس فرزانہ آغا۔ اسسٹنٹ پروفیسر اُردو
..........گورنمنٹ گرلز ڈگری کالج..........

محمدؐ !

خدا کا فرستادہ

اور وہ رفقائے (مقصد) جو اس کے ساتھ ہیں'

(حق کی) مخالفت کرنے والوں کے مقابلے میں مضبوط ہیں'

اور آپس میں نرم خو!

تو انہیں (خدا کے حضور) رکوع و سجود کرتے ہوئے دیکھتا ہے'

یہ لوگ اللہ کے فضل اور اس کی خوشنودی کے جویا ہیں'

ان کی پیشانیوں پر سجدوں کے نشان نمایاں ہیں'

اُن کا یہی نقشہ تورات میں بھی پیش کیا گیا ہے۔

اور ان کا یہی نقشہ انجیل میں بھی ہے۔

گویا کہ یہ ایک پروان چڑھتی ہوئی فصل ہے'

جس نے ایک کونپل نکالی'

پھوٹتے کو مضبوط کیا'

پھر زور پکڑ گئی'

پھر اپنی نال پر سیدھی کھڑی ہوگئی'

یہ کاشتکاروں کو کیا ہی بھلی لگتی ہے

اور اس کی وجہ سے حق کا انکار کرنے

Marfat.com

والوں کے جی (مارے حسد کے) جلے جا رہے ہیں۔ (الفتح۔آیت ۲۹)

عرب کے ایک ممتاز، مہذب اور اعلیٰ روایات رکھنے والے خاندان میں سلیم الفطرت والدین کے قِرآن السعدین سے ایک انوکھا سا بچہ یتیمی کے سائے میں پیدا ہوتا ہے۔ ایک غریب مگر شریف دایہ کا دودھ پی کر دیہات کے صحت بخش ماحول کے اندر فطرت کی گود میں پلتا ہے۔ وہ خاص انتظام سے صحرا میں تگ ودو کرتے ہوئے زندگی کی جولانگاہ میں مشقتوں کا مقابلہ کرنے کی تیاریاں کرتا ہے اور بکریاں چرا کر گلہ بانی قوام کی تربیت پاتا ہے۔ بچپن کی پوری مسافت طے کرنے سے پہلے یہ انوکھا بچہ اپنی ماں کے سایۂ شفقت سے بھی محروم ہو جاتا ہے۔ دادا کی ذات کسی حد تک والدین کے اس خلا کو پر کرنے والی تھی۔ لیکن یہ سہارا بھی چھین لیا جاتا ہے۔ بالآخر چچا کفیل بنتے ہیں۔ گویا مادی سہاروں سے بے نیاز ہو کر ایک آقائے حقیقی کے سہارے گراں بہا فرائض سے عہدہ برآں ہونے کی تیاری ہو رہی ہے۔

جوانی کے دائرے میں قدم رکھنے تک یہ انوکھا بچہ عام بچوں کی طرح کھلنڈرا اور شریر بن کر سامنے نہیں آتا بلکہ بوڑھوں کی سی سنجیدگی سے آراستہ نظر آتا ہے۔ جوان ہوتا ہے تو انتہائی فاسد ماحول کے باوجود اپنی جوانی بے داغ رکھتا ہے۔ جہاں شراب و بدکاری، قمار و جوا، موسیقی کلچر عام تھا۔ وہاں کسی اور ہی عالم کا یہ نوجوان تمام لہو لہب سے بالکل الگ تھلگ رہا۔ جہاں بتوں کے سامنے سجدہ پاشی عین دین و مذہب قرار پا چکی تھی۔ وہاں خانوادہ ابراہیمی کے اس پاکیزہ مزاج نوجوان نے غیر اللہ کے سامنے کبھی اپنا سر نہیں جھکایا۔ جہاں جنگ ایک کھیل تھی اور انسانی خون بہانا ایک تماشا تھا۔ وہاں احترام انسانیت کا علمبردار یہ نوجوان ایسا تھا کہ جس کے دامن پر خون کی چھینٹ تک نہ پڑی تھی۔ پھر اس نوجوان، پاکباز، عفیف کی صلاحیتوں و صفات کا اندازہ تعمیر کعبہ کے وقت حجرِ اسود اور حلف الفضول کے وقت کیجئے۔ جھگڑے کو خوشی اور اطمینان میں بدلنے والا۔ تجارت کے میدان میں تاجر امین کا لقب پاتا ہے۔ فارغ اوقات میں غارِ حرا میں اپنی قوم اور اپنے ابنائے نوع کو اخلاقی پستیوں سے نکال کر مرتبہ ملکوتی پر لانے کی تدبیریں سوچتا ہے۔ ہونے والا آخری نبی اس نقشہ زندگی کے ساتھ قریش کی آنکھوں کے سامنے اور ان کے اپنے ہی ملکی معاشرے کی گود میں پلتا ہے۔ جوان ہوتا ہے اور پختگی کے مرتبے کو پہنچتا ہے۔ کیا یہ نقشہ زندگی پکار پکار کر نہیں بتا رہا تھا کہ یہ ایک نہایت غیر معمولی عظمت رکھنے والا انسان ہے۔ خود قریش نے اسے صادق و امین، دانا و حکیم اور پاک نفس و بلند کردار تسلیم کیا۔ اس کے

Marfat.com

دشمنوں نے اس کی ذہنی واخلاقی عظمت کی گواہی دی۔

لیکن اپنی قوم کا یہ چمکتا ہوا ہیرا جب نبوت کے منصب سے کلمہ حق پکارتا ہے تو زمانے کی آنکھوں کا رنگ بدل جاتا ہے اور اس کی صداقت و دیانت اور اس کی شرافت و نجابت کی قدر و قیمت بازارِ وقت میں یکا یک گرادی جاتی ہے۔ کل تک جو شخص قوم کا مایہ ناز فرزند تھا آج وہ اس کا دشمن اور مخالف ہے۔ وہ شخص جس نے چالیس برس تک اپنے آپ کو ساری کسوٹیوں پر کھارا ثابت کر کے دکھایا تھا۔ توحید، نیکی اور سچائی کا پیغام سناتے ہی قریش کی نگاہوں میں کھوٹا سکہ بن جاتا ہے۔ کیا قریش کی آنکھیں واقعی اندھی تھیں کہ وہ ماحول کی تاریکیوں میں جگمگاتے ہوئے ایک چاند کی شان نہیں دیکھ سکتی تھی؟ نہیں نہیں۔ قریش خوب جانتے تھے کہ محمدؐ کون ہیں؟۔

مگر انہوں نے جان بوجھ کر آنکھوں پر ٹھیکری رکھ لی۔ مفادات و تعصبات کی۔ آج اگر ہم کسی طرح مشرکین مکہ سے بات کر سکتے تو ان سے پوچھتے کہ تمہارے خاندان کے اس چشم و چراغ نے جو دعوت دی تھی وہ فی نفسہٖ کیا برائی کی دعوت تھی؟ کیا اس نے تمہیں چوری ڈاکے کے لئے بلایا تھا؟ کیا اس نے تمہیں قتل، ظلم، یتیموں و کمزوروں پر کوئی جفا ڈھانے کی کوئی اسکیم پیش کی تھی؟ آخر تم نے اس کے پیغام میں کیا کجی دیکھی اس کے پروگرام میں کونسا فساد محسوس کیا؟ کیوں تم پرے باندھ کر اس کے خلاف اُٹھ کھڑے ہوئے؟۔

قریش جہاں سیاسی و معاشرتی لحاظ سے چودھری تھے۔ وہاں وہ عرب کے شرکاء نہ مذہب کے پروہت و مجاور۔ پس اگر قریش دعوتِ محمدیؐ جیسی خطرناک رو کے خلاف تلملا کر نہ اُٹھ کھڑے ہوتے تو اور کیا کرتے۔ قریش کا کلچر نہایت فاسقانہ کلچر تھا۔ شراب و بدکاری جوا اور سود خوری، عورتوں کی تحقیر و تذلیل اور بیٹیوں کو زندہ درگور کرنا۔ آزادوں کو غلام بنانا اور کمزوروں پر ظلم ڈھانا۔ تاریخ جس انقلابی قوت کو مانگ رہی تھی۔ وہ اپنے ٹھیک ٹھیک موسم نمو میں محمدؐ کی شخصیت کی صورت میں کونپل نکالتی ہے۔

تحریک اپنے اس خفیہ دور میں قریش کی نگاہوں میں درخورِ اعتنا نہ تھی۔ تین برس اسی طرح گزر گئے آنحضورؐ اپنی ساری ہمت و عزیمت کو سمیٹ کر نئے مرحلے کے متوقع حالات کے لئے اپنے آپ کو تیار کر کے کوہ صفا آ کھڑے ہوئے اور قریش کو عرب کے اس خاص اسلوب سے پکارتے ہیں۔ جس سے وہاں کسی خطرے کے نازک لمحے قوم کو بلایا جاتا ہے۔ آپؐ نے باآواز بلند پوچھا۔

''اگر میں یہ کہوں کہ اس پہاڑ کے پیچھے سے ایک حملہ آور فوج آ رہی ہے تو کیا تم مجھ پر اعتماد کرو

لے"

سب نے کہا! ہاں کیوں نہیں۔ تو پھر میں کہتا ہوں۔ "ایمان لے آؤ"۔

ان مختصر الفاظ میں آپؐ نے اپنی دعوت برسرِ عام پیش کر دی۔ آپؐ کے چچا ابولہب نے یہ سنا تو برہم ہو کر بولا تو کیا یہی بات تھی جس کے لئے تم نے ہم سب کو یہاں اکٹھا کیا تھا۔

دعوتِ عام کی مہم کا دوسرا قدم یہ اُٹھایا گیا کہ آنحضورؐ کے تمام خاندان کو کھانے پر بلایا جائے۔ پہلا مرحلہ مخالفت ہمیشہ استہزاد تضحیک اور نکتہ چینیوں کا ہوتا ہے۔ جو آہستہ آہستہ غنڈہ گری کا رنگ اختیار کرتا جاتا ہے حضورؐ کی دعوت کو پایہ اعتبار سے گرانے کے لئے گالی دینے کے کمینہ جذبے کے ساتھ ساتھ پروپیگنڈہ کے ماہر استادوں نے گونا گوں القاب گھڑنے شروع کئے۔ مثلاً کہا جانے لگا اس شخص کی بات کیوں سنتے ہو۔ یہ تو مجنوں، شاعر، مرتد، جادوگر ہے۔ یہ آندھی جب اُٹھ رہی ہوگی تو تصور کیجئے کہ اس میں راستہ دیکھنا اور سانس لینا عام لوگوں پر کتنا دوبھر ہو گیا ہوگا اور داعیانِ حق کے مختصر قافلے کو کس آفت کا سامنا ہوگا۔ مگر آندھیاں اربابِ عزیمت کا راستہ کبھی نہیں روک سکتیں۔ چنانچہ حال یہ تھا کہ نکتہ چینیوں کے اس دور میں جدھر سے نبی کا گزر ہوتا پھبتیاں کسی جاتیں۔ یعنی اُنگلیاں اُٹھا اُٹھا کر اور اشارے کر کر کے غنڈوں کا سا مذاق رکھنے والے کہتے۔ اے محمدؐ! وہ جس عذاب کی تم دھمکیاں دیتے ہو اور وہ جس کے ذریعے اپنا اثر جمانا چاہتے ہو اس عذاب کو لے کیوں نہیں آتے اگر تم سچے ہو تو ہمارا خاتمہ کر ڈالو۔ ذرا اندازہ کیجئے کہ محسن انسانیت کے عظیم خیر خواہ کو کس فضاء سے سابقہ آپڑا تھا۔ نہایت گھٹیا مذاق کے لوگ چاروں طرف سے طعنہ آمیز اسلوب کے ساتھ نکتے چھانٹ رہے تھے۔ مناظرانہ انداز سے سوال گھڑ گھڑ کر ڈال رہے تھے۔ اور آنحضورؐ ہیں کہ مین میخ نکالنے والوں کے ہجوم میں نہایت ہی شریفانہ، مہذب اور ٹھنڈے و سنجیدہ انداز سے اپنی دعوت پر استدلال کر رہے ہیں جواباً کوئی مذاق نہیں کرتے۔ کوئی طعنہ نہیں دیتے برافروختہ نہیں ہوتے استہزاد اور نکتہ چینیوں کے اس طوفان سے گزرتے ہوئے آنحضورؐ پر نفسیاتی کرب کے جو لمحے گزرے ہیں ان سارے احوال کا قرآن میں پورا پورا عکس ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے کلمات سے خود سامانِ تسکین فرماتا ہے خدا کی رحمتیں و برکتیں نازل ہوں آپ کی روح پر انوار پر

باطل کی طاقتوں سے وہ ٹکرائے بے خطر
دنیائے آب و گل سے مٹائے فساد و شر
تا آستانِ حق پہ جھکے آدمی کا سر

Marfat.com

تابع ہوں امرِ حق کے خدایان بحر و بر

استہزا دگالم گلوچ کی یہ مہم، قریش کے جنون، مخالفت کے تیز ہونے کے ساتھ ساتھ غنڈی گردی کا رنگ اختیار کرتی چلی جا رہی تھی۔ مکہ والوں نے آنحضور کو زچ کرنے کے لئے وہ کمینہ حرکتیں کی ہیں۔ کہ صاحب رسالت کے علاوہ کوئی اور داعی ہوتا تو بڑی سے بڑی اولوالعزمی کے باوجود اس کی ہمت ٹوٹ جاتی۔ اور وہ قوم سے مایوس ہو کر بیٹھ جاتا۔ روزانہ کے معمولات میں بڑے بڑے سردار جو آپؐ کے پڑوسی تھے۔ آپ کی راہ میں کانٹے بچھانا، نماز و قرآن پڑھتے وقت شور و غل کرنا، تالیاں و سیٹیاں بجانا، محلے کے لونڈوں کو پیچھے لگانا، اس معاملے میں ابوجہل، ابولہب اور اس کی بیگم صاحبہ پیش پیش تھیں۔ اس کم بخت نے آپ کو اتنا پریشان کیا کہ اللہ نے آپ کی تسکین کے لئے یہ خوشخبری سنائی کہ مخالف محاذ کی اس لیڈرہ کے شوہر نامدار کے ایذا رساں ہاتھ ٹوٹ جانے والے ہیں اور خود یہ بیگم صاحبہ بھی دوزخ کے حوالے سے ہونے والی ہیں۔

کیا کیا نہ دیئے رنج انہیں اہل جفا نے!
آرام نہ پایا کبھی محبوبِ خدا نے!

☆ کانٹے بچھا کر چاہا گیا کہ تحریک حق کا راستہ رک جائے۔
☆ گندگی پھینک کر کوشش کی گئی کہ توحید اور حسن اخلاق کے پیغام کی پاکیزگی کو ختم کر دیا جائے۔
☆ آنحضور کو بوجھ تلے دبا کر یہ توقع کی گئی کہ بس اب سچائی سر نہ اُٹھا سکے گی۔
☆ آپ کا گلا گھونٹ کر یہ خیال کیا گیا کہ بس اب وحی الٰہی کی آواز بند ہو جائے گی۔

کانٹوں سے جس کی تواضع کی گئی وہ برابر پھول برساتا رہا! گندی جس کے اوپر اچھالی گئی وہ معاشرے پر مشک وعنبر چھڑکتا رہا۔ جس پر بوجھ ڈالا گیا وہ انسانیت کے کندھے سے باطل کے بوجھ مسلسل اتارتا رہا۔ جس کی گردن گھونٹی جا رہی تھی وہ تہذیب کی گردن کو رسمیات کے پھندوں سے نجات دلانے میں مصروف رہا۔

اہل مکہ حضور کو قتل کرنا چاہتے تھے۔ خصوصاً بنواُمیہ کے سردار ابولہب کو یہ گوارہ نہ تھا کہ بنو ہاشم کے گھرانے کے ایک شخص کو نبوت ملے۔ ادھر وہ داعی حق اپنے چچا ابوطالب کی سرپرستی میں ہیں جو ساری عمر اپنے بھتیجے کے سامنے، دشمنوں کے مقابلے میں وفادار اور ثابت قدم، حامی و مددگار رہا۔ یہاں بھی قریش کے کفار کو

Marfat.com

کامی کا سامنا ہوا۔

اب قریش نے آنحضورؐ کے خاندان اور رفقاء پر سختیاں کرنے کے لئے ان تمام قبائل کو اُکسانا شروع کیا۔ جن میں تحریک اسلامی کا کوئی فرد پایا جاتا تھا۔ ظلم ڈھائے گئے۔ اسلام سے ہٹانے کے لئے استبداد سے کام لیا جانے لگا۔ لیکن اللہ نے اپنے رسولؐ کو ابو طالب کی آڑ کھڑی کر کے بچا رکھا تھا۔ ابو طالب نے قریش کے بگڑے ہوئے تیور دیکھ کر بنو ہاشم اور بنو مطلب کے سامنے آنحضورؐ کی پشت پناہی کے لئے اپیل کی۔ لوگ جمع ہوئے اور حمایت محمدؐ کے لئے تیار ہو گئے۔ مگر ابو جہل اور ابولہب نے سخت مخالفت کی۔ اربابِ مصالحت آگے بڑھے کہ معاملہ گفت وشنید سے حل کرایا جائے۔ اور مال و دولت، سرداری و اقتدار کی پیشکش سے معاملہ رفع دفع کیا جائے۔ اس موقع پر حضورؐ نے فرمایا۔

"تم لوگ جو کچھ کہہ رہے ہو میرا معاملہ اس سے مختلف ہے۔ میں جو دعوت تمہارے سامنے لے کر اُٹھا ہوں اس لئے نہیں کہ تم سے مال و دولت اور سرداری حاصل کروں۔ بلکہ مجھے تو خدا نے اپنا پیامبر بنا کر، بشیر و نذیر بنا کر، کتاب نازل فرما کر تمہارے لئے بھیجا۔ سو میں نے خدا کی ہدایات تم تک پہنچا دیں۔ اگر تم اسے قبول کر لو تو وہ تمہارے لئے دنیا و آخرت کی بھلائی کا ذریعہ ہے۔ غرض بڑی حکمت اور صبر و تحمل کے ساتھ حضورؐ نے تحریک کو سودا بازی کی ان کوششوں سے بچا کر نکالا۔ پانچ چھ برس کے اندر گویا مکہ نئے نظام امن و رحمت کے علمبرداروں کے لئے ایک گرم بھٹی بن گیا۔ اس بھٹی کی آنچ کا سب سے بڑا حصہ تو تحریک کے لیڈر حضرت محمدؐ کے حصے میں آیا۔ ابو طالب کی دل شکنی ہو۔ بلالؓ کی تکالیف، عمار یاسر کی اذیتیں۔ مگر تکلیف قلب محمدؐ کو ہوتی۔ حضورؐ اپنے رفقاء و عزیزوں کو تسلی دیتے۔ کہ کوئی نہ کوئی راستہ نکل آئے گا۔ یہاں تک کہ نبوت کے پانچویں برس ہجرت کا حکم آیا۔

رسولؐ نے فرمایا......

"اللہ کی راہ میں مجھے ڈرانے دھمکانے کے لئے وہ کچھ کیا گیا کہ کسی دوسرے کے لئے نہیں کیا گیا" اللہ کی راہ میں مجھے اتنا دکھ دیا گیا کہ کسی دوسرے کو نہیں دیا گیا۔ اور مجھ پر تیس دن رات (مسلسل) ایسے گزرے ہیں کہ میرے اور بلال کے لئے کوئی ایسا کھانا مہیا نہ ہو سکا جسے جاندار کھاتے ہیں۔ بجز اس شے کے جسے (چھوٹی سی پوٹلی) بلال اپنی بغل میں داب لیتے۔ (مشکوۃ۔ جلد دوم۔ کتاب الرقاق)

محرم سن ۷ ہجری نبوی میں مکہ کے تمام قبائل نے مل کر بنو ہاشم سے سوشل بائیکاٹ کر لیا۔ اس کے

Marfat.com

تحت کوئی بھی شخص نہ ان سے قرابت رکھے نہ ان سے شادی بیاہ کا تعلق رکھے۔ نہ لین دین نہ ہی کھانے پینے کا کوئی سامان ان تک پہنچنے دے۔ یہاں تک کہ بنو ہاشم محمدؐ کو ہمارے سپرد کر دیں اور ان کو قتل کرنے کا حق دے دیں بہرحال قبائلی دور کے لحاظ سے یہ فیصلہ انتہائی سنگین تھا۔ اور آخری کارروائی کی نوعیت رکھتا تھا۔ بنو ہاشم بے بس ہو کر شعب ابی طالب میں پناہ گزین ہوئے۔ گویا پورا خاندان تحریک اسلامی کے داعی کی وجہ سے ایک طرح کی قید اور نظر بندی میں تین سال کے لئے ڈالا گیا۔ لیکن اس کے بعد اس سے بھی سخت مخالفت بھرے دور کا آغاز ہوا۔ طائف کے سخت ترین دن اور درد و کرب کے لمحات۔ مگر واہ رے عظمت و صبر کا پیکر، صراطِ مستقیم پر استقامت کا نمائندہ۔ آپؐ پر لاکھوں کروڑوں درود و سلام۔ مکہ کے سازشی لیڈر ابو جہل نے متفقہ طور پر تمام قبائل کے سرداروں کے ساتھ مل کر حضرت محمدؐ کو قتل کرنے کی ایک کامیاب سازش تیار کی۔ سورۃ انفال کی آیت نمبر ۳۰ میں کفار کی اس سازش کا ذکر خدا نے کیا ہے۔ پس ہجرت کا حکم آیا۔ دنیا کا سب سے بڑا ذخیرہ خواہ بغیر کسی قصور کے بے گھر ہو رہا ہے آج وہ حرام کے مرکز روحانی سے جدا ہو رہا ہے۔ آج وہ اس شہر کو آخری سلام کہہ رہا ہے جس میں ابراہیم و اسماعیل کے کارناموں کا ریکارڈ موجود ہے۔ مگر خدا کی رضا اور زندگی کا مشن قربانی کی ہی طالب ہوا۔ اس لئے انسانِ کامل نے یہ قربانی بھی دے دی۔

انسانیت کے محسن اعظم اور دنیا کے سب سے بڑے تاریخ ساز حضرت محمدؐ کے کارنامہ حیات کا مکی دور دعوت و پیغام کا دور ہے اور مدنی دور اقتدار کا دور ہے۔ مکہ میں افراد تیار کئے گئے۔ مدینہ میں اجتماعی نظام کی تشکیل ہوئی۔ یہاں مسالہ تیار ہوا۔ وہاں عمارت کھڑی کی گئی۔

مکہ کے قریش نے بھی مخالفت کی۔ اور مخالفت مدینہ کے یہود نے بھی کی۔ یہود نے عملاً کفار و مشرکین کا ساتھ دیا۔ جاسوسیاں کیں۔ مسلمانوں کو باہم لڑوانے کے منصوبے بنائے۔ غرض نبی اکرمؐ کی ساری زندگی مخالفتوں، سازشوں اور تکلیفوں میں گزری۔

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا
مرادیں غریبوں کی بر لانے والا
مصیبت میں غیروں کے کام آنے والا
وہ اپنے پرائے کا غم کھانے والا

Marfat.com

حضور اکرمؐ کا اصل کارنامہ یہ ہے کہ آپؐ کی دعوت نے پورے کے پورے اجتماعی انسان کو اندر سے بدل دیا اور ''قبضہ اللہ'' کا ایک ہی رنگ مسجد سے لے کر بازار تک۔ مدرسے سے عدالت تک اور گھروں سے لے کر میدانِ جنگ تک چھا گیا۔ عادات و اطوار، رسم و رواج حقوق و فرائض، خیر و شر، حلال و حرام، اخلاقی قدریں، دستور اور قانون بدلا گیا۔ دیکھو کہ ہماری فلاح و بہبود کے لئے حضور اکرمؐ کن اذیتوں، کن مشکلوں، کن آویزشوں اور کن طوفانی ہنگاموں سے گزرے۔ کس شجاعت سے ہر حریف کے چیلنج کو قبول کیا۔ اور ظلم و فساد کی ہر طاقت کی سرکوبی کی۔ بکھرے ہوئے قبائل کو ایک کر دیا۔ ان کو جاہلی قیادت سے نجات دلائی۔ نیز انسانیت کا جو نمونہ آپؐ کے ذریعے ہمارے سامنے آیا۔ ان ساری نعمتوں سے ہم کبھی بہرہ مند نہ ہو سکتے اگر آنحضرتؐ ظلم کی تلواروں کے سامنے مٹھی بھر جماعت کو لے کر سینہ سپر نہ ہوتے۔ حضورؐ نے اپنے محبوب ساتھیوں کو مقدس نصب العین کی خاطر قربان کیا اور ان ستاروں کے خون سے صبح نو کا نقش تیار ہوا۔

سلام اے رہبر علم و عمل اے سرورِ عالم
سلام اے صاحبِ فہم و فراست محسنِ اعظم

......☆......

آنحضورؐ سے محبت اللہ تعالیٰ سے محبت ہے

کوثر اقبال بٹ......اسسٹنٹ پروفیسر تاریخ

..........گورنمنٹ گرلز انٹر کالج۔ سیٹلائٹ ٹاؤن کوئٹہ...........

ان كنتم تحبون الله تاتبعونى يحببكم الله

''اگر تم کو اللہ سے محبت ہے تو میری پیروی کرو۔ اللہ بھی تم کو پیار کرے گا''۔

اس کائنات کو اللہ ربّ العزت ہی نے تخلیق کیا ہے اور اس تخلیق کا یقیناً کوئی مقصد بھی ہوگا۔ قرآن حکیم اس تصور کی طرف ہماری رہنمائی کرتے ہوئے آمادہ کرتا ہے۔

وما خلقت الجن والانس الاليعبدون

''اور میں نے جنوں اور انسانوں کو اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ میری بندگی کریں''۔

جب یہ بات واضح ہوگئی کہ یہ کائنات اور اس میں بسنے والی اہم ترین مخلوق انسان کو خدا ہی نے پیدا کیا ہے اور پھر اس کی تخلیق کا مقصد یہ قرار دیا ہے کہ اس کی عبادت کی جائے تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آیا خدا نے انسان تک اس کا مقصدِ تخلیق پہنچانے کا کوئی انتظام بھی کیا ہے کہ نہیں۔ عقل اس بات کو تسلیم نہیں کرتی کہ انسان کی تخلیق تو با مقصد ہو مگر اسے اس کے مقصدِ حیات سے آگاہ کرنے کا کوئی بندوبست نہ کیا گیا ہو۔ بہر حال انسان کو اس کے مقصدِ حیات اور اس کی تخلیق کی غرض و غایت سمجھانے کے عقل سلیم نظامِ رسالت کو ناگزیر سمجھتی ہے۔ نظامِ رسالت و نبوت کے ذریعے قدرت نے انسان کو وہ سرچشمہ علم عطا کر دیا جو انہیں ان کا مقصدِ تخلیق بتلاتا ہے۔ اس اعتبار سے رسالت ایک وسیع کلیہ ہے۔ جس میں حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر سرورِ کائنات حضرت محمدؐ کی ذاتِ اقدس تک تمام انبیاء و رُسل کی نبوتیں اور رسالتیں شامل ہیں۔ ہر نبی اور رسول نے ایک ہی مشن، ایک ہی مقصد اور ایک ہی لائحہ عمل کے تحت کام کیا۔ تبلیغ و دعوت کا یہ سلسلہ جاری رہا یہاں تک

کہ قیامت تک کے تمام ادوار کے لئے خاتم الانبیاء فخر موجودات حضرت محمدؐ کو مبعوث کیا گیا۔

سرورِ کونین حضرت محمدؐ کی ذاتِ گرامی وہ پیکر محبت اور محبوبیت ہے کہ خود خالق ارض وسماء کو آپؐ پر پیار آیا۔ آپؐ اللہ کے محبوب ہوئے۔ حبیب اللہ ہوئے آپؐ حاصل کائنات ہیں آپؐ کی ذاتِ عالی فرشتوں کے لئے انبیاء کے لئے زمین و آسمان کے لئے نباتات و جمادات کے لئے اور قیامت تک آنے والی ساری اُمت کے لئے محبوب ہے۔ تمام افرادِ اُمت کے لئے نجات اللہ کی رضا قبولیت مراتب قرب میں ترقی فقط آپؐ کے دامن سے وابستگی اور محبت میں پنہاں ہے۔ (کیونکہ آپؐ ہی اول ہیں اور آپؐ ہی آخر ہیں)۔ سب سے پہلے پیدا کئے گئے اور سب سے آخر میں بھیجے گئے۔ یہ حدیث بہت مشہور ہے کہ حضرت جابرؓ نے عرض کیا۔

''یارسول اللہؐ۔ اللہ تعالیٰ نے سب اشیاء سے پہلے کس کو پیدا کیا''؟۔ رسول اللہؐ نے فرمایا۔

''اے جابر! اللہ تعالیٰ نے سب چیزوں سے پہلے تیرے نبیؐ کے نور کو اپنے نور سے پیدا کیا۔ پھر اس نور نے سجدہ کیا اور الحمد للہ کہا''۔

اس حدیث مبارکہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ آپ ہی سب سے پہلے ذاتِ باری تعالیٰ پر ایمان لائے اور خدا تعالیٰ پر ایمان لانے کی علامت سورہ البقرہ کی آیت نمبر ۱۶۵ میں بیان کی گئی ہے۔

والذین امنو اشد باللّٰہ

''اور اہل ایمان اللہ سے شدید محبت کرتے ہیں''۔

یعنی جو لوگ اللہ پر ایمان لائے ہیں وہ اس سے محبت بھی کرتے ہیں۔

ایمان باللہ کا تقاضا محبتِ الٰہی ہے۔ محبت چونکہ دل کی کیفیت سے عبارت ہے اس لئے آنکھوں سے نہیں دیکھی جاسکتی۔ اس کی علامات سے اس کے وجود کا پتہ چلتا ہے اور محبت کی اہم علامات محبوب کا کثرت سے ذکر کرنا۔ اُس کی تعظیم وتوقیر کرنا محبوب کے نام اور اس کے فضائل ومحاسن سن کر دل میں خشوع وخضوع کی کیفیت کا پیدا ہونا ہے۔

رسول پاکؐ اپنی دعاؤں میں محبتِ الٰہی کی دولت مانگا کرتے تھے۔ آپؐ کا اللہ تعالیٰ سے تعلق ایسا تھا کہ جس کے متعلق حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ......

''رسول اللہؐ۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر ہر لحہ اور تمام اوقات میں کرتے تھے۔ کوئی چیز آپ کو ذکر الٰہی سے باز نہ رکھتی تھی۔ آپؐ کی ہر بات یادِ حق حمد وثناء توحید وتمجید تسبیح وتقدیس اور تکبیر وتحلیل میں ہوتی تھی اور اسمائے

Marfat.com

صفاتِ الٰہی، وعدہ وعید، امر و نہی، احکامِ شرع کی تعلیم، ذکرِ جنت و نار کا بیاں یہ سب ذکرِ حق تھا اور خاموشی کے وقت اللہ تعالیٰ کی یاد قلب اطہر میں رہتی۔ آپ کی ہر سانس، آپ کا اُٹھنا بیٹھنا، لیٹنا، کھانا پینا، سونا، آنا جانا غرضیکہ کسی حالت میں ذکر الٰہی سے جدا نہ تھا۔ یہی وجہ ہے کہ جب آپ کی ربّ العزت سے محبت اپنی انتہائی بلندیوں کو چھونے لگی تو سورہ مزمل میں ارشاد ہوا۔

"(یہ بھی) کہہ دو کہ میری نماز اور میری عبادات اور میرا جینا اور مرنا سب کچھ خدائے ربّ العالمین کے لئے ہے"۔

یعنی چند اوقاتِ مقررہ پر مخصوص عبادات بجالانے ہی سے حق محبت ادا نہیں ہو جاتا بلکہ حق تو یہ ہے کہ انسان زندگی اور موت کی تمام قدریں اور ساری متاع اسی ذاتِ باری تعالیٰ پر نچھاور کر دے۔ یہ محبت و عبودیت کا سب سے اونچا مقام ہے اور اس کا اجر ربّ العالمین کی طرف سے یہ ملتا ہے کہ وہ بندہ جو پہلے محض محبّ تھا اب محبوب بن جاتا ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی جلالتِ قدر کے باوجود محبت کے درجے پر تھے وہ درخواست کرتے ہیں۔ "اے اللہ مجھے جلوہ دکھا کہ میں تیرا دیدار کر سکوں"۔

مگر سرورِ کائنات کو قرب کا تمغہء افتخار خود ذاتِ باری کی طرف سے مرحمت ہوتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی آپؐ سے محبت ہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی نعمت پر یہ نہیں فرمایا کہ اے انسان! میں نے تجھے یہ نعمت دے کر تجھ پر بڑا احسان کیا ہے۔ مگر جب کائنات میں اپنا پیارا حبیب بھیجا تو ارشاد فرمایا......

"اللہ نے مومنین پر بڑا احسان کیا ہے کہ ان میں بڑی عظمت والا رسول بھیجا ہے"۔

ترمذی میں حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا......

"لوگوں اللہ سے محبت کرو کہ وہ تمہیں اپنی نعمتیں عطا کرتا ہے اور اس کی محبت کے سبب مجھ سے محبت کرو"۔

آپؐ کی ذاتِ بابرکات نوعِ انسانی کے لئے نعمتِ عظمیٰ ہے لہٰذا کون و مکاں کی عظیم ترین ہستی ہونے کی بناء پر آپؐ کی محبت و احترام واجب ہے۔ آپؐ کی ہدایت اور تعلیم کے وسیلے ہی سے ہم جوہر ایمان سے فیضاب ہوئے ہیں۔ کسی مسلمان کا ایمان اس وقت تک مکمل نہیں ہو سکتا جب تک وہ دل و جان سے آپؐ کا

عقیدت مندنہ ہوا گر کوئی آپ کی ذاتِ مبارکہ سے محبت نہیں رکھتا تو اللہ بھی اس سے محبت نہیں رکھتا دونوں لازم ملزوم ہیں۔ جس طرح انسانوں کو تاکید کی گئی ہے کہ خود کو اللہ کی صفات کے سانچے میں ڈھال لو۔ اسی طرح یہ بھی کہا گیا ہے کہ نبیؐ دنیا میں صفاتِ الٰہی کا نمونہ ہیں۔ ان کا اخلاق بہترین اخلاق ہے اس لئے اُن کی اتباع کرو۔

بے شک اللہ تعالیٰ سے محبت اور اس کی اطاعت تو سب انسانوں کا اولین فرض ہے مگر رسول پاکؐ سے محبت اور ان کی اتباع کیوں ضروری ہے؟۔ دراصل اللہ اور اس کے رسولؐ کی ذاتِ مقدسہ میں فرق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ احکام صادر فرماتا ہے مثلاً......

''اور نماز قائم کرو اور زکواۃ دیا کرو''۔

لیکن اللہ تعالیٰ اس امر سے بالاتر ہے کہ انسانی شکل وصورت اختیار کر کے نماز ادا کرے جب تک حکم علم وعمل کے سانچے میں تبدیل ہو کر انسانوں کو دکھائی نہ دینے لگے اس وقت تک اس کی اتباع ممکن نہیں۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے احکام کی عملی مثال پیش کرنے کے لئے رسول مبعوث فرمائے۔

سورہ نساء کی آیت نمبر ۸۰ میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

''جو رسول کی اطاعت کرتا ہے وہ بلاشبہ اللہ کی اطاعت کرتا ہے''۔

یہاں اطاعتِ رسول کو اطاعتِ اللہ کا ہم معنی ومترادف اور محبتِ الٰہی کا مدار قرار دیا گیا ہے۔ اسی طرح سورۃ آل عمران کی آیت نمبر ۳۱ میں بھی حبِ الٰہی کی شرط اتباع رسول قرار دی گئی ہے۔

''فرما دیجئے کہ اے لوگو! اگر تم اللہ سے محبت
رکھتے ہو تو میری اتباع کرو۔ خدا تم سے محبت فرمانے لگے
گا اور تمہارے سارے گناہ بخش دے گا''۔

اس آیت مبارکہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ آپ کی محبت کا لازمی نتیجہ آپ کی اطاعت واتباع ہے اور اطاعت کے بغیر محبتِ رسولؐ معتبر قرار نہیں پاتی۔ اسی طرح اطاعت بھی اس وقت تک قبول نہیں ہوتی جب تک اس میں محبت شامل نہ ہو۔ ہر وہ شخص جسے ربّ العزت نے ایمان اور عقل وفہم کی دولت عطا کی ہے وہ یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ آپؐ سے محبت اور آپ کی پیروی ایمان کا لازمی جزو ہے۔ آپؐ کی تعلیمات' ارشادات' احکام' اخلاق اور اعمال کی پیروی محبت الٰہی کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔ آپؐ کے نقش قدم پر چلنا سنت رسولؐ

Marfat.com

اور اسوۂ حسنہ کی کامل اتباع محبتِ رسولؐ کے لئے لازم ہے جیسا کہ آپؐ نے فرمایا۔

''جس نے میری سنت سے محبت رکھی اس نے
مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ میرے ساتھ
جنت میں ہوگا''۔

تاریخ کے اوراق میں ابتداء ہی سے بے شمار مثالیں دستیاب ہیں کہ نبوت کے پروانے کس طرح آپ کا دم بھرتے ہیں اور آپ کو اپنی جان، مال اور اولاد سے بھی زیادہ عزیز جانتے تھے۔

سورہ توبہ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ......

''اے پیغمبر مسلمانوں کو سمجھا دو کہ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیبیاں اور تمہارے عزیز و اقارب اور مال جو تم نے کمائے ہیں اور سوداگری جس کے مندا پڑ جانے کا تم کو اندیشہ ہو اور مکانات جو تمہیں پسند ہوں اگر یہ سب چیزیں تم کو اللہ اور اس کے رسولؐ اور اللہ کے راستے میں جہاد کرنے سے زیادہ عزیز اور پیاری ہوں تو ذرا صبر کرو یہاں تک کہ جو کچھ خدا کا حکم آتا ہے وہ آ جائے''۔

اللہ اور اس کے رسولؐ کی محبت پر ماں، باپ، اولاد، بھائی، بیوی، جان، مال، خاندان سب کو قربان اور نثار ہو جانا چاہیے۔

غزوہ اُحد میں ایک صحابیہ خاتون کے شوہر، بھائی اور بیٹے شہید ہو گئے۔ لیکن یہ خبر سن کر انہوں نے پوچھا کہ نبیؐ کیسے ہیں؟ لوگوں نے کہا کہ الحمد اللہ وہ زندہ اور سلامت موجود ہیں۔ اس نے کہا مجھے لے جا کر دکھا دو جب اس کی نظر آپؐ کے چہرہ مبارک پر پڑی تو بے ساختہ کہہ اُٹھیں۔

''جب آپ زندہ سلامت ہیں تو آپؐ کے بعد ہر ایک مصیبت آسان ہے''۔

حضرت عبداللہ بن ہشام روایت کرتے ہیں کہ ہم حضورؐ کے ہمراہ تھے اور آپؐ نے حضرت عمرؓ کا ہاتھ پکڑا ہوا تھا اور فرما رہے تھے۔

''تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک ایماندار نہیں ہو سکتا جب تک مجھے اپنی جان سے بھی بڑھ کر محبوب نہ رکھے''۔

صحابہ کرامؓ کی یہ خوش بختی تھی کہ انہیں آپؐ کا فیضِ محبت حاصل تھا۔ آپؐ کی اسوۂ حسنہ کے مشاہدے کی سعادت حاصل تھی وہ آپؐ کے ہر فعل اور عمل کو غور سے دیکھتے تھے اور اس کی تقلید کرتے تھے۔

Marfat.com

صحابہ کرامؓ کو آپؐ سے غایت درجے کی محبت تھی۔ حضرت عبدالرحمٰن بن قراء سے روایت ہے کہ......

''ایک روز رسول پاکؐ نے وضو کیا۔ آپؐ کے صحابہ کرام نے وضو کے پانی کو (تبرکاً) اپنے جسموں پر ملنا شروع کیا۔ رسول پاکؐ نے دریافت کیا کہ کس چیز نے تمہیں اس کام پر آمادہ کیا ہے؟ ان لوگوں نے عرض کیا اللہ اور اس کے رسولؐ کی محبت نے اس کام پر آمادہ کیا ہے اس پر آپؐ نے فرمایا کہ جسے یہ پسند ہو کہ اللہ اور اس کے رسولؐ سے محبت رکھے یا اللہ اور اس کے رسولؐ اس سے محبت کریں تو اسے چاہیے کہ جب بولے سچ بولے اور اس کے پاس امانت رکھی جائے تو اس کو ادا کرے اور ہمسایوں کے ساتھ ہمسائیگی کا حق ادا کرے''۔

چنانچہ جتنا زیادہ ایمان قوی ہوگا اُتنی ہی زیادہ آپؐ کے ساتھ محبت ہوگی ایک صحابی آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا ''یارسول اللہؐ قیامت کب آئے گی؟ آپؐ نے فرمایا'' قیامت کے لئے تم نے کیا تیاری کر رکھی ہے؟'' اس نے جواب دیا'' میں نے قیامت کے لئے زیادہ نماز' روزہ' صدقہ و خیرات کر کے تیاری تو نہیں کی ہے لیکن اتنا ضرور ہے کہ میں اللہ اور اس کے رسولؐ کے ساتھ محبت رکھتا ہوں۔ میرے پاس بس یہی محبت رسولؐ کا سرمایہ ہے۔ آپؐ نے فرمایا'' جس کے ساتھ تم محبت رکھو گے اس کے ساتھ تم جنت میں جاؤ گے''۔

یہ آپؐ کی محبت' اطاعت و فرمانبرداری کی فضیلت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سورہ نساء میں ارشاد فرمایا کہ اللہ اور رسولؐ کی اطاعت کرنے والے جنت میں نبیوں' شہیدوں' سچے اور نیک لوگوں کے ساتھ ہوں گے۔ یہی محبت معیار اور کسوٹی ہے حق اور ناحق کے پرکھنے کے لئے۔ جنہیں خدا اور رسولؐ سے محبت ہے وہ سچے' مطیع و فرمانبردار ہیں اور جو خدا اور رسولؐ کے فرمانبردار نہیں وہ محبِ رسول بھی نہیں۔

آپؐ کی محبت ہی دُنیا اور آخرت کی سب سے بڑی دولت ہے۔ کیونکہ آپؐ ربّ العالمین کے بھی محبوب ہیں ان کی محبت ہماری رگ رگ میں ریشے ریشے میں خون کی طرح دوڑتی ہے۔ ہم ان پر اپنی جانیں' اپنے مال' اپنی اولاد' اپنے ماں باپ' اپنی ہر متاع عزیز دل و جان سے قربان کرتے ہیں۔ ہمیں خدا کی شناخت آپؐ نے کروائی۔ ہمارا خدا سے حقیقی تعارف بھی آپؐ نے کرایا۔ اگرچہ ہم خدا کی نعمتوں کے انبار میں ڈوبے ہوئے ہیں لیکن خدا کی حقیقی شناخت رسول پاکؐ کی معرفت ہوتی ہے۔ ہمیں آپؐ کی ذات سے اپنی ذات کی نسبت ہزاروں گنا محبت ہے ہمیں آپؐ کی نسبت سے آپ کی ذات اقدس سے آپؐ کے حالاتِ زندگی سے اور سیرت طیبہ سے بھی بے پناہ محبت ہے ہم آپؐ کی خوبیوں کے تذکرے سے دل کو ٹھنڈک پہنچا

Marfat.com

سکتے ہیں۔آپؐ کے آلام ومصائب سے مغموم ہو سکتے ہیں۔قریش کے مظالم پر ہمارا دل تڑپ سکتا ہے۔مکہ مکرمہ کی گلیوں میں آپؐ کے راستے میں بچھائے گئے کانٹوں کی چبھن اپنے دل ودماغ میں محسوس کر سکتے ہیں۔ طائف کے بازاروں میں آپؐ پر برستے سنگریزوں کی چوٹ ہم اپنے وجود میں زخموں کی مانند پا سکتے ہیں۔احد کے میدان میں آپؐ کے دندانِ مبارک کی شہادت اور آپؐ کی ریش مبارک سے بہتا ہوا خون ہمارے احساسات کو لہولہو کر سکتا ہے۔

غزوۂ خندق میں آپؐ کے پیٹ پر بندھے ہوئے پتھروں کا بوجھ ہم اپنی روح کی گہرائیوں پر طاری کر سکتے ہیں۔لیکن یہ سب احساس وجذبے کی دنیا کی باتیں ہیں ہم آپؐ کے حالات کی تاریخ میں داخل نہیں ہو سکتے اور نہ ہی آپؐ کی کامل ہستی اور اوصاف کا احاطہ ہمارا قلم کر سکتا ہے۔''ورفعنا لک ذکرک'' فرما کر اللہ تعالیٰ نے بتا دیا کہ فکرِ انسانی اس ذکر کو اتنا بلند نہیں کر سکتی جتنا ہم نے اس ذکر کو بلندی عطا کر دی جس ذات کی سیرتِ طیبہ خود اللہ ربّ العزت بیان کرتا ہے اور جو شخصیت ''بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر'' کا مقام رکھتی ہو اس کے متعلق کوئی دوسرا کیونکر کچھ کہہ سکتا ہے۔اللہ نے آپ کو اپنا حبیب بنایا۔آپؐ کی زندگی کی قسم کھائی۔آپ کو شفیع بنایا۔آدم علیہ السلام کی اولاد کا سردار بنایا۔اپنے ذکر کے ساتھ آپؐ کے ذکر کو ملایا۔آپؐ کی رضا کو اپنی رضا کے قریب کیا' آپؐ سے بیعت کو اپنی بیعت قرار دیا۔آپؐ کے فعل کو اپنا فعل قرار دیا۔

اسی لئے اب ہمارا یہی امتحان ہے کہ ہم جو آپؐ سے محبت کا دعویٰ کرتے ہیں تو میدانِ عمل میں بھی آپؐ کے نقشِ قدم پر چل کر دکھائیں کیونکہ مشہور بزرگ حاتم الزاہدؒ نے فرمایا کہ ''جو شخص ان چار کے بغیر چار باتوں کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا ہے۔

☆ اللہ سے محبت کا دعویٰ ہو لیکن اس کے عارم ومناہی (جن کاموں کے کرنے کو اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے اور جنہیں حرام قرار دیا ہے) سے پرہیز نہ کرتا ہو۔

☆ اللہ سے محبت کا دعویٰ ہو۔لیکن اس کے لئے جدوجہد اللہ کی اطاعت کے بغیر ہو۔

☆ رسول اللہؐ سے محبت کا دم بھرتا ہو لیکن ان کی صورت وسیرت سے باغی ہو۔

☆ جنت کے بلند درجات کا خواہشمند ہو لیکن فقراء ومساکین کی صحبت سے دور ہو۔

اللہ تعالیٰ ہمیں سچے جذبے اور خلوصِ دل کے ساتھ اسی صراطِ مستقیم پر گامزن ہونے کی سعادت نصیب کرے جو اول وآخر ہماری منزل ہے۔ (آمین)

سیرت النبیؐ کی روشنی میں امن عالم میں ہمارا کردار

میمونہ زاہد......اسسٹنٹ پروفیسر سٹیٹس

............گورنمنٹ گرلز ڈگری کالج۔کوئٹہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کے وقت دنیا میں امن کی حالت انتہائی مخدوش تھی۔اس وقت کی دو متحد من اور طاقتور سلطنتیں روم وفارس ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کے لئے بڑی سے بڑی جنگ سے بھی گریز نہیں کرتی تھیں۔ان بڑی طاقتوں کی خانہ جنگی نے پورے عالمی امن کو تباہ کیا ہوا تھا ان ریاستوں کے اندر بھی امن وسلامتی کی فضاء موجود نہ تھی۔کبھی سیاسی ابتری کی وجہ سے فتنہ وفساد پھیلتا۔کبھی ہوس اقتدار کے سبب خونریزی ہوتی تو کبھی مذہبی تعصب کی بنا پر ایک طبقے کو تہ وتیغ کیا جاتا۔

جزیرہ عرب کے رہنے والے قبائل اپنی معاشرتی ضروریات کے پیش نظر لوٹ مار کو اپنا پیشہ بنائے ہوئے تھے۔معمولی معمولی جھگڑوں کی بناء پر باہمی لڑائیوں سے باز نہ آتے تھے بلکہ یہ لڑائیاں انتقام در انتقام طویل خونریز جنگوں میں بدل جاتیں۔گویا فتنہ وفساد ظلم وستم اور بدامنی کی فضاء ہر خطے میں موجود تھی۔

ایسی فضا کیوں پیدا ہوئی اس کے کئی ایک اسباب تھے۔

عہد نبویؐ کے آغاز کے وقت جو بڑے بڑے مدارس اور تمدن باقی تھے ان میں انسان کی تخلیق اور مقصد حیات سے متعلق مختلف نظریات موجود تھے کوئی مرکزی نظریہ نہ تھا۔

قدیم قبائلیوں کا خیال تھا کہ پہلے پانی ہی پانی تھا اور دیومروج کے خون اور ہڈیوں نے آدمی بنایا۔

اژدھے طیامت کے بچے کنگو کو قتل کر کے اس کا خون مٹی میں ملا دیا گیا اور اس سے آدمی کا پتلا بنایا گیا۔

یونانیوں نے مٹی سے انسان بنانے کا دعویٰ کیا۔یہودیوں اور رعیسائیوں کے عقائد محض خفیف سے جزوی اختلاف کے ایک جیسے تھے۔

انسان نے مختلف معبود بنائے ہوئے تھے جب انہوں نے آگ کو دیکھا کہ اس سے کتنی ہی انسانی ضروریات وابستہ ہیں تو اسے پوجنا شروع کر دیا۔پھر سورج اور چاند اسے دنیا کے لئے فیض رساں نظر آئے تو ان کے آگے گر پڑے۔گنگا اور جمنا کے ذریعے فصلوں کو لہلہاتے اور انسانوں کو اپنی پیاس بجھاتے دیکھا تو انہیں

Marfat.com

اپنی حاجت روا اور مشکل کشا مان لیا۔ اور کبھی اپنے سے برتر انسانوں کے آگے ماتھا ٹیکا۔ ان غلط راستوں کا نتیجہ یہ نکلا کہ معاشرے کی تمام غلط طاقتیں انسان پر خدا بن بیٹھیں۔

رسول اللہؐ نے مقصد حیات واضح کرنے کیلئے دنیا اور یوم احتساب سے آگاہی دلوائی اور ان تمام مشترک طاقتوں کو جو کہ دنیا میں فتنہ وفساد کا باعث بنی ہوئی تھیں اللہ کا یہ پیغام دے کر باطل کر دیا۔

''تمہارا اللہ صرف ایک اللہ ہے اس اللہ کے اور کوئی اللہ نہیں۔

وہ بہت بڑا مہربان اور بہت زیادہ رحم والا ہے''۔ (سورۃ البقرہ)

''اللہ ہی ہے جو اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے رزق کشادہ کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے اس کا تنگ کرتا ہے۔ (سورۃ العنکبوت)

''بلاشبہ خدا کو چھوڑ کر تم جن کی عبادت کرتے ہو وہ بھی تم ہی جیسے بندے ہیں''۔ (سورۃ الاعراف

خدا ایک ہی ٹھہرا مساوات انسانی کی حقیقی صورت قائم ہوئی۔

گو امن وسلامتی کے قیام کے لئے رسول خدا نے مقصد حیات وضع کیا اور انسانیت کو ایک خدا کی طاقت کو تسلیم کرنے اس کی عبادت کرنے اور اس خدا کے قوانین وضوابط پر عمل پیرا ہونے کا نظریہ دیا۔ یہی وہ راستہ تھا جس پر چل کر انسان نے بے شمار مصنوعی آقاؤں کے ظلم وستم اور غلامی سے چھٹکارا پایا۔

لیکن بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ مسلمان آج پھر اسی دوراہے پر کھڑے ہیں جیسے رسول خدا کی بعثت کے وقت تھے۔ آج فتنہ وفساد، ظلم وستم، بدامنی کی فضاء ہے جس نے امن عالم کو تباہ کر دیا ہے۔ سیرت النبی کو بھلا چکے ہیں۔ مسلمان خصوصاً نوجوان نسل گمراہ ہے۔ اپنی مشکلات اور پریشانیوں میں خدا کی طرف رجوع کرنے کی بجائے ایسے لوگوں کے ہاتھوں تباہ وبرباد ہو رہے ہیں جو انہیں دنیاوی فوائد پہنچاتے ہیں اور اپنے ذاتی مقاصد کے لئے استعمال کرتے ہیں اور یوں امن عالم کی تباہی کا باعث بنتے ہیں۔

استاد طالب علموں میں مقصد حیات اور نظریہ توحید کو پختہ کرنے میں اہم کردار ادا کر سکتا ہے جب انہیں اس بات کا احساس دلوایا جائے گا کہ ان کا دنیا میں آنے کا مقصد امر بالمعروف ونہی عن المنکر ہے اور روز قیامت انہیں احتساب کے عمل سے گزرنا ہوگا۔ ان کا احتساب خدا کے سامنے ہوگا تو وہ اپنے جیسے انسانوں کے آگے نہیں جھکیں گے، دنیاوی فوائد کی بجائے آخروی فوائد کو مدنظر رکھیں گے اس طرح گمراہی راہِ مستقیم پر آئے گی۔ وہ اپنے رویے میں مثبت تبدیلی لائیں گے اور اپنے آپ کو امن وسلامتی کا پیامبر بنائیں گے۔

Marfat.com

امن عالم کی تباہی کا بڑا سبب دولت کی چند ہاتھوں میں مجتمع تھی۔ دولت کی گردش رک گئی تھی۔ معاشرے میں امیر و غریب کا فرق نمایاں تھا۔ ایک محدود طبقہ عیش و عشرت کی زندگی بسر کر رہا تھا۔ بادشاہوں اور امیروں کی اس عیاشانہ زندگی سے بہت سے معاشی اور معاشرتی مسائل پیدا ہو گئے تھے پھر ایک وقت ایسا آیا کہ معاشی طبقہ واریت نے معاشرے کے امن کو تہہ و بالا کرنا شروع کر دیا۔

اسی طرح یورپ میں اسپین کی حالت بالخصوص نہایت ابتر تھی۔ امراء جنہیں روسی شہنشاہوں کے تحت تمام اعلیٰ عہدے حاصل تھے ہر قسم کے محصول سے بری تھے۔

دولت انسانی معاشرے کے لئے خون کا درجہ رکھتی ہے۔ خون جسم کے کسی ایک حصے میں گردش نہ کرے تو ہلاکت کا خطرہ ہے۔ اسی طرح دولت پورے معاشرے میں گردش نہ کرے اور مخصوص لوگوں کے پاس جمع ہو جائے تو یہ بھی صحت مند زندگی کی علامت نہیں۔ اس سے طرح طرح کے مفاسد جنم لیتے ہیں اور پرامن اجتماعیت کا شیرازہ درہم برہم کر کے رکھ دیتے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"ان آبادیوں کا جو مال و متاع اللہ نے اپنے رسول کو عطا کیا ہے وہ اللہ اس کے رسول، رشتے داروں، یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کے لئے مخصوص ہے۔ تا کہ ایسا نہ ہو کہ دولت تمہارے صاحب ثروت لوگوں ہی کے درمیان چکر کھاتی رہے"۔

اسلام کلیہ اصول ایک ایسا معاشی نظام قائم کرنا ہے جس میں باعزت طور پر تمام لوگوں کی ضروریات پوری ہو سکیں اور ان کے درمیان ایک قسم کا معاشی توازن پیدا ہو سکے۔

رسول خدا نے یہود بنی امیر سے حاصل ہونے والا مال پورے کا پورا ضرورت مند مہاجرین اور انصار میں تقسیم کیا۔ اسی طرح مدینہ کے گرد و نواح میں حضورؐ نے مال غنیمت کی تقسیم کے اصول میں اصلاح فرمائی اور بیس فیصد حصہ اسلامی خزانے کے لئے مخصوص ٹھہرایا جس سے غرباء اور حاجت مند طبقوں کی ضروریات پوری کی گئیں۔

حضور نے اس طرح کے اقتصادی اقدامات اُٹھائے کہ کسی پر ظلم کئے بغیر اجتماع دولت کی جڑ وا کے کو کاٹ دیا جائے چنانچہ ہر قسم کے سود کی ممانعت کر دی گئی۔ پھر دولت مندوں کو صدقہ و خیرات کی ترغیب فرمائی۔ کہ وہ کلاس سے اپنی شخصیت کو

رسول خدا نے فرمایا......

""جس نے اپنے بھائی کو پیٹ بھر کر کھانا کھلایا اور پانی سے اس کی پیاس بجھائی تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو جہنم سے سات خندقوں کے فاصلے پر رکھے گا اور ہر دو خندقوں کے درمیان پانچ سو سال کے سفر کا فاصلہ ہے''۔

رسول خدا کے معاشی اصولوں کے عملی اطلاق سے معاشرے میں مثبت تبدیلی رونما ہوئی اور امن عالم قائم ہوا۔

آج ہم نے اسلامی معاشی اصول بھلا دیئے ہیں اور معاشی عدم توازن کا شکار ہیں اگر ایک طرف اسلامی معاشی نظام سود کو حرام قرار دیتا ہے تو دوسری طرف حکومت قرضے سود کے ساتھ فراہم کرتی ہے۔ عوام زکواۃ صحیح طریقے سے نہیں دیتے جب رمضان کا مہینہ شروع ہونے لگتا ہے تو اپنی رقوم (with draw) کروالیتے ہیں۔ بڑے سرمایہ دار اپنی آمدنی اس لئے صحیح نہیں بتاتے کہ حکومت زائد ٹیکس نہ لگا دے۔ خیرات وصدقات کا بھی ناقص نظام ہے۔

ان محرکات کی وجہ سے غریب طبقہ منفی سرگرمیوں کی طرف رجوع کرتا ہے اور امن عالم کی تباہی کا باعث بنتا ہے یہ صورتحال آج بھی ہمارے معاشرے میں موجود ہے۔

سیرت النبی کی پیروی کرتے ہوئے حکومت اور عوام باہمی تعاون سے اسلامی معاشی توازن قائم کر سکتے ہیں۔ اگر ایک طرف حکومت اسلامی معاشی اصولوں پر سختی سے عمل پیرا ہو اور دوسری طرف امراء اپنے فرائض اور ذمہ داریوں کو صحیح طور پر پورا کرتے ہوئے ٹیکس، زکواۃ، صداقت وخیرات حکومت کے فلاحی کاموں اور غرباء کی امداد کے لئے ادا کریں۔ اس طرح عوام کی زندگی کی بنیادی ضروریات پوری ہوں گی۔ معاشرہ مطمئن ہوگا۔ خوشحالی آئے گی اور امن عالم قائم ہو سکے گا۔

حضور کی بعثت کے وقت امن عالم کو تاہ و برباد کرنے والے اسباب میں سے ایک سبب یہ بھی تھا کہ مختلف قوموں کے افراد کے اندر مذہبی رواداری نہیں تھی ایک مذہب اپنے اندر دوسرے مذاہب کے افراد کا داخلہ روکتا تھا تو دوسرے مذاہب کے پیروکار دیگر مذاہب کو برداشت نہ کرتے تھے اس کے ساتھ ساتھ خود ایک مذہب کے ماننے والے بھی فرقوں میں بٹ کر مذہبی تعصب کا ثبوت دے رہے تھے اور قتل و غارت تک اتر آتے تھے۔

Marfat.com

قسطنطین پہلا بازنطینی رومی فرمانروا تھا جس نے عیسائیت کو سرکاری مذہب قرار دیا تھا۔اس بادشاہ نے یہودیوں کے متعلق یہ قانون وضع کیا کہ اگر کوئی یہودی کسی ایسے شخص کو پتھر مارے یا اس کی زندگی خطرے میں ڈالے جس سے یہودی مذہب ترک کر کے عیسائیت قبول کی ہو تو ان لوگوں کو زندہ جلایا جا سکتا تھا۔

قرآن مجید میں ارشاد ربانی......

قل الحق من ربکم من شاء فلیومن و من شاء فلیکفر

آپ کہہ دیجئے حق تمہارے ربّ کی طرف سے ہے تو جو چاہے اس پر ایمان لے آئے اور جو چاہے انکار کر دے۔

اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کو عقل و فکر دی' پھر اپنے انبیاء کے ذریعے تعلیم پہنچائی اور لوگوں کو اس کے قبول کرنے یا انکار کرنے کی آزادی دی ہے۔مجبوراً کسی سے کام لینا یا کسی سے عقیدہ منوانا اللہ تعالیٰ کی بخشی ہوئی آزادی فکر کے خلاف ہے۔اگر آزادی فکر کے خلاف انسانوں سے کام لیا جائے تو جبر کی ابتداء ہوتی ہے۔خواہ مخواہ کا تعصب پیدا ہوتا ہے۔برائیاں جنم لیتی ہیں امن عالم تباہ ہوتا ہے۔جبکہ رواداری سے ایک دوسرے کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے اور حق کے لئے راہ کھل جاتی ہے۔

رسول خدا نے لوگوں کو زبردستی دین قبول کرنے پر مجبور نہیں کیا۔آپؐ نے ''لا اکراہ فی الدین '' دین میں کوئی جبر نہیں کے اصول کے تحت ہمیشہ رواداری کا مظاہرہ کیا۔یہی وہ تعلیم ہے جو احترام آدمیت کو اہمیت دیتی ہے ایسی بہت سی مثالیں ہیں جس میں رسول خداؐ نے رواداری کو مقدم سمجھا۔ایک یہودی کا جنازہ گزرا تو آپ کھڑے ہو گئے' ایک صحابی نے گزارش کی یا رسول اللہ یہ تو یہودی کا جنازہ تھا تو حضور نے ارشاد فرمایا۔کیا یہ ایک انسانی جان نہ تھی جب تم کوئی جنازہ دیکھو تو کھڑے ہو جاؤ۔اسی طرح حضورؐ نے بتوں کو برا بھلا کہنے سے بھی منع فرمایا کہ کہیں مشرکین نا سمجھی کی وجہ سے ربّ العزت کی شان میں گستاخی نہ کر بیٹھیں۔

مذہبی رواداری کو فروغ دینے کے لئے رسول خدا نے ان امور پر جو ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرنے کی دعوت دی جو مختلف مذاہب کے درمیان قدر مشترک رکھتے تھے۔

آج امن عالم کی تباہی کا بڑا سبب ہمارے معاشرے میں مذہبی رواداری کا فقدان ہے۔اس کے ساتھ مسلمان قوم میں بہت سے فرقے وجود میں آ چکے ہیں۔بحیثیت مسلمان ایک استاد کا فرض ہے کہ وہ کلاس روم میں تمام مذاہب اور فرقوں کے طلباء پر جبری طور سے اپنا عقیدہ نہ ٹھونسیں بلکہ عمل صالح سے اپنی شخصیت کو

Marfat.com

ان کے لئے پسندیدہ بنائے۔ تعصب سے بالاتر ہوکر اپنے مقاصد کو تعلیم پر فوکس کرے۔ کلاس روم میں ہر مذہب' فرقے کے طلباء سے مساوی سلوک کرے ہر ایک کی "Self Respect" کرے۔ یہی اقدامات حکومت بھی کرے تو ہم امن عالم قائم کرسکتے ہیں۔

محمدؐ کی نبوت کے وقت پورے عالم میں کسی نہ کسی طرح ایک ہی آدم وحوا کی اولاد کو مختلف درجات میں تقسیم کرکے ان پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑے جارہے تھے معاشرہ عدم مساوات کا شکار تھا جس کی وجہ سے بدامنی وانتشار اور بغاوت نے جنم لے رکھا تھا اگر مفتوح آبادی کا کوئی فرد فاتح طبقے کے کسی شخص کو چھولیتا تو اس کو مذہباً ناپاک خیال کیا جاتا۔ شودروں کے کانوں میں پگھلا ہوا سیسہ ڈالا جاتا گرم لوہے سے محض اس وجہ سے داغا جاتا کہ انہوں نے کسی برہمن کو وید پڑھتے سن لیا۔

بات یہیں ختم نہیں ہو جاتی بلکہ زن ومرد کے درمیان بھی عدم مساوات تھی جو عرب کے علاوہ ہندوستان میں بھی شدت سے موجود تھی۔ چینیوں میں مثل مشہور تھی کہ اپنی بیوی کی بات تو سن جائے لیکن اس پر یقین ہرگز نہیں کرنا چاہیے۔ اطالیوں کا قول تھا گھوڑا اچھا ہو یا برا اسے مہمیز کی ضرورت ہے عورت اچھی ہو یا بری اسے مار کی ضرورت ہے۔ روم میں مرد کی حکومت اپنی بیوی پر جابرانہ تھی۔ عورت ایک لونڈی کی حیثیت رکھتی تھی جس کا کوئی حصہ معاشرت میں نہ تھا۔ قانون یوسان میں انہیں کسی قسم کا حق حاصل نہ تھا۔ یہاں تک کہ وراثت میں بھی کوئی حق نہ تھا۔

الغرض عورت ہر جگہ ظلم وستم کی چکی میں پس رہی تھی اس کی حیثیت مرد کے ہاتھوں ایک کھلونے کی سی تھی۔ مردوں میں شدید عدم مساوات کا یہ عنصر عالمی امن کی تباہی کا سبب تھا۔

قرآن مجید میں ارشاد ہوا۔

لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہاری قومیں اور قبیلے بنائے تاکہ تم ایک دوسرے کی شناخت کرسکو۔ خدا کے نزدیک تم میں عزت والا وہ ہے جو زیادہ پرہیزگار ہے۔

حضرت بلال حبشی غلام تھے آزاد کرائے گئے اور حضورؐ کی قائم کردہ مساوات کے نتیجے میں اس مقام پر پہنچے۔ آپ نے ان سے فرمایا......

اے بلال! ہمیں اذان کہہ کر راحت پہنچا۔

صلاحیت اور قابلیت کے مطابق تمام کو مشاورت میں شامل فرمایا گیا۔ عدل وانصاف کے معاملے

Marfat.com

طبقاتی تفریق کو یہ کہہ کر ختم کر ڈالا کہ خدا کی قسم اگر محمدؐ کی بیٹی بھی چوری کرتی تو میں اس کے ہاتھ کاٹ دیتا۔

عورتوں کے ساتھ ہونے والے ظلم وستم اور جنس کی بنیاد پر عدم مساوات کے خاتمے کے لئے رسول نے لڑکی کی پیدائش کو رحمت قرار دیا۔

ایک اور جگہ فرمایا......

جنت ماں کے قدموں تلے ہے۔

رسول اللہؐ کی طرف سے ایک قبلہ قانون اور قیادت کی یکساں فراہمی نے بھی مسلمانوں کی تفاوتوں ختم کیا اور ان کا رخ ایک وحدت کی طرف موڑا۔ روزانہ پانچ وقت کی نماز' جمعہ' عید اور صبح کے اجتماعات نے اس فرق کو بالکل ختم کر کے رکھ دیا۔

آنحضرتؐ نے یہ اقدامات عدم مساوات کے خاتمے اور.................... ہمدردی' محبت اور ربط ئم کر کے ایسے معاشرہ کے قیام کے لئے........... وسلامتی کا بہترین نمونہ ہو۔

آج ہم نے اسلام کی تعلیمات بھلا دی ہیں اور اسی دوراہے پر کھڑے ہیں جہاں رسول خداؐ کی ثت کے وقت تھے۔ سب سے بڑی عدم مساوات طالب علموں کے ساتھ ہے۔ لوکل اور ڈومیسائل کے وگروپس بنا دیئے گئے ہیں اور اسی بناء پر ان کو سیٹیں دی جاتی ہیں۔ کہیں سے ہمارا طالب علم غیر مساویانہ سلوک کا مرتکب ہوتا ہے۔ جب یہی طالب علم معاشرے میں قدم رکھتا ہے تو اپنے ساتھ ہونے والا سلوک دوسرے کے ساتھ روا رکھتا ہے۔ اور آئے دن نسلی' لسانی' علاقائی نعروں کی آوازیں آتی ہیں۔

سیرت النبیؐ کی روشنی میں اسلامی اصول تقویٰ کی پیروی.......... میرٹ سسٹم کو فروغ دے کر اس عدم مساوات کا مداوا کر سکتے ہیں اور امن عالم قائم کر سکتے ہیں۔

ہماری آبادی کا 55% حصہ عورتوں پر مشتمل ہے۔ لیکن بڑے افسوس کی بات ہے کہ آج بھی عورتوں کی اکثریت خصوصاً دیہی علاقوں میں ظلم وستم کا شکار ہے۔ ایک عورت ہی خاندان بناتی ہے اور خاندان معاشرے کی تخلیق کرتے ہیں۔ اگر ایک عورت ہی غیر مطمئن ہے تو امن عالم کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ یہ بجا ہے کہ...... ہماری حکومت نے حقوق نسواں کے لئے بہت کچھ کیا اور کر رہی ہے۔ لیکن آج کی عورت ان قوانین سے صرف اس وقت استفادہ کر سکتی ہے جب اس میں اعتماد ہو۔ وہ اپنے حقوق کے لئے عدالت کا دروازہ کھٹکھٹا سکے یہ تبھی ممکن ہے جب وہ زیور تعلیم سے آراستہ ہو۔ اپنے حقوق وفرائض ذمہ داریوں سے واقف ہو۔

Marfat.com

گو خواندگی کی شرح کو بڑھا کر مرد و عورت میں عدم مساوات کو کافی حد تک ختم کیا جا سکتا ہے۔ آج بہت سی آرگنائزیشنز تعلیم کے متعلق آگاہی دے رہی ہیں وہاں اگر تعلیم یافتہ مخیّر حضرات اپنے علاقوں میں ''ایجوکیشن اویرنس پروگرام'' کروائیں تو بڑی حد تک حکومت کے معاون و مددگار ثابت ہو سکتے ہیں۔

رسول خدا کی بعثت سے پہلے رائے کا اظہار صرف طاقت سمجھا جاتا تھا۔ ریاست کو فتح کرنے کے لئے جنگ کا سہارا لیا جاتا تھا۔ جس میں بے گناہوں کی جان و مال کو نقصان پہنچایا جاتا اور اسیران جنگ اور رہائن ویرغمال کے ساتھ اذیت ناک سلوک روا رکھا جاتا۔

رسول خدا نے فرمایا......

المسلم من مسلم المسلمون من لسانه ویده

مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔

لاتطمون ولا تظلمون

نہ تم ظالم کرو گے نہ تم پر ظلم کیا جائے گا۔

جنگ ایک انتہائی حالت ہے اسلام صلح و سلامتی کا علمبردار ہے۔ اور صلح اس کا بنیادی کام ہے رسول اللہ نے ہر اس قبیلہ سے صلح کی جس نے بھی صلح کے لئے رغبت کا اظہار کیا۔ جیسا کہ آپؐ نے بنوحمزہ سے غزوہ ودان میں کیا اور بنو معلج سے غزوۂ کیشرہ میں اور قریش سے غزوۂ حدیبیہ میں۔

رسول اللہ نے حدیبیہ کے مقام پر جنگ سے بچنے کے لئے ہر ممکن کوشش کی حتیٰ کہ آپؐ نے اس سفر میں عام راستہ چھوڑ کر ایک غیر معروف راستہ اختیار کیا تھا جو کہ نہایت مشکل اور دشوار تھا تا کہ آپؐ جنگ سے بچ سکیں۔ یہاں تک کہ آپؐ اپنا لشکر حدیبیہ لے آئے اور یہاں پہنچ کر بھی امن کو قائم رکھنے کے مقصد پر مصر رہے۔ آپ نے گفتگو کا میدان بڑا فراخ کر دیا اور جب مشرکین کے کچھ آدمیوں نے مسلمانوں پر حملہ کر دیا تو پھر بھی آپ قریش سے جنگ نہ کرنے کے مقصد پر قائم رہے۔ یہاں تک کہ آپؐ نے صلح حدیبیہ کا معاملہ پورا کر لیا حالانکہ آپؐ کے بعض صحابہ اس صلح کی بعض شرائط کو ناپسند کرتے تھے۔

حضورؐ کے تمام غزوات کے اسباب کا حقیقی اور غیر جانبدارانہ تجزیہ کرنے والا ہمیشہ اس نتیجے پر پہنچتا ہے کہ آپ کی تمام جنگیں ''حرب ولم'' کی حیثیت رکھتی تھیں اس کا مطلب یہ ہے جنگیں تمام تر دفاعی تھیں نہ کہ جارحانہ۔ ان کا مقصد دائمی طور پر امن کو قائم رکھنا تھا۔ ان کی غرض انسانیت کا احترام تھا نہ کہ بے گناہوں کو

نقصان پہنچانا۔

آج ہم اسی دوراہے پر کھڑے ہیں جو رسول خداؐ کی بعثت سے پہلے تھے۔خصوصاً نوجوان نسل گمراہی کا شکار ہے۔خودکش حملہ آور اولاد کو یتیم' عورتوں کو بیوہ' بیٹیوں کو ماؤں سے اور بھائی بہنوں کو جدا کر دیتے ہیں۔ ہنستے بستے گھروں میں قیامت صغریٰ برپا کر دیتے ہیں جن کی سسکیاں ہم آج بھی سنتے ہیں۔

قرآن مجید میں ہے...... لاتقتلوا انفسکم ط (نساء)

اپنی جانو کو نہ مار ڈالو یعنی خودکشی نہ کرو۔

اسی طرح ایک اور جگہ خودکشی کو حرام قرار دیا۔

لیکن ہم پس منظر میں بھی جانا چاہیں گے کہ نوجوان نسل ایسا کیوں کر رہی ہے۔اس کا ایک سبب ایک مخصوص فرقہ ہے جو انہیں گمراہ کر رہا ہے۔دوسرا سبب ہمارے ملک میں بے روزگاری ہے نوجوان ڈگریاں لے کر دفتروں کے چکر لگا رہے ہوتے ہیں لیکن انہیں روزگار نہیں ملتا۔بعض نوجوان خاندان کا واحد سہارا ہوتے ہیں جب وہ دیکھتے ہیں کہ بنیادی ضروریات زندگی میسر نہیں گھر میں باپ بیمار ہے بہن کے جہیز کے لئے کچھ نہیں ذہنی آسودگی نہیں۔ ہر طرف نا اُمیدی ہی ہے تو وہ جذباتی تناؤ ''ڈپریشن'' کا شکار ہو جاتے ہیں نفس پر قابو نہیں رکھ سکتے مجبوراً یہ قدم اُٹھاتے ہیں۔جو اسلام نے حرام قرار دیا ہے۔

ہمارا کردار یہ ہے کہ طالب علموں میں مشکلات کا مقابلہ صبر و عزم سے کرنا سکھائیں۔نا اُمیدی میں اُمید کا دامن ہاتھ سے نہ جانے دیں۔ ہر حال میں خدا پر بھروسہ اور اعتماد رکھیں۔ بے جا خواہشات کی بجائے میانہ روی کو اپنا شعار بنائیں۔ مسلسل جدوجہد' عمل صالح کی ہدایات کریں اور وہ تمام کام کریں جس میں اللہ کی خوشنودی شامل ہو۔معاشرے میں جہاں جہاں ظلم ہو رہا ہے اسے ختم کرنے کے لئے جدوجہد جاری رکھیں۔ معاشرے میں جہاں ظلم ہو رہا ہے اسے ختم کرنے کے لئے ان افراد کے ساتھ تعاون کریں جو اختیارات رکھتے ہیں۔ ''نہ ظلم کیجئے نہ ظلم ہونے دیجئے''۔

رسول خدا کی بعثت سے پہلے عالم معاشرتی برائیوں کا گہوارہ تھا۔لوگ دولت حاصل کرنے کے لئے جوا کھیلا کرتے تھے جوئے میں اپنا مال' گھریلو ساز و سامان یہاں تک کہ گھر کی عورتوں کو بھی داؤ پر لگا دیتے تھے۔حلال و حرام میں تمیز نہ تھی۔ معمولی سے معمولی کاموں کے لئے رشوت لیا اور دیا کرتے تھے۔ایک دوسرے کی خطاؤں پر سختی سے نوٹس لیا کرتے تھے اور نوبت فتنہ و فساد لڑائی جھگڑوں تک پہنچ جاتی تھی جس سے

Marfat.com

امن، عالم تباہ ہو چکا تھا۔

ان حالات میں رسول خداؐ روشنی کے پیامبر بن کر اُبھرے۔

رسول خدا نے فرمایا......

طلب الحلال واجب علی کل مسلم

حلال کا طلب کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔

الراشی والمرتشی کلا هما فی النار

رشوت لینے والا اور دینے والا دونوں جہنمی ہیں۔

قرآن مجید میں اللہ نے فرمایا......

وان تعفو او تعفو و تغفرو فان اللہ غفور رحیم (التغابن)

اگر تم معاف کر دو اور در گزر کر دو اور بخش دو تو بے شک اللہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے

رسول خدا نے فرمایا......

الکاسب حبیب اللہ (محنتی خدا کا دوست ہے)۔

رسول خداؐ کی تعلیمات سے عرب عالم میں معاشرتی تبدیلیاں رونما ہوں اور عالم امن کا گہوارہ بن گیا۔لیکن بڑے افسوس کی بات ہے آج ہم تعلیمات نبویؐ بھلا چکے ہیں اور پھر سے اسی دوراہے پر کھڑے ہیں جہاں 1600 سال پہلے تھے۔

اس عالم میں ہم اپنے طالب علموں پر نظر ڈالیں۔تو آج کے طالب علم کلاسز ریگولر نہیں لیتے محنت نہیں کرتے علم کی اہمیت اور کام کی عظمت کو بالائے طاق نہیں رکھتے۔نقل کو ترجیح دیتے ہیں امتحانی مراکز میں استاد ناجائز ذرائع کی مذمت کرتے ہیں تو ان کے ساتھ منفی رویہ برتتے ہیں۔عفو اور در گزر سے کام نہیں لیتے۔ چاہتے ہیں کہ بغیر محنت کے امتحان پاس کر لیں اور ڈگریاں حاصل کر لیں چاہے صحیح استعداد پیدا ہو یا نہ ہو۔ان وجوہات کی وجہ سے معیارِ تعلیم بری طرح متاثر ہو رہا ہے۔

امن عالم کی تباہی کا باعث ہے۔

استاد سیرت النبیؐ کی پیروی کرتے ہوئے طالب علموں کے منفی رویے کا سد باب کر سکتا ہے۔

بحثیت استاد ہمارا کردار یہ ہے کہ طالب علموں میں علم کی اہمیت اجاگر کریں۔علم دلوں کی زندگی

ہے اندھوں کے لئے بینائی ہے۔ علم عظمت اور سربلندی کا ذریعہ ہے انسان کو علم ہی کی وجہ سے باقی مخلوقات پر فضیلت حاصل ہے۔ علم ہی کی وجہ سے فرشتوں کو حضرت آدم کو سجدہ کرنے کا حکم دیا۔ علم اللہ سے انسان کی معرفت الٰہی ہے۔

محنت کی عظمت کو اجاگر کرنے کے لئے اسوۂ رسولؐ بیان کی جائے۔ رسول اللہ نے ہمیں محنت کی عظمت کا درس دیا۔ آپؐ نے گلہ بانی بھی کی اور تجارت بھی۔ آپ اپنے گھر کے معمولی کام کاج بھی اپنے ہاتھوں سے ہی کیا کرتے۔ اسی طرح ہمارا فرض ہے کہ محنت کو اپنا شعار بنائیں کسی بھی پیشے کو حقیر نہ سمجھیں محنت سے عزت نفس اور خودداری پیدا ہوتی ہے اور دلی اطمینان نصیب ہوتا ہے۔

اخلاقی تربیت کے حوالے سے ہمارا کردار یہ ہے کہ صبح کی اسمبلی کو ہر طالب علم کے لئے ضروری قرار دیا جائے۔ ایسے واقعات کا تذکرہ کیا جائے جو سیرت النبیؐ کی روشنی میں سبق آموز ہوں۔ اسمبلی کو اتنا پسندیدہ بنایا جائے کہ طالب علم بجائے خارجی دباؤ کے "Intrinsic Motivate" ہوں۔

تبھی ہم تعلیم کے مقاصد اور طالب علم کی شخصیت کی ڈویلپمنٹ کر سکتے ہیں۔ جب تعلیمی، جسمانی نشوونما کے ساتھ ساتھ اخلاقی تربیت بھی ہو۔

سیرت النبیؐ کی روشنی میں ان اقدار کو استاد اسی صورت میں طالب علموں میں واضح کر سکتا ہے جب وہ خود عملی نمونہ پیش کرے۔ اس کے قول و فعل میں تضاد نہ ہو۔

قرآن مجید میں ہے۔

اتامرن الناس بالبروتنذون انفسکم وانتم تتلون الکتب املا تعقلون۔

کیا تم لوگوں کو بھلائی کا حکم دیتے ہو اور خود کو بھول جاتے ہو۔ حالانکہ تم کتاب بھی پڑھتے ہو تم عقل سے کام نہیں لیتے۔ (البقرہ)

فرمان نبویؐ ہے۔

لایکون المرء عالماً حتی یکون بعلمہ عاملاً

آدمی اس وقت عالم نہیں ہوتا جب تک کہ وہ اپنے علم پر عمل نہ کرے۔ گو طالب علموں کی تربیت میں استاد کا کردار یہ ہے کہ استاد خود عمل کرے اسی عالم میں امن قائم ہو سکتا ہے جہاں لوگ ایک دوسرے کو بھلائیوں کا حکم دیں اور خود بھلائی کرنا ضروری سمجھیں۔

حضور اکرمؐ کی فضیلت تمام انبیاء پر

افشاں خانم۔اسسٹنٹ پروفیسر اُردو

............گورنمنٹ گرلز کالج کوئٹہ کینٹ............

اللہ تعالیٰ نے نگارخانہء کائنات کو آراستہ و پیراستہ کیا۔اس عالم رنگ و بو میں دلفریب صورتیں پیدا کیں بنی نوع انسان کو اشرف المخلوقات اور احسن تقویم کا رتبہ عطا کر کے اپنی صفت کاملہ کا شاہکار ٹھہرایا۔ انسان خود اپنی ذات میں اشرف و اعلیٰ نہیں بلکہ ایمان و اسلام اسے دوسری مخلوق پر اشرف و اعلیٰ بناتا ہے۔

تاریخ گواہ ہے کہ دنیا میں مصلحین کی کبھی کمی نہیں رہی۔ مصلحین عالم کی طویل فہرست دیکھنے پر معلوم ہوگا کہ یہ اہل علم و دانش کج رو انسانیت کو صراط مستقیم دکھانے سے قاصر رہے۔دنیا فاتحین سے بھی خالی نہیں رہی۔ان کے گھوڑوں کی ٹاپوں سے آفاق لرزتے رہے ہیں وہ آئے اور ایک دنیا کو پامال کرتے ہوئے گزر گئے مگر فکر و دانش کی یخ بستگی میں اضطراب کی ایک لہر بھی پیدا نہ کر سکے دل بدستور بنجر، فکر مفلس، سوچ آزردہ اور ذہن پریشان رہے۔تاریخ کے آئینے میں قانون دانوں کے دساتیر و قوانین بھی محض کاغذی دنیا کے حسین و جمیل نقوش ہی ثابت ہوئے ان مفکرین، مصلحین اور فاتحین سے الگ تھلگ ایک گروہ ہے جو انبیاء کی جماعت ہے یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے فرستادہ تھے انہیں ہر دور میں کائنات کی ہمہ گیر اصلاح کے لئے بھیجا گیا ان کی کوششیں کامیاب بھی رہیں مگر ادھر کوئی نبی آنکھوں سے اوجھل ہوا ادھر انسانیت پھر پرانی ڈگر پر چل نکلی۔

انبیاء کی جماعت دلوں کو پھیرتی، ذہنوں کو بدلتی اور فکر و نظر کو تطہیر عطا کرتی رہی۔یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے رشد و ہدایت کے اس سلسلے کو اس شان سے مکمل فرمایا کہ علم و دانش کے چراغ بجھ گئے فکر و خبر کی پہلی تمام قندیلیں دھواں دھواں نظر آنے لگیں حکمت و فلسفہ کی تمام تابانیاں زرد ہوگئیں کیوں جب آفتاب چمکتا ہے تو اس کی اولین کرن کے ساتھ ہی ماہتاب کا کنول مرجھا جاتا ہے۔ستاروں کی کہکشاں اجڑ جاتی ہے۔حضورؐ دنیا میں تشریف لائے آپ کی آمد کے ساتھ تمام پارینہ اصول و اقدار منہ دیکھتے رہ گئے پہلے انبیاء کی تعلیمات منسوخ ہوگئیں اور تمام دین، دین حضورؐ میں جذب ہوگئے۔

دنیا کی محفلوں کے دیے سارے بجھ گئے
روشن جب ان کی بزم کی قندیل ہوگئی

Marfat.com

حضرت آدم علیہ السلام قافلہء انبیاء کے فرد اولین تھے ان سے لے کر خاتم النبین سراجاً منیر محمد عربیؐ
ایک لاکھ 24 ہزار انبیاء دنیا میں تشریف لائے۔ان میں جن انبیاء کا ذکر قرآن میں ہے وہ یہ ہیں۔
حضرت آدمؑ۔حضرت ادریسؑ۔حضرت نوحؑ۔حضرت ہودؑ۔حضرت صالحؑ۔حضرت ابراہیمؑ۔
رت لوطؑ۔حضرت اسماعیلؑ۔حضرت اسحاقؑ۔حضرت یعقوبؑ۔حضرت یوسفؑ۔حضرت شعیبؑ۔حضرت
یؑ۔حضرت ہارونؑ۔حضرت داؤدؑ۔حضرت سلیمانؑ۔حضرت الیسعؑ۔حضرت ذکریاؑ۔حضرت عیسیٰؑ۔حضرت
۔حضرت ذوالکفلؑ ان سب کے سردار حضرت محمدؐ۔

مسلمان ان تمام انبیاء پر ایمان لاتے ہیں جن انبیاء کا انہیں علم ہے اور ان پر بھی جن کا علم نہیں۔
ونکہ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے۔

ولقد ارسلنا رسلا من قبلک منهم من قصقنا علیک ومنهم من
لم نقصص علیک O پ۔۲۴۔ع۔۱۳

جمہ ''ہم نے بھیجے ہیں بہت سے رسول تجھ سے پہلے بعضے ان میں سے وہ ہیں کہ سنایا ہم نے تجھ کو ان کا
احوال اور بعضے ہیں کہ نہیں سنایا''۔

جیسا کہ سورہ بنی اسرائیل میں ہے کہ نبیوں اور رسولوں میں بھی مراتب ہیں لہٰذا مختارِ شش جہات'
کارِ کائنات' فخر موجودات حبیبِ خدا کی ذاتِ گرامی خدا کی تمام مخلوق میں سب سے افضل سب سے
رگ ہے۔مسلم شریف میں حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے۔

نبی پاکؐ نے فرمایا۔

فضلت علی الانبیآء بستِ' اعطیت جوامع الکلم و نصرت
بالرعب واحلت لی اتغنائم وجعلت لی الارض مسجد و طهوراً و
ارسلت الی الخلق کافة و ختم بی النبیون۔
(رادہ المسلم) (کتاب الفضائل)

ترجمہ ''چھ باتوں سے مجھ کو انبیاء پر فضیلت دی گئی ہے مجھ کو جوامع الکلم دیا گیا اور رعب سے میری مدد کی
گئی۔مال غنیمت میرے لئے حلال کیا گیا اور زمین کو مسجد اور سبب طہارت بنا دیا گیا اور میں تمام انسانی مخلوق
کی طرف مبعوث کیا گیا ہوں اور نبیوں کا سلسلہ مجھ پر ختم کردیا گیا''۔

Marfat.com

آپ کا پیغام کائناتی اور آفاقی ہے کیونکہ وہ ملک، مذہب، قوم، خطے، وطن اور رنگ ونسل کی حد بندیوں سے آزاد، ہمہ گیر اور دوامی ہے۔ قرآن مجید حضور کو کافتہ اللناس، رحمتہ اللعالمین اور إنی رسول اللہ الیکم جمیعا کے عظیم خطابات سے نوازتا ہے یہ خطابات اس بات کے آئینہ دار ہیں کہ آپؐ ہر دور، ہر زمانہ، ہر خطے اور ہر قوم کے لئے نبی بنا کر بھیجے گئے۔ آپؐ کے دامن رحمت میں یہود کی بھی جگہ ہے۔ عیسائی کی بھی، مجوسی کی بھائی اور کافر و بت پرست کی بھی، عربی کی بھی اور عجمی کی بھی۔

سورۃ النساء میں ہے۔

ارسلنک للناس رسولاً و کفیٰ باللّٰہ شہیداًo (پ۱۷۔ع۔۱۱)

ترجمہ ''ہم نے آپ کو سارے انسانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا اور اس کیلئے خدا کی گواہی کافی ہے''

نبی پاکؐ خود فرماتے ہیں کہ میں اس کا بھی رسول ہوں جس نے مجھ کو زندہ پایا اور اس شخص کا بھی رسول ہوں جو میرے بعد پیدا ہوگا۔

حجتہ الوداع کے موقع پر محسن انسانیت حضرت محمدؐ نے دنیا کو جو منشور دیا وہ تقویٰ پر مبنی عالمگیر اخوت اور ایک بین الاقوامی وحدت کی بنیاد فراہم کرتا ہے۔ اس کے سہارے ایک ایسی ملت معرض وجود میں آئی ایک سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی مانند تھی اور ایک ایسی عمارت کی طرح تھی جس کی ہر اینٹ دوسری اینٹ کو طاقت دے رہی ہو اور ایک جسم کی مانند جس کے تمام اعضاء ایک دوسرے کے ساتھ درد اور آرام میں برابر کے شریک ہوں۔ اس منشور کے ساتھ دین کی تکمیل ہوئی اور صدیوں تک کے لئے انسانیت کا وقار بحال ہو گیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قانون ہو یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا وعظ، کنگ جان کا میگنا کارٹا۔ ۱۹۴۱ کا ایٹ لانٹک چارٹر اور اقوام متحدہ کا منشور بھی حضورؐ کے خطبہ حجتہ الوداع کے آفاقی اعلان سے بڑھ کر انسانیت کی کوئی خدمت نہ کر سکا۔ خاتم المرسلینؐ کی عالمگیر دعوت کسی خاص زمانہ تک محدود نہیں بلکہ قیامت تک کے لئے اور ہمیشہ کے واسطے ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپؐ کی آمد کے ساتھ ہی وحی و رسالت کا سلسلہ اپنی آخر حد کو پہنچ گیا۔ اب قیامت تک کوئی نبی نہیں آئے گا۔

قرآن میں ارشاد ہوتا ہے۔

ولکن رسول اللّٰہ وخاتم النبین O (سورہ الاحزاب)

اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبی اکرمؐ کو سارے انبیاء کا خاتم فرمایا جانا اس حقیقت کا بلیغ اعلان ہے

Marfat.com

ب دین کامل ہو چکا اور آخری رسول قیامت تک کے لئے ہمارا پیغام لے کر آ چکا اب اس کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

پیغمبر اسلام سید الانبیاء والمرسلین جناب رسول کو یہ فخر بھی حاصل ہے کہ آپ کی پاک زندگی کے حالات از اول تک آخر ایسے محفوظ ہیں کہ صدیاں گزرنے کے باوجود بھی یہ معلوم ہوتا ہے کہ جیسے یہ کل کے واقعات ہیں اس کے برخلاف دوسرے پیغمبروں کے صحیح حالات معلوم و محفوظ نہیں بلکہ اگر کہا جائے کہ ان مقدس ہستیوں کے صحیح اور درست حالات سے روشناس کرانے کا شرف بھی نبیؐ پر نازل کردہ قرآن مجید کو حاصل ہے تو مبالغہ نہ ہوگا۔

ایک طرف رسولؐ کے حالات و واقعاتِ زندگی اعتماد و یقین کے اس معیار پر پورا اترتے ہیں جہاں شک وشبہ اور وہم و بے اعتمادی کا گزر بھی نہیں ہو سکتا کیونکہ کارہائے نمایاں جن کا تعلق محمدؐ کی زندگی سے ہے اس کے تین ماخذ ہیں۔ اول قرآن مجید ہے۔ جو موافق و مخالف سب کے نزدیک تاریخی معیار پر قطعی اور یقینی ہے۔

قرآن کے بارے میں "charis waddy" اپنی کتاب "The Muslim Mind" میں لکھتی ہیں۔

"The revelation that come to the Prophet Muhammad were written down by his compainions`put in order undre his instructions and finally complied by the third caliph "Uthman" less than ten years after the Prophet death the next text is exactly the same now as it wos then"

ص : ۱۲

ترجمہ "محمدؐ پر جو وحی نازل ہوتی وہ صحابہ لکھ لیتے۔ آپؐ کے زیرِ نگرانی ترتیب دے دی جاتی اور آخر کار آپؐ کی وفات کے دس سال سے کم عرصہ میں تیسرے خلیفہ حضرت عثمان کے زمانے میں تالیف دے دی گئی۔ اس کا متن بالکل وہی ہے جو اس وقت تھا"۔

دوم احادیث صحیحہ ہیں جو اپنی تحقیق و احتیاط کے ایسے بلند معیار پر ہیں جس کی نظیر نہیں ملتی۔ سوم سیرت کی مستند روایات ہیں جن کی ہر روایت کی بنیاد اس پر ہوتی ہے کہ اس روایت کا بیان کرنے والا جو بات

Marfat.com

بھی کہہ اس کے متعلق سلسلہ روایت کسی صحابیؓ تک پہنچے اور سلسلہ روایت میں جتنے نام آئے ہوں ان کے متعلق یہ اطمینان ہو کہ وہ سب ثقہ تھے، سچے تھے، اپنی سمجھ اور اپنے حافظہ میں قابل اعتماد تھے نیک نام تھے، غیر ذمہ دار تھے، مسلمانوں کو صرف مسلمانوں کو یہ فخر حاصل ہے کہ راویوں کی حالت کی تحقیق اور چھان بین کے لئے انہوں نے اسماء الرجال کا فن ایجاد کیا جس سے ہر زمانہ میں ہر روایت کے مستند اور غیر مستند ہونے کی تحقیق کی جا سکتی ہے۔

اسماء الرجال کے متعلق جرمن کے مشہور عربی داں فاضل نے اصابہ کے دیباچہ میں لکھا ہے۔

"نہ کوئی قوم دنیا میں ایسی گزری، نہ آج موجود ہے جس نے مسلمانوں کی طرح اسماء الرجال کا سا فن ایجاد کیا ہو جس کی بدولت آج پانچ لاکھ شخصوں کا حال معلوم ہو سکتا ہے"۔ ص:۱۷

دوسری طرف نبی پاکؐ سے پہلے انبیاء کے حالات کو مسخ کر کے افسانہ بنا دیا گیا۔ جب کسی بڑے سے بڑے شخص کی زندگی کو تاریخی معیار سے گرا کر افسانہ بنا دیا جائے تو وہ زندگی نہ قابل استناد رہتی ہے نہ قابل اعتبار نہ لائق اسوہ رہتی ہے نہ ذخیرہ بصیرت بنتی ہے اور نہ دلیل و برہان بنتی ہے کیونکہ افسانہ بن جانے کے بعد رائی پربت بن جاتی ہے اور قطرہ سمندر بن جاتا ہے۔ تاریخی استناد کے بغیر امیر حمزہؓ کی زندگی کا ایک جز فسانہ بن کر داستانِ امیر حمزہ اور طلسم ہوشربا بن جاتا ہے۔

توراۃ اور انجیل یقیناً الہامی کتابیں ہیں مگر تحریف کے ہاتھوں نا قابل اعتماد ہو کر رہ گئی ہیں۔ یعنی کلام الٰہی حقیقی مواقع سے بدلہ ہوا ہے۔ قرآن مجید میں ہے۔

فویل للذین یکتبون الکتب بایدیھم ق ثم یقولون ھذا من عنداللہ پ۱۔ع۸

ترجمہ "سو بڑی خرابی ہے ان کے لئے جو تحریف کر کے اپنے ہاتھوں سے کتاب لکھتے ہیں۔ پھر لوگوں سے کہتے ہیں یہ اس طرح خدا کے پاس سے نازل ہوئی ہے"۔

اس بات کا اعتراف خود اہل علم عیسائی مصنفین و مورخین اور مذاہب کے ذمہ دار پادریوں کو بھی ہے

Marfat.com

Micheal H. Hart اپنی کتاب "The 100" میں لکھتے ہیں۔

The koran, therefore, closely represents Muhammad`s ideas and teaching and to considerable extent his exact words, No such detailed compilation of the Christ has survived. ص ۳۹

ترجمہ قرآن مجید میں نبی کی تعلیمات اور خیالات کا قریب ترین اظہار کرتا ہے اور بہت حد تک ان کے اپنے الفاظ میں حضرت عیسیٰ کی تالیف اس طرح محفوظ نہیں"۔

بہر حال انبیاء بنی اسرائیل ہوں یا دوسرے مصلحان کسی کی زندگی کے سر پر واقفیت کا تاج نہیں ان کی افسانوی قبا اور محرف چغہ میں اصل حقیقت کا ایک تار بھی استناد کے ساتھ نہیں ملتا۔

جامع کمالات حضور اکرم کو قرآن مجید جیسی جامع کتاب عطا کی گئی جو جہانوں کی ہدایت کے واسطے ایک اعلیٰ ترین نسخہء کیمیاء ہے یہ اتنا جامع اور کامل ہے کہ اس میں سے کوئی چیز زائد نہیں کہ نکالی جائے اور نہ ہی کوئی نقص ہے کہ اس میں اضافہ کیا جائے۔ اصول کی تشریح تو ہو سکتی ہے لیکن ان میں ردوبدل اور ترامیم کی کوئی گنجائش نہیں کیونکہ ازل سے دین ایک ہی ہے۔ شریعتیں بدلتی رہیں اور قوموں کے مزاج کے مطابق ردوبدل ہوتا رہا۔ جب مزاج پختہ ہو گیا تو دین کی بھی تکمیل ہو گئی۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قومی مزاج نرم تھا۔ ان کی شریعت رحم، وعظ اور اخلاق کی شریعت تھی۔ ان کے ہاں انتقام حرام اور عفو کو واجب قرار دیا گیا۔ چنانچہ انہوں نے فرمایا......

"جو تیرے داہنے گال پر طمانچہ مارے تو دوسرا
گال بھی اس کی طرف پھیر دے۔ جو تیرا کرتہ لے تو اسے
چغہ بھی لے لینے دے۔ جو کوئی تجھے ایک کوس بیگار میں لے
جائے تو اس کے ساتھ دو کوس چلا جا"۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کے مزاج میں شدت تھی اس لئے انتقام لینا آپ کی شریعت میں واجب تھا۔ لہٰذا وہ جان کے بدلے جان، آنکھ کے بدلے آنکھ، کان کے بدلے کان، دانت کے بدلے دانت

Marfat.com

اور زخموں کا بدلہ ان کے برابر لیتے۔

لیکن محسن انسانیت حضرت محمدؐ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قانون اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وعظ کو اس طرح ترتیب دیا کہ قانون کا عدل اور اخلاق کا رحم باہم مل گئے اور ایسا ضابطہ حیات تیار ہوا جو ہر دور کا جامع تھا۔

حضرت یوسف علیہ السلام حسن و جمال کا مرقع تھے۔ مگر حضور اقدسؐ جمالِ صورت میں بے مثل و بے مثال تھے۔ آپ ہر عیب ونقصان سے پاک پیدا کئے گئے ان میں جو حس کا جوہر تھا وہ ناقابل تقسیم تھا۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ آپ کا بدن چاندنی سے ڈھال کر بنایا گیا ہو۔ رخِ انور پر پسینہ کے قطرات موتیوں کی طرح ڈھلکتے تھے اور اس میں مشک وعنبر سے بڑھ کر خوشبو رہتی۔ آپ کے جسم انور کا سایہ نہ تھا الغرض حضورؐ کا چہرۂ منور جمالِ الٰہی کا مظہر تھا۔

حضرت جابر بن سمرہؓ کا بیان ہے کہ......

"میں نے رسولؐ کو ایک مرتبہ چاندنی رات میں دیکھا میں ایک مرتبہ چاند کی طرف دیکھتا اور ایک مرتبہ آپ کے چہرۂ انور کو دیکھتا تو مجھے آپ کا چہرہ چاند سے بھی زیادہ حسین وخوبصورت نظر آتا"۔

سیدالانبیاء کو اپنی تخلیق کا شاہکار بنا کر ربّ تعالیٰ نے معراج کر دیا۔ معراج کے واقعہ کے بارے میں قاری شریف احمد "تذکرۂ خاتم الانبیاء" میں لکھتے ہیں۔

"بیت المقدس کی مسجد اقصیٰ سے ساتوں آسمان سدرۃ المنتہیٰ تک جانا اور تمام عجائبات سماوی کا مشاہدہ کرنا پھر قربِ خداوندی اور دیدارِ خداوندی کے ساتھ شرفِ ہم کلامی سے مشرف ہونا اور عجائبات خداوندی کا ملاحظہ کرنا' معراج کہلاتا ہے۔ بسا اوقات ان دونوں کے مجموعہ کو 'اسریٰ' یا معراج کے لفظ سے تعبیر کیا جاتا ہے"۔ ص : ۱۵۱

یہی نبی پاک کی اقتداء میں تمام انبیاء نے نماز پڑھی اسی لئے آپ کو امام الانبیاء بھی کہا جاتا ہے۔

میزبان خالقِ کونین بنا خود تیرا
تیری توقیر سر عرشِ معلیٰ دیکھی
تیرے سجدے سے جھکی سارے رسولوں کی جبیں
سب نے اللہ کو مانا تیری دیکھا دیکھی

معراج شریف عظیم الشان اور محیر العقول معجزہ تھا اور ایسا سفر تھا کہ اس سے پہلے کوئی نبی ایسے سفر پر نہیں گیا تھا۔ ہمارے آقا و مولیٰ جناب رسول کو اس معراج کے شرف کے ساتھ ساتھ پانچ نمازوں کا تحفہ دیا گیا۔ اور ساتھ ہی بشارت دی گئی کہ یہ پانچ نمازیں ثواب میں پچاس نمازوں کے برابر ہیں جبکہ پہلے انبیاء نے اپنے اوپر کسی انعام کی وجہ سے کسی وقت کی نماز متعین کر لی تھی۔ مثلاً سیدنا آدم علیہ السلام جب بہشت سے دنیا میں بھیجے گئے تو اندھیری رات تھی جب دن کی روشنی نظر آئی تو آپؑ نے دو رکعتیں پڑھیں اسی طرح حضرت ابراہیمؑ جب حضرت اسماعیلؑ کی قربانی پیش کرنے کی جدوجہد سے فارغ ہوئے تو اس وقت سورج ڈھل چکا تھا اس امتحان میں کامیاب ہونے کی خوشی میں آپ نے چار رکعتیں بطور شکریہ پڑھیں۔ یہ ظہر کا وقت تھا۔ حضرت یونس علیہ السلام کو جب مچھلی کے پیٹ سے باہر نکالا گیا تو آپ نے بطور شکریہ چار رکعت ادا فرمائیں یہ عصر کا وقت تھا۔ مغرب کے وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے تین رکعت بطور شکریہ ادا کیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام غموں میں گھرے رہے۔ دریائے نیل سے بنی اسرائیل کو پار کرانے کا غم، فرعون اور اس کے لشکر کے تعاقب کا فکر، فرعون اور اس کی قوم کا غرق، ان غموں سے نجات پانے کی خوشی میں آپ نے عشاء کے وقت چار رکعت نماز بطور شکریہ پڑھیں۔

آنحضرتؐ افضل الانبیاء المرسلین ہیں اس لئے آپ کی ذات نبوت کے تمام تر کمالات کی پیکر ہے آپ نبوت و رسالت کے آفتاب ہیں۔ دیگر تمام انبیاء کو جس قدر فضائل و مناقب عطا ہوئے ہیں وہ سب اسی آفتاب کا پرتو اور فیض ہیں۔ آپ کے تمام معجزات خواہ وہ معنوی ہوں یا حسی ہر طرح سے جامع اور بے مثال ہیں معنوی طور پر قرآن پاک آپ کا سب سے بڑا علمی اعجاز ہے۔

آپ کے حسی معجزات اپنی مثال ہیں اگر عصا مارنے سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں پہاڑ

سے چشمے جاری ہو گئے تو کمال یہ ہے کہ محمدؐ کی انگلیوں سے چشمے پھوٹ پڑے کہ بظاہر چند قطرے پانی سینکڑوں افراد کے پینے، جانوروں کو پلانے اور نہانے کے لئے کافی ہو جائے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ید بیضا نے روشن ہو کر دیکھنے والوں کو حیرت میں ڈال دیا۔ لیکن کمال یہ ہے کہ محمد مصطفیٰؐ کے خادمین صحابہ کرامؓ کے ہاتھوں کی چھڑیاں رات کو راستہ چلتے روشنی کے مینار بن کر چمکنے لگیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام "قم باذن اللہ" کہتے تو مردہ زندہ ہو جاتا یقیناً یہ معجزہ ہے لیکن کمال اعجاز یہ ہے کہ محمد مصطفیٰؐ کے دست مبارک میں سنگریزے تسبیح کرنے لگے کہ آواز غیروں نے بھی سنیں۔ اسی طرح ستونِ حنانہ کا اس وقت گریہ وزاری کرنا جب آپؐ نے پہلی بار اسے چھوڑ کر منبر پر خطبہ دیا۔ عصائے موسیٰ علیہ السلام کے سانپ بن جانے سے کہیں زیادہ معجزانہ کمال کی دلیل ہے۔

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

حضرت نوح علیہ السلام کی زندگی کفر کے خلاف جہاد کا منظر پیش کرتی ہے۔ حضرت ابراہیمؑ کی حیات بتوں کے دیس میں یقین محکم کی مثال ہے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام خدا پر توکل اور اعتماد کے علمبردار ہیں۔ حضرت یوسفؑ قید و بند میں بھی جوش تبلیغ سے سرشار ہیں۔ حضرت ایوبؑ صبر و شکر کا نمونہ ہیں۔ حضرت یونس علیہ السلام ندامت و انابت کا محور۔ حضرت داؤد علیہ السلام حمد و ستائش اور دعا و مناجات کا صحیفہ اور حضرت سلیمان علیہ السلام شاہانہ اولوالعزمی پر قائم نبوت کی شان و شوکت۔

لیکن

محمدؐ کی سیرت طیبہ ان سب کا سراپا ہے اور تمام انبیاء و مرسلین کی سیرتوں اور زندگیوں کا مرکز، جہاں پر سب کے سارے کمالات سمٹ کر جمع ہو گئے۔ آپؐ کی ذات پاک منتہائے خلائق ہے اور کائنات کی تخلیق کا مقصد اتم کہ انفس و آفاق کی وسعتوں میں پھیلا ہوا جہاں رنگ و بو اپنے دائرہ میں سمٹ کر آپ ہی کی ذات کے انتہائی اور آخری نکتہ پر مرتکز ہوتا ہے۔ کیونکہ آپ خالق کی تخلیق کا آخری شاہکار ہیں۔ تخلیق کا دائرہ سمٹ کر نبی آخر الزمان تک پہنچتا ہے۔ آپ خلاصہ کائنات اور خلافتِ الٰہیہ کا مظہر اور محور ہیں۔ آپ کائنات کے اسماء و صفات اور ذاتِ مظہر اتم میں تکوین و تخلیق کا آخری نکتہ اور مرکز بھی ہیں۔ آپ کے علوم و معارف، رموز و اسرار

Marfat.com

اور مکارم اخلاق اور جملہ اوصاف کی نظیر نہیں ملتی۔

تیرے خلق کو حق نے عظیم کیا تیری خلق کو حق نے جمیل کیا
کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہو گا شہا تیرے خالقِ حسن وادا کی قسم

الغرض حضورؐ کی طویل فہرست کا مطلع بھی تھے۔ مقطع بھی۔ اول بھی تھے آخر بھی۔ دیگر انبیاء زندگی کے کسی ایک گوشے میں ممتاز نظر آتے ہیں اور بحثیت مجموعی جانچنے پر نامکمل نظر آتے ہیں۔ کوئی نبی اپنی زندگی کی آپ جیسی ہمہ گیر، ہمہ پہلو اور ہمہ جہت تصویر پیش نہیں کر سکتا۔ آپ انبیاء کے سردار ہیں۔ آپ تمام نبیوں کے محاسن کا مجموعہ ہیں اور سراجِ منیر ہیں جسے روشن رہنا ہے اور ابد تک ذہنوں کا زنگ بھی دور کرنا ہے اور تاریکیوں کو نور بھی عطا کرنا ہے۔ آپؐ ہر لحاظ سے یکتا و اعلیٰ ہیں۔

شمع ہدایت ' نجم ہدایت ' ماہِ ہدایت مہر ہدایت
دافع ظلمت کون! محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
خلق میں یکتا، خلق میں یکتا، حسن میں یکتا، شان میں یکتا
نازشِ خلقت کون محمد صلی اللہ الہ وآلہ وسلم

......☆......

تعلیمات نبویﷺ کی روشنی میں عالمی امن کے فروغ میں ہمارا کردار

............تحسین ۔اسسٹنٹ پروفیسر............

............گورنمنٹ گرلز انٹر کالج ۔سیٹلائٹ ٹاؤن کوئٹہ............

ابتدائیہ:

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا   مرادیں غریبوں کی برلانے والا

مفاسد کو زیروزبر کرنے والا   قبائل کو شیروشکر کرنے والا

............مولانا الطاف حسین حالی............

اللہ تعالیٰ کی جانب سے رُشد و ہدایت کا سلسلہ ازل سے جاری رہا اور اس کی آخری کڑی حضرت محمد مصطفیٰ پر جا کر مکمل ہوا۔آپؐ سے قبل ہر نبی کا پیغام کسی خاص قوم اور کسی خاص خطے تک محدود ہوتا تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے رشد و ہدایت کی روشنی پھیلانے میں آپ کو بلاتفریق ملک وملت پوری انسانیت کی ہدایت کے لئے نبی بنا کر بھیجا ہے۔

سرورکون مکاںﷺ کی سیرت طیبہ کا ہر پہلو تابناک ہے لیکن آپؐ کے صحیفہ اخلاق میں جو بات نمایاں حیثیت کی حامل ہے وہ آپ کی صفت رحمتہ اللعالمین ہے۔جس کی گواہی خود خالق کائنات فرماتا ہے۔

وماارسلنك اِلا رحمة لِلّعٰلمین ۵

ترجمہ   اور بیشک ہم نے آپؐ کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔یہاں تمام جہانوں سے مراد عالم موجودات٬ عالم نباتات و عالم جمادات اور عالم کائنات ہیں اور ساتھ ہی اعلان کر دیا کہ آپﷺ کی زندگی پوری انسانیت کے لئے نمونہ حیات بنا دی گئی ہے۔

جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو رحمتہ اللعالمین کا لقب دیا تو اس کا مقصد ہے کہ آپؐ اس کائنات میں تمام قوموں کو بھلائی٬ امن٬ محبت٬ سلامتی اور انسانیت کا درس اور پیغام دینے آئے۔

یوں تو جدید دور میں انسان کو بے شمار مسائل کا سامنا ہے۔عالمی امن کا فقدان انہی میں سے ایک

Marfat.com

اہم مسئلہ ہے۔آج پوری انسانیت کا مسئلہ بقاء اور سلامتی کا ہے۔لسانی' ثقافتی' مذہبی تعصب' تنگ نظری اور نفرت نے انسان کو انسان کا دشمن بنا دیا ہے۔ اقوام متحدہ بڑی طاقتوں کے آگے بے بس نظر آتی ہے۔ افغانستان' عراق' کشمیر' فلسطین اور دیگر کئی ممالک میں مسلمانوں کا ناحق خون بہایا جا رہا ہے۔ اسلحہ کی دوڑ اور ایٹمی پھیلاؤ نے اقوام عالم میں عدم تحفظ کا احساس پیدا کر دیا ہے۔

عصر حاضر میں مسلمان اس قدر کمزور اور سیاسی طور پر مضمحل ہو چکے ہیں کہ اہل مغرب انہیں بنیاد پرست اور دہشت گرد کہہ کر اپنا دفاع کرتے پھر رہے ہیں۔آج انسانیت جس عالمی امن کے فقدان کا شکار ہے اس سے نجات کا ذریعہ صرف اور صرف تعلیمات نبویؐ میں ہی مضمر ہے۔

فصل اول:

حضور اکرمؐ کی سیرت پاک

ولادت با سعادت

جدید تحقیق کے مطابق نبی اکرمؐ کی ولادت مبارک ۱۲ ربیع الاول بمطابق ۲۰ اپریل ۵۷۱ء کو ہوئی۔ یہ سوموار کا دن تھا۔قبیلہ قریش سے آپؐ کا تعلق تھا۔والد ماجد کا انتقال تو پیدائش سے پہلے ہو چکا تھا کچھ عرصہ بعد والدہ اور دادا کا بھی انتقال ہو گیا۔آپؐ نے پرورش اپنے چچا کے ہاں پائی۔

ظہور اسلام سے قبل عربوں کی حالت

یہ وہ زمانہ تھا جب سارا ملک اضطراب اور بدامنی کا شکار تھا۔قتل و غارت' بدکاری' بے حیائی اور فحش کاری و زناکاری اپنے عروج پر تھی۔لڑکیوں کو رسوائی اور خرچ کے خوف سے زندہ دفن کر دیتے۔قمار بازی' شراب نوشی عروج پر تھی۔اس عادت کو وہ تمغہ شرافت جانتے تھے اور اشعار میں اس کا ذکر فخر سے کرتے تھے۔

تجارت کا آغاز

بچپن آپؐ نے پاکیزہ انداز میں گزارا اور ۱۲ سال کی عمر میں اپنے چچا ابو طالب کے ساتھ تجارت کی غرض سے شام کا سفر کیا۔جوانی کے دور میں آپؐ نے تجارت کو بطور پیشہ اپنا لیا۔دیانتداری اور سچائی کے سبب

Marfat.com

صادق اور امین کا لقب پایا۔

۲۵ سال کی عمر میں آپ کا نکاح حضرت خدیجہؓ سے ہوا۔ وہ آپؐ کے اعلیٰ اخلاق و کردار اور دیانت سے بہت متاثر تھیں۔ پہلی وحی آپؐ پر ۴۰ برس کی عمر میں نازل ہوئی اس کے تین سال بعد آپ کو تبلیغ اسلام کی ہدایت کی گئی۔

تبلیغ کا آغاز

نبوت کے تین سال بعد آپؐ نے اعلانیہ تبلیغ کا آغاز کیا۔ جس سے مکے کے تمام کافر آپؐ کے جانی دشمن بن گئے اور انہوں نے مسلمانوں کو ستانا شروع کیا۔ جس کی وجہ سے مسلمانوں کو مدینہ کی طرف ہجرت کرنا پڑی۔ نبوت کے تیرھویں سال سرور کونینؐ نے بھی مدینے کی طرف ہجرت کی۔ جہاں مسلمانوں کے آنے سے اسلام کی روشنی پھیل چکی تھی۔

مدنی زندگی

مدینہ میں آپؐ نے اپنی سیاسی بصیرت اور تدبر سے ایسے قواعد وضوابط ترتیب دیئے جس سے ایک اسلامی فلاحی معاشرہ کے قیام کا آغاز ہوگیا۔ مہاجرین وانصار میں مواخات قائم کر کے بھائی چارے کی فضاء قائم کی۔ آخری حد تک جنگ سے گریز کیا۔ لیکن جب شر کو مٹانے کا کوئی راستہ نہ پایا تو مختلف غزوات میں حصہ لیا۔ کئی معاہدے طے پائے۔ تبلیغ دین کو جاری رکھا اسی عرصے میں قرآنِ پاک کا نزول مکمل ہوا۔

اسوۂ حسنہ

قرآن پاک میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپؐ کی سیرت کے اخلاقی پہلو نہایت بلیغ انداز میں بیان فرمائے ہیں۔

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنہ (سورہ الاحزاب)

ترجمہ تمہارے لئے رسولؐ میں بہترین نمونہ موجود ہے۔

اللہ تعالیٰ نے نبی کریمؐ کے ذریعے اسلام جو کہ ''مکمل ضابطہ حیات'' ہے فراہم کر دیا۔ اس میں تمام

Marfat.com

انسانیت کی بھلائی اور فلاح ہے۔ جس بدامنی کا شکار آج انسانیت ہے اس کا چھٹکارا صرف اور صرف تعلیمات نبویؐ میں مضمر ہے۔

سیرت طیبہ کے چند پہلو جو ہر فرد کے لئے مشعل راہ ہیں۔

۱۔ حسن خلق ۔۲۔ حسن شفقت ۔۳۔ رحم دلی ۔۴۔ صبر وتحمل ۔۵۔ عفوودرگزر ۔۶۔ عبادت وتفریت۔

۷۔ مہمان نوازی ۔۸۔ خیال خاطر احباب ۔۹۔ حسن معاملہ ۔۱۰۔ ایثار ۔۱۱۔ بچوں سے پیار۔

۱۲۔ عدل وانصاف۔

فصل دوئم:

حضور اکرمؐ کی تعلیمات وواقعات برائے فروغِ امن

نبی اکرمؐ دنیا کے عظیم ترین مدبر تھے۔ آپؐ نے ہمیشہ تصادم سے بچنے کی کوشش کی۔ معاہدات اور مذاکرات کو ترجیح دی۔ آخری راستے کے طور پر تصادم کو اختیار کیا۔ تاریخ اسلام ایسے واقعات سے بھری پڑی ہے جس میں آپؐ کی سیاسی بصیرت اور تدبر کا اندازہ ہوتا ہے۔ جس کے بل بوتے پر آپؐ نے امن قائم کیا۔

حلف الفضول

بیس برس کی عمر میں آپؐ مظلوموں کی دادرسی کے اس معاہدے میں شامل ہوئے جو حلف الفضول کے نام سے موسوم ہے اس معاہدے کی واحد دفعہ یہ تھی کہ عرب مظلوم کے مقابلے میں ظالم کی حمایت نہیں کرے گا۔ یہ آپؐ کا پہلا اجتماع تھا جس میں آپؐ نے شرکت فرمائی۔ نوجوان میں بھی آپؐ میں سیاسی بصیرت اور قوت فیصلہ کی خوبی موجود تھی۔

حجراسود کا واقعہ

کعبہ کی تعمیر کے موقع پر جب حجراسود کو اپنی جگہ نصب کرنے کا وقت آیا تو خونریز تصادم کا خطرہ پیدا ہوگیا۔ ہر سردار حجراسود کو نصب کرنا اپنا حق سمجھتا تھا۔ چنانچہ آپؐ نے ایک بڑی چادر منگوائی اور اس میں حجراسود

Marfat.com

رکھ کر تمام سرداروں سے فرمایا کہ اسے اونچا اُٹھا کر نصب کرنے کے مقام تک لے چلیں۔ جب حجر اسود مطلوبہ مقام تک پہنچ گیا تو آپؐ نے اپنے دست مبارک سے اسے خانہ کعبہ میں لگا دیا۔ یہ واقعہ اس بات کا ثبوت دیتا ہے کہ آپؐ نے ہمیشہ معاہدات اور مذاکرات کو ترجیح دی۔

میثاق مدینہ

یہ ایک تاریخی عہد نامہ تھا۔ جس سے مدینہ منورہ میں امن قائم ہو گیا۔ اسی معاہدے سے حضورؐ کی خارجہ پالیسی واضح ہوتی ہے۔ اہم شقیں۔

☆ یہود اور مسلمان اپنے اپنے مذہب پر عمل پیرا ہوں گے۔

☆ مظلوم کی مدد کی جائے گی۔

☆ ان کے درمیان معاملات خیر خواہی' خیر سگالی اور نیکی و بھلائی کے ہوں گے۔

☆ مدینے پر حملے کی صورت میں یہود و مسلمان ایک دوسرے کی مدد کریں گے۔

☆ قانونی' سیاسی اور عدالتی لحاظ سے آخری مختار حضورؐ کو ٹھہرایا گیا۔

صلح حدیبیہ

جنگ بدر اور جنگ اُحد جو کہ مخالفین کی طرف سے یکطرفہ جنگیں تھیں کے بعد مخالفین کی شرطوں کو قبول کر کے دس سال کا معاہدہ امن کیا جو کہ صلح حدیبیہ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ اس واقعہ کو قرآنِ پاک میں فتح مبین کہا گیا ہے۔ یہی وہ صلح تھی جس کے بعد پر امن تعمیری عمل جاری ہو سکا۔ جس نے آخر کار مکہ اور عرب کی تسخیر کو ممکن بنا دیا۔

پیغمبرانہ پالیسی

رسول اللہؐ کی تیئس سالہ زندگی اس بات کا ثبوت ہے کہ ''آپؐ نے ہمیشہ عملی حالات کی رعایت کرتے ہوئے اپنے اقدام کا منصوبہ بنایا اور نتیجے کی پرواہ کئے بغیر پر جوش اقدام سے گریز کیا''۔

مکی دور کے آخر میں جب دشمنوں نے مسلح ہو کر رسول اللہؐ کے مکان کو گھیر لیا اور آپؐ کے قتل

۔پے ہو گئے اس وقت آپؐ ان سے مقابلہ کرنے کے لئے سامنے نہیں آئے بلکہ آپ پچھلے دروازے سے
موشی کے ساتھ نکلے اور مدینے کے لئے روانہ ہو گئے۔ تا کہ اپنی دعوتی مہم کو زیادہ موثر طور پر جاری رکھ سکیں۔

نبیؐ کی تعلیمات سے واضح ہے کہ اسلام میں سر کٹانا نہیں بلکہ سر کا بچانا ہے۔ اسلام میں زندگی کو مٹانا
ہیں بلکہ زندگی کو عمل خیر میں استعمال کرنا ہے۔ آپؐ کے زمانے میں بیت اللہ میں ۳۶۰ بت رکھے ہوئے تھے
پ کا مشن یہ تھا کہ کعبہ کو ان بتوں سے پاک کیا جائے۔ آپؐ تیرہ سال مکہ میں رہے لیکن آپؐ نے کبھی ان
وں کو توڑنے کی کوشش نہیں کی۔ یہاں تک اسی حالت میں تقریباً بیس سال گزر گئے اور صرف قولی دعوت پر
کتفا کیا۔ بیس سال بعد جب مکہ فتح ہوا اس وقت آپؐ نے عملی کارروائی کر کے کعبہ کو بتوں سے پاک کر دیا۔

تح مکہ

فتح مکہ کے موقع پر آپؐ نے عفو یعنی عام معافی کا اعلان کر دیا۔ اس مدبرانہ پالیسی سے فوراً دو ہزار
ریش اسلام میں داخل ہوئے۔ اس حکمت عملی سے شہر بغیر جنگ کے فتح ہوا۔ جس کی مثال پوری دنیا میں کہیں
ہیں ملتی۔

خطبہ حجۃ الوداع

خطبہ حجتہ الوداع کے اہم نکات۔

☆ ایک دوسرے کی جان، مال اور عزتوں کو واجب الاحترام قرار دیا۔

☆ ایک دوسرے پر ظلم اور امانت میں خیانت سے منع فرمایا۔

☆ سود کو حرام قرار دے دیا۔

☆ ہر مسلمان کو دوسرے مسلمان کا بھائی بنا دیا۔

☆ رنگ و نسل کے تعصب کو یکسر ختم کر دیا اور بلند درجہ پرہیزگار کے لئے مقرر کر دیا۔

☆ کتاب اللہ اور سنتِ رسولؐ کی پیروی کی ہدایت۔

☆ مردوں کے عورتوں پر اور عورتوں کے مردوں پر حقوق و فرائض متعین کئے۔

Marfat.com

یہ نکات نبیؐ کی تئیس سالہ نبوت کے دور کی تعلیمات کا نچوڑ ہیں۔ اج اقوام متحدہ ۱۹۴۸ء میں انسانیت کے حقوق اور عالم امنکے لئے جو چارٹر پیش کرتی ہے حضورؐ نے ہمیں آج سے چودہ سو سال سے زائد عرصہ قبل عطا کیا۔ اگر انہی نکایت کو نافذ کر دیا جائے تو پورے معاشرہ انسانیت میں امن وسکون قائم ہو جائے۔

موجودہ دور میں امن عالم اور مسلمانوں کا کردار

اسلام اور عالم امن

اسلام کے معنی ہیں ''امن وسلامتی'' قرآن پاک میں خدا کے دین کو ''سبل السلم'' یعنی امن کے راستے کہا گیا ہے۔ اسلام نان وائلنس کی تعلیم دیتا ہے۔ اسلام نان وائلنس کے ماحول میں دوستی کو فروغ دیتا ہے۔ مثبت قدروں کو اُبھارتا ہے۔ لوگوں کو مواقع کے استعمال کی طرف لے جاتا ہے۔ اسلام زندگی کو فروغ دیتا ہے۔

اسلام رواداری کا درس دیتا ہے۔ امن اس معاشرے میں قائم ہوتا ہے جہاں رواداری کا جذبہ موجود ہو۔ اسلام وہ مذہب ہے جس نے رواداری کا درس دیا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

واعتصمو الحبل اللّٰہ جمعیاً و لاتفرقوا (سورہ آل عمران)

ترجمہ اور مضبوط پکڑو رسی اللہ کی سب مل کر اور پھوٹ نہ ڈالو۔

اس آیت مبارکہ میں اللہ ''کتاب اللہ'' اور ''سنت رسول'' پر مضبوطی سے عمل کرنے' فساد سے بچنے اور متحد رہنے کا حکم دیتا ہے۔ یہی وہ راستہ ہے جس سے امن کو قائم رکھا جا سکتا ہے۔

قرآن اور حدیث میں جہاد کی فضیلت بیان کی گئی ہے جہاد کے معنی کوشش کے ہیں۔ یہ لفظ قتالی عمل کے مقابلہ میں غیر قتالی عمل کے لئے استعمال کیا گیا ہے۔ لیکن اگر طاغوتی قوتیں حق کا راستہ روکنے اور اسے مٹانے کے لئے کھلی جنگ پر اُتر آئیں تو پھر مدافعانہ جہاد ضروری ہو جاتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وقاتلو هم حتیٰ لاتکون فتنة و یکون الدین کله للّٰہ.

(سورہ الانفال : ۳۹)

ترجمہ اور لڑتے رہو ان سے یہاں تک کہ نہ رہے فساد اور ہو جائے سب اللہ کا۔

امن عالم کی ضمانت

امن عالم کی ضمانت صرف ''عقیدہ آخرت'' اور ''خوف خدا'' میں ہی مضمر ہے۔ جس کے ذریعے ہمارے فرائض عوام اور حکومت میں مشترک ہو جاتے ہیں اور ہر شخص اپنی ذمہ داری محسوس کرنے لگتا ہے۔ قرآن حکیم نے انسان کو ایک ایسا نظام فراہم کر دیا ہے کہ جس پر عمل پیرا ہو کر اس بد کردار اور خونخوار دنیا کو ایک صالح اور پر امن دنیا میں تبدیل کیا جا سکتا ہے۔ نبی کریمؐ نے اس بات کو ثابت کر دکھایا۔ وہ لوگ جو ایک دوسرے کے دشمن تھے۔ قانون کا احترام کرنے لگے۔ غریب و امیر، مزدور و سرمایہ دار کو ایک صف میں لا کھڑا کیا۔ غرض ایک امن و اطمینان کا آغاز ہو گیا۔

علماء کا کردار

موجودہ دور میں علماء کرام اسلام کا تشخص صحیح معنوں میں اجاگر کر کے اپنا کردار ادا کر سکتے ہیں۔ ملک میں ''کتاب اللہ۔ وسنت رسول'' کو نافذ کرانے کی کوششیں کریں۔ آج ہمارا معاشرہ مختلف برائیوں میں گھرا ہوا ہے۔ ان کے سد باب کے لئے اپنا کردار ادا کر سکتے ہیں۔ حضورؐ کے بعد علماء دین کی ہی ذمہ داری ہے کہ وہ اسلامی قواعد و ضوابط کو صحیح معنوں میں لوگوں تک پہنچائیں۔ مسلمانوں کے درمیان اتحاد قائم کرنے کے لئے کوشاں رہیں۔ تا کہ طاغوتی قوتوں کا مقابلہ کیا جا سکے۔ اور ایک ایسی اسلامی فلاحی ریاست کا قیام ممکن ہو سکے جو عالم امن میں اپنا کردار ادا کر سکے۔

ہر شخص اپنا محاسبہ خود کرے

یہ بات عیاں ہے کہ عالم امن ''خوف خدا'' اور ''عقیدۂ آخرت'' میں مضمر ہے۔ ''کتاب اللہ'' اور ''سنت رسول'' نے ہمیں مکمل ضابطہ حیات فراہم کر دیا ہے۔ اب ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم ان پر کتنا عمل کرتے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ولذلک جعلنکم اُمة وسطاً ۵ (سورہ البقرہ)

ترجمہ اور ہم نے تمہیں اُمت معتدل بنایا۔

یعنی ہم اُمت معتدل ہیں جس میں ہر فرد پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ خود اس دین پر عمل کرے اور دوسروں کو بھی اس کی ترغیب دے۔ اگر ہر انسان اپنا محاسبہ خود کرتے ہوئے اپنے آپ کو اسلامی اصولوں کے مطابق ڈھال دے تو کوئی شک نہیں کہ مسلمان پھر دنیا پر حاوی ہو جائیں۔ یہ دنیا جو آج کشت و خون کے دہانے پر کھڑی ہے پھر سے امن و آشتی کا گہوارہ بن جائے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اپنا کھویا ہوا وقار دوبارہ حاصل کرنے میں کامیابی عطا کرے اور ''کتاب اللہ'' اور ''سنت رسول'' پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا کرے۔ (آمین)

......☆......

Marfat.com

جدید دور کے مسائل کا حل سیرت طیبہ کی روشنی میں

ہما ناز۔ اسسٹنٹ پروفیسر اُردو

..........گورنمنٹ گرلز کالج۔ جناح ٹاؤن کوئٹہ..........

عہد جدید میں تہذیب وتمدن کی خیرہ کن چمک دمک دیکھ کر عام آدمی اس غلط فہمی میں مبتلا ہو گیا ہے کہ آج کا انسان کوئی نئی مخلوق بن گیا ہے اس لئے آج پرانی باتیں مفید نہیں مگر حقیقت میں لوگ جانتے ہیں کہ یہ مغالطہ ہے اور سراب ہے آج کا انسان بھی وہی قدیم انسان ہے بلاشبہ اس نے خارجی دنیا میں عظیم الشان فتوحات حاصل کی ہیں۔ تہذیب وتمدن میں حیرت انگیز ترقیاں کی ہیں لیکن انسان کی داخلی زندگی آج بھی وہی ہے جو ہزاروں سال پیشتر تھی۔ نفرت وعداوت' بغض وحسد' وحشت وبربریت یا محبت واخوت' ایثار وقربانی' صدق وخلوص کسی چیز میں بھی کمی نہیں ہے یہ وہی قدیم انسان ہے آدم علیہ السلام کے بیٹے پہلے ملک مکوں یا پتھروں سے لڑے ہوں گے پھر تلوار و تیر سے لڑنے لگے پھر توپ وتفنگ کا زمانہ آیا آج میزائل اور ایٹم بم کا دور ہے۔ لڑنے کے ہتھیار ضرور تبدیل ہوتے رہے لیکن جذبہ جنگ میں کوئی فرق نہ آیا آج کا انسان پہلے سے شدید ترین خونریزی کے ساتھ جنگ لڑتا ہے۔ بنیادی طور پر انسان چاہتا ہے کہ اس کو دنیا میں امن وامان میسر ہو سکون وطمانیت حاصل ہو وہ معاشرہ جس کا وہ رکن ہے وہ اس کا غمگسار اور ہمدرد ہو عدل وانصاف ہو۔ حریت ومساوات ہو فرد اور معاشرے میں باہم ہم آہنگی ہو ایسے معاشرے میں وہ خلیفۃ اللہ فی الارض بن کر رہے۔ مقصد حیات کم کر دینے کے بعد انسان کوئی ایسا معاشرہ نہیں بنا سکا جس میں سکون ہو مسائل کا حل ہو۔ مقصد حیات اور اقدار عالیہ کا سبق بھٹکی ہوئی انسانیت کو رسول اللہ کے لائے ہوئے پیغام میں مل سکتا ہے اور اس پیغام کو عملی طریقے سے ہی حل کیا جا سکتا ہے۔ اس کے لئے عملی نمونہ چاہیے اور عالم انسانیت میں ایک ہی کامل نمونہ ہے وہ ذات ہے "**رسالت مآب** صلی اللہ علیہ وسلم"۔

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

"رسولؐ حیات طیبہ میں تمہارے لئے بہترین نمونہ زندگی ہے"۔ (الاحزاب ۲۱)

نبی پاکؐ نے ہمیں یہ (سبق) احساس دلایا کہ انسان اپنے گناہوں کا تنہا ذمہ دار ہے۔ جو سزا اسے

Marfat.com

ملتی ہے اسے کوئی نہیں اُٹھائے گا۔

کوئی دوسرا اس میں شریک نہیں ہوگا لہٰذا اسے اپنی ذمہ داریوں کا احساس رکھنا چاہیے۔

نبی پاکؐ نے اپنے آخری خطبے میں یہ ضمانت دی تھی کہ میں اللہ کی کتاب اور اپنی سنت چھوڑے جا رہا ہوا گر تم اسے پکڑے رہے تو کبھی گمراہ نہیں ہوں گے۔

لیکن آج کتنے ہیں جو قرآن پاک کو بامعنی پڑھتے ہیں اور کتنے ہیں جو اپنی زندگی کو رسولؐ پاک کی زندگی کے اصولوں سے منسلک کئے ہوتے ہیں بہت کم ہیں اس لئے مسائل کا شکار ہیں۔

نبی پاکؐ نے جن کاموں کے کرنے کا حکم فرمایا جن کاموں سے روکا ان میں سب سے پہلے خود عمل کیا اسی کا نام سیرت ہے۔

حقوق و معاملات کے تعین و ادائیگی کیلئے ہمیں سیرت پاک سے ہی رہنمائی حاصل کرنی چاہیے۔ جس سے ہمیں پتہ چل سکے گا کہ نبی پاکؐ کی نشست و برخاست، خلوت و جلوت، رحمت و غضب، شفقت و محبت ادائیگی حقوق و فرائض میں کیا انداز تھے کیا اسلوب تھے جن کے ذریعے حضورؐ پاک نے گمراہ قوم میں ایک انقلاب برپا کیا اور وہ برائیاں جو ان کی تہذیب و ثقافت کا حصہ بن چکی تھیں جیسے شراب، زنا کاری، خواتین کی حق تلفی وغیرہ حضورؐ نے ان کو کیسے دور کیا اور کس طرح ان کے دلوں میں برائیوں سے نفرت پیدا کی۔

رسالت مآب کی سیرت طیبہ کے مختلف پہلوؤں میں عدل کا پہلو انتہائی نمایاں ہے جو آج کے معاشرے میں رفتہ رفتہ کم ہو رہا ہے۔ مدینے میں قیام کے بعد نبی پاکؐ نے اسے آئینی حیثیت دی۔ اور اسلامی ریاست عدل کا گہوارہ بن گئی۔ اسلامی سربراہ کی حیثیت سے نبی پاکؐ نے نظام عدل کو زندگی کے ہر شعبے میں نافذ کیا اور اس کے نفاذ میں عدالت کے وقار کو بلند کیا سفارش اور معاشرتی رتبے جیسے کی حوصلہ شکنی فرمائی سزا کے نفاذ میں اکثر عزیز واقارب اور سفارش اور معاشرتی مقام آڑے آجاتے ہیں لیکن سیرت طیبہ سے سبق ملتا ہے کہ جب غزوہ بدر کے قیدی مسلمانوں کے قبضے میں آئے تو ان میں حضورؐ کے چچا عباسؓ بھی شامل تھے تو انصار نے اس خیال سے کہ یہ نبی پاکؐ کے قریبی عزیز ہیں عرض کیا یارسول اللہ اگر اجازت دیں تو ان کا فدیہ معاف کر دیا جائے تو نبی پاکؐ نے فرمایا۔ ہرگز نہیں ایک درہم بھی معاف نہیں کیا جائے۔ صحیح بخاری

فاطمہ نامی کی چوری پر لوگوں نے معافی کی درخواست کی تو فرمایا کہ اے لوگو! تم سے پہلے کے لوگ اس لئے ہلاک کر دیئے گئے کہ جب ان کا کوئی بڑا آدمی چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیا جاتا اور کوئی چھوٹا آدمی

Marfat.com

چوری کرتا تو اسے سزا دی جاتی۔ (سنن ابن ماجہ)

آج لوگ سستے قسم کے انصاف کو بھی ترستے ہیں۔ بڑے سے بڑا نقصان ہونے پر بھی تھانے کچہری جاتے ہوئے ڈرتے ہیں۔ کہ وہاں سوائے رسوائی کے انصاف تو ملنے سے رہا ہماری کوئی جان پہچان بھی نہیں ہے جو ہم پر توجہ دے۔

اے کاش ہم میں بھی یہ شعور آ جائے کہ اگر کوئی جرم کرے تو خاندانوں اور ذاتوں کو نہ دیکھے بلکہ خدا واسطے انصاف کرے اور نبی پاک کی شریعت کو بالائی حیثیت تسلیم کرے۔

نبی پاکؐ نظام عدل کو بنیاد بنا کر انسانی عظمت خصوصاً خواتین کی پاکبازی کی حفاظت کو قانونی شکل دی اور شوہروں کو بھی تنبیہ کہ کہ وہ اپنی شریک حیات کے بارے میں خواہ مخواہ شک میں مبتلا نہ ہوں پہلے ثبوت لائیں۔

اس کی مثال اس طرح سے ملتی ہے کہ جب بلال بن اُمیہ نے اپنی بیوی پر تہمت زنا لگائی اور اسے ثابت نہ کر سکے انہیں اسی کوڑوں کی سزا دی گئی۔ (اسلام کا معاشرتی نظام۔ص۔۳۷۔۳۸)

اور آج کیا ہے کہ اصل وجہ جاننے کی کوشش ہی نہیں کی جاتی صرف اپنی شان وشوکت اور جھوٹی عزت کی خاطر بے چاری عورتوں کو کاروکاری جیسی گھناؤنی رسم کی بھینٹ چڑھا دیا جاتا ہے۔

ہمارے نبی پاکؐ نے ہمیشہ اور ہر حال میں صبر اور عفو و درگزر سے کام لیا کبھی بھی کم ہمتی نہیں دکھائی حالانکہ نبوت کے بعد تو جیسے مصیبتوں کے پہاڑ ٹوٹ گئے ہوں مگر نبی پاکؐ نے کبھی غصہ نہیں کیا ہمیشہ بہت ہی استقلال سے کام لیا۔ باوجود کہ طاقت ہوتے ہوئے بدلہ نہ لیا۔ ہمیشہ درگزر سے کام لیا مگر آج کل تو جیسے صبر ختم ہی ہو گیا ہے۔ لوگ بات بات پر لڑنے مرنے کو تیار۔ لوگ غصے میں ہواؤں سے لڑتے ہیں بات بات پہ جذباتی ہونا اور جذبات میں بنے بنائے کام کو بگاڑنا عام سی باتیں بن گئی ہیں حالانکہ تیز و تند جذبات کے مواقع پر تحمل و بردباری سے کام لینا اور اپنی قوت برداشت کو آزمانا ہی عقلمندی ہے۔ اس طرح ایک جھگڑا طول نہیں پکڑتا ہے اور دوسرے فریق کو بھی نصیحت ہو جاتی ہے۔ اور یہ مشاہدہ ہے کہ ایسی صورت میں عام طور پر جلد یا بدیر اسے اپنی غلطی کا احساس ہو جاتا ہے۔ نبی پاکؐ نے غصہ کرنے سے منع فرمایا ہے۔

فرمایا غصہ ایمان کو اس طرح خراب کرتا ہے جیسے یلوا شہد کو خراب کر دیتا ہے۔

اور آج کل کا منفی بحث ومباحثہ اکثر تو غصے کی حالت میں ہوتا ہے۔ ایک دوسرے جی بھر کر برا کہنا'

Marfat.com

عیب نکالنا' طنز کرنا یہ سب غصے کی حالت میں ہوتا ہے۔

آپؐ نے دیگر مکارم اخلاق کی طرح برداشت وتحمل کے فروغ اور عدم برداشت کے سدباب کے لئے عملی اقدامات بھی فرمائے ہیں اور خود بھی عمل پیرا ہو کر اسوۂ حسنہ کی صورت میں بہترین نمونہ عمل قیامت تک آنے والی ساری نسل انسانی کے لئے پیش فرمایا اور تعلیمات' ہدایات اور فرمودات کے ذریعے بھی مختلف انداز اور اسلوب سے اس کی تلقین کی۔

فرمایا جو نرمی سے محروم ہو وہ ہر طرح کی بھلائی سے محروم رہا۔

عدم برداشت کا رجحان غصے ہی کی کیفیت سے پیدا ہوتا ہے اور عدم برداشت سے انسان میں منفی رجحانات جیسے خودکشی' لوٹ مار' قتل وغارت جیسے جراثیم جنم لیتے ہیں۔

عدم برداشت کی ایک بڑی وجہ اخوۃ کے رشتے سے لاتعلقی ہے حالانکہ حضورؐ پاک نے مدینے میں جاتے ہی اخوۃ کا رشتہ بنا دیا کہ سب مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ اور فرمایا کہ کہیں بھی کوئی بھی مسلمان تکلیف میں مبتلا ہو تو دوسرے مسلمان اس کے لئے ایسی تڑپ رکھیں جیسے اپنے لئے۔

نبی پاکؐ نے فرمایا......

☆ مسلمان ایک دوسرے کیلئے ایک جسم کی مانند ہیں اگر ایک حصے کو تکلیف ہو تو دوسرا عضو بھی اس تکلیف میں مبتلا ہوتا ہے۔

☆ اپنے مسلمان بھائی کی مدد کرو خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم۔ (احمد بن حنبل)

صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ مظلوم کی مدد کا مفہوم تو سمجھ میں آتا ہے لیکن ظالم کی مدد کس طرح کی جائے تو آپؐ نے فرمایا کہ ظالم کو ظلم سے روک دینا اور اس کام سے منع کرنا ہی اس کی مدد ہے۔ فرقہ واریت میں ہر فرقہ یہ تعین کر لیتا ہے کہ اسے عقائد یا عزائم دوسروں پہ بزور اور جبراً مسلط کرنے کا حق ہے اور وہ اس امر میں پوری طاقت صرف کر دیتا ہے اور اپنے عقائد کے حصول کیلئے وہ تشدد' قتل وغارت گری سے بھی پرہیز نہیں کرتا۔

تعصب میں انسان حق وانصاف کی بجائے اپنے مخصوص گروہ کے مفادات کو اولیت دیتا ہے اور ہر معاملے کو ایک مخصوص نظر سے دیکھتا ہے اور یہ زہر آہستہ آہستہ اپنا اثر دکھاتا ہے اور ان سے چھٹکارا پانا بہت

مشکل ہو جاتا ہے۔ اسلام فرقہ بندی کے خلاف ہے۔

نبی پاکؐ نے فرمایا......

''اے گروہ قریش اب جاہلیت کا غرور اور حسب نسب کا افتخار اللہ نے مٹا دیا تمام لوگ آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں اور آدم علیہ السلام مٹی سے بنے تھے''۔ (مسند احمد)

ہمارے معاشرے میں ایک اور وجہ بے چینی کی ہے وہ ہے دولت کمانا ہر شخص اس بھاگ دوڑ میں اور افراتفری کے عالم میں کوشاں ہے کہ کسی نہ کسی طرح راتوں رات امیر بن جائے اس میں وہ حلال وحرام کا بھی فرق نہیں کرتا۔ حالانکہ حضور پاکؐ نے حرام سود رشوت جیسی قبیح برائیوں سے سختی سے روکا ہے۔

فرمایا......

''جو شخص دس درہم کا کپڑا خریدے اور اس میں ایک درہم حرام مال کا ہو تو اللہ تعالیٰ اس وقت تک اس کی نماز قبول نہیں کرے گا جب تک وہ کپڑا اس کے جسم پر ہو۔ (بخاری)

انسانیت مالی بدحالی کے جس گرداب میں مبتلا ہو چکی ہے اس کی اہم ترین وجہ یہ ہے کہ اس نے خدائی قوانین کی بجائے انسانوں کے خود ساختہ نظام معیشت پر یقین کیا ہوا ہے اور افسوس کا مقام ہے کہ مسلمان بھی جس کے پاس وہ زریں اور معجزہ آفریں تعلیمات موجود ہیں اسے چھوڑ کر کسی اور راستے سے منزل مقصود کی طرف رواں ہے۔

اسلام نے معیشت کے لئے ایسا دائرہ کار بنایا جس میں اونچ ونیچ کا وہ غیر فطری فرق ہی موجود نہیں جس سے ایک جماعت بے قید سرمائے و دولت کی مالک بن جائے اور دوسرے اس کے سامنے دست سوال پھیلا کر فقہ وفاقہ کی زندگی بسر کرے اور اس کے دست تظلم کا شکار بنے۔

اس زمرے میں سب سے پہلی بات کمائی کے سلسلہ میں فرمائی کہ محنت کر کے کمانا ہے۔

فرمایا...... محنت کرنے والا اللہ کا دوست ہے۔

فرمایا...... جس کے پاس زائد سامان قوت وطاقت ہو اس کو دے جس کے پاس نہیں۔

جس کے پاس خورونوش زائد از ضرورت ہو اس کو لوٹا دے جس کے پاس نہیں اسی طرح بہت سارے اموال کے بارے میں فرمایا یہاں تک کہ صحابہ کرامؓ سمجھنے لگے کہ زائد سامان پر کسی مالک کا کوئی

اسی سلسلہ میں حضورؐ نے فضول خرچی، نمود و نمائش، بے جا قرض لینے سے منع فرمایا کہ جس نے میانہ روی اختیار کی وہ محتاج نہیں ہوگا۔ (مسند احمد بن حنبل)

آج کل ہمارا معاشرہ فضول خرچی اور اسراف کی وجہ سے انتہائی پریشانیوں اور الجھنوں سے دوچار ہے۔لوگ اکثر شادی بیاہ کی رسموں اور دیگر تقریبات میں بے دریغ پیسہ خرچ کرتے ہیں اور یہ سب کچھ جھوٹے وقار اور اونچی ناک رکھنے کی خاطر کیا جاتا ہے۔ہم رسم و رواج کے جال میں پھنس کر رہ گئے ہیں اور اس سلسلہ میں اسلامی تعلیمات کو پس پشت ڈال دیتے ہیں پھر اکثر ایسا ہوتا ہے کہ یہ روپیہ پیسہ ناجائز ذرائع و وسائل سے حاصل کیا جاتا ہے یا اپنی طاقت سے بڑھ کر قرض اُٹھایا جاتا ہے۔اور یوں ہماری زندگی اجیرن بن جاتی ہے۔

آج کل معاشرے کا ایک بہت بڑا مسئلہ اور ترقی کی راہ میں رکاوٹ مزدور اور مالک کا ہے۔

بیسویں صدی کے آغاز تک مزدور اور اجیر کو مالک اور آجر سے ڈر لگا رہتا تھا لیکن آج کل ایک دوسرے سے خطرہ لگا رہتا ہے۔اور دونوں ایک دوسرے کے خلاف جائز اور ناجائز مہم چلانے میں مصروف رہتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ بڑی بڑی ملوں اور کارخانوں میں جو اچھے انجینئر، سائنسدان اور دستکار ہیں وہ دنیا کے محسن ہیں۔لیکن باہمی کشمکش کے باعث اکثر صلاحیتیں ضائع ہو رہی ہیں اور صنعت کی ترقی پہ برا اثر پڑ رہا ہے اس غرض کے لئے آجر اور اجیر کے درمیان عادلانہ اصولوں کو متعین ہونا ضروری ہے تا کہ اجیر مزدور کو اس کی محنت کا پورا معاوضہ مل سکے اور وہ انسانیت کے شایانِ شان زندگی بسر کر سکے اور تمدن کے ارتقاء میں بھی کوئی خلل نہ پڑ سکے۔اسی سبب سے اسلام محنت کشوں کو معاشرے میں ایک قابل احترام جزو سمجھا جائے۔

اسلام محنت کو انسانی ترقی کی بنیاد قرار دیتا ہے اور سرمائے کے ساتھ ساتھ اس کی عزت کو لازم گردانتا ہے لہٰذا وہ مزدور کو انفعالی حیثیت دینے کی بجائے ایک بنیادی متماول وقت تصور کرتا ہے۔نبی پاکؐ نے مزدور کی فلاح اور اس کے ساتھ حسن سلوک کی ہدایت فرمائی ہے چنانچہ آپ نے فرمایا۔مزدور کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے اس کی مزدوری ادا کر دی جائے اور اس کی دل جوئی کی جائے اور اگر اجرت کی ادائیگی اُدھار کر دی جائے تو بعد میں کچھ رقم میں اضافہ بھی کر دیا جائے تا کہ مزدور کی خوشی کا باعث ہو۔ (ابوداؤد)

آپؐ نے تاکید فرمائی کہ اجرت کم نہ کر دی جائے کم سے کم اجرت دے کر زیادہ سے زیادہ محنت نہ

Marfat.com

لی جائے۔

آج کے انسان کو فتنہ فساد کا خوف بھی لاحق رہتا ہے۔ تاریخ میں بہت کم ایسے ادوار گزرے ہیں جو فتنہ فساد سے پاک ہوں۔ فتنہ سے مراد ناحق خونریزی اور غارتگری بھی ہے اور کمزوروں پر زور و ستم' لوگوں کو گمراہ کرنے کی کوشش' حق کی مخالفت اور ناجائز اغراض کے لئے جنگ بھی اسی تعریف میں شامل ہے۔ فساد سے مراد اجتماعی اخلاق اور نظام تمدن و سیاست میں بھی بے اعتدالی ہے۔

دراصل نفسیاتی خواہشات حرص و آزاد اور خود غرضی اور مفاد پرستی' تفوق و برتری' کبر و غرور' قوت و اقتدار کے حصول کے رجحانات' نشہ قوت میں جبر و قہر کا استعمال' مالی و جنسی استحصال' ضروریاتِ زندگی کی محرومی' فتنہ و فساد ہمیشہ جنم دیتی رہی ہے یہ محرکات انسانیت کو رسوا کرتے ہیں۔ انہی کے باعث انسان خوبی کے نام پر خرابی میں پڑتا ہے یا دھوکہ کھا کر خرابی کو خوبی اور خیر کو شر سمجھتا ہے اور اس طرح انسان ہی انسان کے در پے رہتا ہے اور انسانیت ہی کے نام پر فتنہ و فساد کو جگاتا ہے ان حالات میں انسان کے دو روپ ہو سکتے ہیں یا مقتدر اعلیٰ ہونے کے مغالطے (اور مجبور) میں مبتلا ہو جاتا ہے اور فرعون بن جاتا ہے۔ یا مایوس ہو کر محرومی و مجبوری میں گھر جاتا ہے اور خود کو حقیر ترین اور ذلیل ترین سمجھنے لگتا ہے اس کی ضد زائل ہو جاتی ہے احساس زیاں مردہ ہو جاتا ہے اور وہ ہر باطل کے سامنے جھک جاتا ہے۔ نتیجتاً اس کی صلاحیتیں زائل ہو جاتی ہیں اس کی شجاعت ظلم بن جاتی ہے۔ فیاضی فضول خرچی میں بدل جاتی ہے اس کی عزت و اہمیت پر تعصبات کا زنگ چڑھ جاتا ہے اور اس کی ذہانت دھوکہ اور فریب کی شکل اختیار کر لیتی ہے۔ ان حالت میں عقل خواہشات نفسانی کی غلام بن جاتی ہے اور ان کی تسکین کے لئے جرائم' ظلم و جبر' وحشت و بربریت نت نئے طریقے ایجاد کرتی چلی جاتی ہے اور وہ مسائل در مسائل میں گر کر پریشان تر ہوتا جاتا ہے۔ رسول کریمؐ نے فتنے کے استحصال اور امن کے قیام کیلئے حقائق کو پیش نظر رکھا اور ان جوڑوں پر ضرب لگائی جن سے فتنہ و فساد کا نخل ابھرتا ہے۔ اور ان چشموں کو خشک کر دیا جن سے اس نخل کی آبیاری ہوتی ہے چنانچہ آپؐ نے حرص و ہوس کی آگ کو بجھایا۔ نفس امارہ کے بتوں کو پاش پاش کر دیا قوت و اقتدار کے استعمال پر سخت پابندی لگائی۔ ایثار و قربانی' اخوت و محبت کے احساسات کو انسان کی فکر و نظر میں رچا بسا دیا۔ کیونکہ ان کے بغیر دنیا میں امن و امان کا خواب شرمندہ تعبیر نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان حاکموں کی اطاعت نہ کرو جو زمین میں فساد پھیلاتے ہیں اور اصلاح نہیں کرتے۔ (الشعراء ۱۵۱-۱۵۲)

Marfat.com

یہ نبی کی تربیت تھی کہ حضرت امام حسینؓ نے یزید کی حکومت کی مخالفت کی اور مادی وسائل کی کمی، بے بسی و بے سروسامانی کے باوجود راہِ حق کی حفاظت کے لئے اپنا اور اپنے جان وجگروں کا آخری خطرہ خون بھی اللہ کی راہ میں نذر کر دیا۔ اور اس فتنے کو روکتے ہوئے اپنی جان کا بھی نذرانہ پیش کیا۔

آج ساری دنیا پریشان ہے انسانی مسائل کی الجھنیں بڑھتی جا رہی ہیں چین وسکون میسر نہیں دائمی بے اطمینانی ہے۔ جو ساری دنیا پر مسلط ہے جھگڑوں اور فسادات میں دنیا کا امن غارت ہو گیا ہے۔ قومیت فرقے، جماعتیں، طبقے افراد ایک دوسرے سے دست وگریباں ہے۔ اعتماد، شرافت اور اخلاق کا فقدان ہے۔ مادی وسائل اور آئین فطرت پہ انسان کو بے پناہ قدرتِ تعمیر کی بجائے تخریب کا ذریعہ بن گئی ہے۔ انسانی عقل ہوس کی غلام بن گئی ہے اور نوع انسانی گہرے اندھیرے میں ڈوب گئی۔ آج اسے خدا کی ہدایت اور روشنی کی سب سے زیادہ ضرورت ہے۔ آج انسان کی سب سے بڑی مشکل یہ ہے کہ نوع انسانی کے لئے کوئی متفقہ اقتدار موجود نہیں ہے کوئی ایسا اقتدار نہیں ہے جس کو سب تسلیم کریں اور جس میں انسانوں کی شیرازہ بندی کی صلاحیت موجود ہو اس معاملے میں مجلس اقوام متحدہ بھی بے بس ہے اور یہی وجہ ہے کہ دنیا میں ہر طرف تصادم اور کشمکش کا طوفان برپا ہے اور اس کو رفع کرنے والی کوئی قوت موجود نہیں ہے۔

آقائے دو جہاں نے اس مسئلے کو بڑی دانشمندی سے سمجھایا آپؐ نے ساری دنیا کے سامنے یہ حقیقت رکھی کہ تمام کائنات اور نوع انسانی کا پیدا کرنے والا، پالنے والا اور مارنے والا صرف اللہ ہے۔ آپؐ کے تعلیم کا آغاز ہی الحمد للہ رب العالمین سے ہوتا ہے جو ساری کائنات کا مالک اور پالنے والا ہے۔ چنانچہ آپؐ نے پورا زور اسی بات پہ لگایا کہ تمام انسان اللہ کو ہی اپنا مالک اور مقتدرِ اعلیٰ تسلیم کریں اور اس کی حاکمیت پر متفق رہیں۔ کیونکہ وہ سب کا پیدا کرنے والا اور پالنے والا ہے۔ وہ کسی کا محتاج نہیں اس لئے وہ کسی کی بے جا رعایت کا روادار نہیں ہے انصاف کا وہ سرچشمہ ہے۔ عدل اس کا دستور ہے اس لئے سب اس کی عدل گستری پر انحصار کر سکتے ہیں۔

انسان کے لئے کوئی متفقہ نصب العین بھی موجود نہیں ہے انسانیت کی ایک سب سے بڑی مشکل یہ ہے کہ ہر قدم، ہر گروہ، خاندان اور ہر فرقہ کا نصب العین جداگانہ ہے جس کو حاصل کرنے میں ساری دنیا میں منتشر اور مختلف جدوجہد جاری ہے یہی اختلافات اور انتشار باہمی تصادم اور ٹکراؤ کا موجب ہے اور انسانیت خاص طور پر مسلمان سنگین خطرات سے دوچار ہیں۔ یہ نصب العین غلط اور گمراہ کن بھی ہے اور اس سبب سے

انسان کی بہترین صلاحیتوں اور کثیر وسائل ضائع ہو جاتے ہیں اور انسان کی تخریب اور تباہی میں صرف ہو جاتے ہیں۔

اس کا حل نبی پاکؐ نے نوع انسانی کو یہ بتلایا کہ پروردگار عالم کی اطاعت اور بندگی کرے اور اپنی صلاحیتیں اور توانائیاں اس کی رضا کے لئے صرف کر دے یہی نصب العین انسان کی تخلیق کا ہے اور اسی میں سارے عالم کی فلاح مضمر ہے۔

سیاسی نقطہ نظر سے دستور اساسی کو بہت اہمیت حاصل ہے کوئی بھی حکومت دستورِ اساسی کے بغیر چل نہیں سکتی اس سے ملک میں امن وامان برقرار رہتا ہے اور لوگ آرام سے زندگی بسر کرتے ہیں وہ شہریوں کے حقوق وفرائض متعین کرتے ہیں اعمال حکومت کے اختیارات وفرائض پہ روشنی ڈالتا ہے۔ دستور سازی کے بغیر ملک میں طوائف الملو کی پھیل جاتی ہے۔ ہر طرف لاقانونیت اور افراتفری کا دور دورہ ہوتا ہے۔ ہر شہری کی جان ومال وعزت خطرے میں پڑ جاتی ہے اور ہر طرف بدامنی پھیل جاتی ہے اور حکومت اور عوام کے درمیان فاصلے بڑھنے شروع ہو جاتے ہیں۔ اس لئے ہر ملک کے لئے ایک دستور سازی ہونا چاہیے جس کے بغیر وہ چند قدم بھی چل نہیں سکتی۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو اسلامی حکومت کا دستور قرار دیا ہے اور اسی کے مطابق رسول کریم کو نظام حیات قائم کرنے کا حکم دیا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا......

''یعنی ہم نے تجھ پہ ایک ایسی کتاب اتاری جو تمام چیزوں کو واضح کرنیوالی ہے۔ (نحل۔۱۶۔۸۹

دوسری جگہ فرمایا......

''یعنی نظام حیات کیلئے کوئی خشک یا تر بات ایسی نہیں ہے جو اس واضح کتاب و دستور میں نہ ہو''۔

(انعام۔۶۰۔۵۹)

ایک اور برائی جو ہمارے معاشرے میں بہت تیزی سے پھیل کر موجب پریشانی اور مسئلہ بنی ہوئی ہے وہ ہے نشہ۔ آج نوع انسانی منشیات کے نتائج کے خوف سے دم بخود ہے۔ آنے والی نسلوں کے مفلوج ہونے کا شدید اندیشہ لاحق ہے۔ عہد حاضر میں ہیروئن اور اسی نوع کی سخت مہلک منشیات کی ایجاد اور ان کا تیزی سے پھیلتا ہوا استعمال دنیا کے دانشمندوں کے لئے بہت بڑا چیلنج ہے۔

دنیا میں جتنے بھی پیغمبران دین آئے، اولیاء اللہ اور مصلحین پیدا ہوئے ان سب نے ان سے پر

Marfat.com

کی تلقین کی ہے اوران کے مضر اثرات کی نشاندہی کی ہے۔منشیات کی ان برائیوں کا اعتراف اب ہر جگہ کیا جا رہا ہے۔جن کی نشاندہی چودہ سو سال پہلے عرب کے پیغمبر اُمیؐ نے کی تھی۔اسلام نے ترک مسکرات کیلئے انسانی ذہن کو ابتداً تیار کیا گیا اسے برائی کی جڑ کہا جاتا ہے اور ہر برائی کا راستہ اللہ کا نہیں شیطان کا راستہ ہے۔اس کی منزل اللہ کے غضب کی منزل ہوتی ہے جہاں وہ روحانی قدروں سے محروم ہو جاتا ہے۔جسمانی' معاشی اور معاشرتی اعتبار سے تباہ ہو جاتا ہے جہاں اس کی زندگی ایک شدید عذاب بن کر رہ جاتی ہے۔سرور کائنات نے پہلے خمر سے احتراز کرنے کی ترغیب کی اور اس کے نقصانات کی وضاحت فرمائی اور جب حرمت کے احکامات نافذ ہوئے تو سزائیں بھی دیں۔

اسلام کے عطا کردہ نظام معاشرت میں ہر دائرہ اپنے اپنے مقام پر مکمل بھی ہے اور ایک دوسرے سے باہم مربوط بھی اسلام کا خانگی نظام بھی اس بنا پر اپنے تمام پہلوؤں کے ساتھ باہم ربط مربوط سے انسان قرآن وسنت کی روشنی میں اپنے گھریلو امور کو اس انداز سے استوار رکھتے کہ اس کے نتیجے میں کسی کی حق تلفی نہ ہو اس کے اپنے نفس کا حق مارا جائے اور نہ والدین کو اس سے شکایت ہو اور نہ اہل خانہ' نہ اولاد اس سے ناخوش ہو۔اور نہ ملازمین بھی ان کا رویہ ان کے لئے ناقابل برداشت ہو یہ باتیں اسی صورت پیدا ہو سکتی ہیں اور وہ معاشرے کا با مقصد شہری تب ہی بن سکتا ہے جب انسان کے سامنے حضورؐ کی اسوۂ حسنہ کامل صورت میں موجود ہو۔نبی پاکؐ نے بالکل واضح الفاظ میں فرمایا کہ یہ شخص اپنے اپنے مدار میں ذمہ دار ہے اور اس کی ذمہ داریوں کی بابت اس سے ضرور پوچھ گچھ ہوگی۔

رسول پاکؐ نے فرمایا کہ تم میں سے ہر شخص نگران ہے اور تم میں سے ہر (شخص) ایک سے اس کی ذمہ داری کے بارے میں باز پرس ہوگی۔

ہمارے گھریلو معاملات اسوۂ حسنہ اور تعلیمات نبویؐ سے روگردانی کے سبب انتشار و مسائل کا شکار ہیں۔انسان کی گھر کے حوالے سے اولین خواہش یہ ہوتا ہے کہ وہ اس کے لئے جائے امن اور مقام راحت اطمینان ثابت ہو لیکن گھر کے حوالے سے گھر کا نظام درست نہج پر استوار نہیں رہتا۔تو وہاں سکون و اطمینان کی تلاش ایک نہ پوری ہونے والی خواہش اور ایک دم توڑتی ہوئی اُمید بن جاتی ہے۔یہ چیز انسان کو ذہنی و جسمانی طور پر مزید مسائل و مشکلات سے دوچار کر دیتی ہے۔نتیجتاً ایسا شخص مسائل اور مصائب کے گرداب میں مسلسل پھنستا چلا جاتا ہے۔اس کا حل صرف ایک ہے اسوۂ نبویؐ کی روشنی میں اپنے معاملات طرزِ عمل' رویوں اور اپنے

Marfat.com

راہِ زیست کا از سرِ نو جائزہ لیا جائے اور ان تمام کوتاہیوں، خامیوں اور فروگزاشتوں پہ قابو پانے کے لئے فوری
در پر کوشش کی جائے جن کا اب تک ہم شکار رہے ہیں اس مقصد کے لئے اسلام عملی زندگی کی اصلاح کا مسلسل
ن دیتا ہے۔ اس کا پیغام تو یہ ہے کہ......

''اور انسان کو وہی کچھ ملتا ہے جس کی وہ کوشش کرتا ہے''۔ (سورۃ نجم ۳۹)

اس مقصد کیلئے اسوۂ حسنہ ہمارے لئے بہترین مشعل راہ ہے کیونکہ اس میں نہ صرف ہدایات ہیں
نہ آپؐ کے اپنے عمل کی صورت میں ہمارے لئے مکمل رہنمائی بھی ہے۔

پھر اسوۂ حسنہ ہمارے اندر زیست کی چھوٹی چھوٹی جزیات کا بھی کمال خوبی کے ساتھ احاطہ کرتا ہے
ں لئے وہاں الہام کا کوئی سوال نہیں۔

آج سے چودہ سو سال پہلے کا معاشرہ اگر نبی کریمؐ کی سیرت کی وجہ سے دنیا کا بہترین معاشرہ بن
سکتا تھا تو اسی سیرت نبویؐ میں آج بھی اتنی تاثیر ہے کہ اس کے ذریعے آج بھی معاشرہ میں انقلاب پیدا ہو سکتا
ہے۔

آج کے مسائل میں اچھی اور بنیادی تعلیم کی اہمیت کی کمی ہے نبی کریمؐ نے اسی اہمیت کے پیش نظر
صحابہ کرامؓ کو تعلیم کی طرف متوجہ کیا اور اسیران بند کو دس دس افراد کی تعلیم یافتہ بنانے پر رہائی کے ساتھ مشروط کیا
ر اصحاب صفہؓ کی مستقل جماعت کا وجود اس کی اہمیت کو مزید واضح کرتا ہے اس لئے ہمیں چاہیے کہ ایک جیسا
ظام تعلیم رائج کریں اور مذاہب کی بنیادی چیزیں عقائد، عبادات، معاملات کے حوالے سے بچوں کو زبانی یاد
کرانی چاہئیں تعلیم میں لڑکی اور لڑکے کے درمیان کوئی فرق نہیں ہونا چاہیے۔

جدید دور کے مسائل کا حل سیرت طیبہ کی روشنی میں تب ہی حاصل ہو سکتا ہے کہ جب ہمیں حضور
پاکؐ سے بہت زیادہ محبت ہو اور ان کی محبت ہمارے جسم کے روئے روئے میں ہو۔

اسی کے لئے ہمارے نبی پاکؐ نے فرمایا......

''تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک ایمان دار نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اس کے والدین، اولاد
اور سب لوگوں سے بڑھ کر محبوب نہ ہو جاؤں''۔ (بخاری و مسلم)

حضور اکرمؐ ہی اللہ تعالیٰ کی محبوب ترین ہستی ہیں حضورؐ کی اطاعت دراصل اللہ کی اطاعت ہے۔ ان
سب باتوں کا تقاضا ہے کہ ہمارے دلوں میں حضور اکرمؐ کی محبت خدا کے بعد سب سے بڑھ کر ہو۔

جب رسولؐ کا تقاضا ہے کہ آپؐ کی تعلیمات پہ عمل کیا جائے اور اگر آپؐ کی تعلیمات پر عمل نہ ہو تو محبت کا دعویٰ بے بنیاد ہے۔ یہ عقلی اور شرعی محبت ہے جس کی بناء پر انسان اپنی عزیز ترین چیزوں پہ تعلیمات نبوی کو مقدم رکھتا ہو۔

صحابہ کرامؓ کی صورت میں ہمیں حب رسولؐ کے بہترین نمونے ملتے ہیں۔ حضورؐ کی دعوت اور اپیل پر انہوں نے اپنی مال و دولت بے دریغ خدا کی راہ میں لٹائی۔ جہاد اور اشاعت دین کی خاطر اپنی تجارت کا کاروبار اور بیوی بچوں تک کو قربان کر دیا یہاں تک کہ اپنی جان کی بازی بھی لگا دی۔

الغرض حضور اکرمؐ کی اطاعت و محبت ہی دین و دنیا کی سرخروئی و کامرانی اور پریشانیوں سے نجات کا بہترین اور اصل ذریعہ ہے۔

کچھ نہیں مانگتا شیداؤں سے یہ شیدا تیرا
اس کی دولت ہے فقط نقشِ کفِ پا تیرا

......☆......

Marfat.com

تعلیمات نبوی ﷺ کی روشنی میں عالمی امن کے فروغ میں ہمارا کردار

نسیم اختر......اسسٹنٹ پروفیسر سیاسیات
......گورنمنٹ گرلز کالج کیچی بیگ..........

آپ ﷺ کی سیرت طیبہ کا مطالعہ بلاشبہ ہر لحاظ سے اہمیت وافادیت رکھتا ہے۔ آپ ﷺ کی تعلیمات ہر زمانو مکاں کے لئے مثالی حیثیت کی حامل ہیں۔ آپؐ عالم انسانیت میں جو انقلاب لائے وہ ہمہ گیر وعالمگیر اور حسین ہے ایک ایسا جمالیاتی انقلاب جس کی حریفانہ تو عرب کی جنگجو خصلت، حریت پسند طبیعت اور قبائلی عصبیت ہی ہو سکی اور نہ رہی قیصر و کسریٰ کی قوت و سطوت اور عجمی ثقافت ہی اس کا مقابلہ کر سکی۔

اسلام کا اولین اور بنیادی مقصد سلامتی ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس دین کو اسلام اور اس کے پیروکاروں کو مسلم کے نام سے موسوم کیا۔ پھر سب سے بڑھ کر رحمت عالم نبیؐ کو اس کی تبلیغ وتعلیم کی ذمہ داری عطا کی۔ لہٰذا دین حق کی وہ شمع روشن کی جس کے مقدر میں بجھنا نہیں ہے۔ یہ روشن تعلیمات عالم کے ہر گوشے میں منور ہیں۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ موجودہ دور کے انسان کا سب سے بڑا مسئلہ بدامنی، خوف اور احساس تنہائی ہے اور اس کا حقیقی سبب انسانی معاشرے میں تحمل و برداشت، رواداری، انسان دوستی کا فقدان ہے۔ حضور ﷺ کی سیرت طیبہ اور اسوۂ حسنہ کا سب سے درخشاں پہلو امن وسلامتی کا قیام ہے۔ آپؐ نے انسان دوستی اور محبت کی وہ شمع روشن کی، جس سے ہر دور میں مصائب سے نجات ممکن ہے۔ حضور اقدس ﷺ کی زندگی ایسا خوب صورت باغ ہے کہ جس کے پھولوں کی مہک اور ہواؤں کی تازگی سے دنیا آج تک محسور ہے۔ آپ ﷺ کی حیات پاک کا ہر پہلو رہتی دنیا تک کے مسلمانوں کے لئے مشعل راہ ہے۔ خود حضورؐ ارشاد فرماتے ہیں۔ ''میں محاسن اخلاق کی تکمیل کے لئے بھیجا گیا ہوں''۔

آج دنیا بھر میں جنگ وجدل، جبر وتشدد، بدامنی، ناانصافی اور نفسانفسی کا دور ہے۔ باریک بینی سے مشاہدہ کیا جائے تو خود مسلمان قوم سب سے زیادہ دہشت گردی کا نشانہ بن رہی ہے۔ مگر ستم ظریفی یہ بھی ہے کہ چند شر پسند عناصر جو خود کو کلمہ گو بتاتے ہیں اکثر ایسے واقعات کی ذمہ داری قبول کرتے ہیں ان حالات میں

Marfat.com

ہر جانب سے دین امن اور اس کے پیرو کاروں پر انگلیاں اُٹھائی جا رہی ہیں۔ بطور خاص نائن الیون اور اس کے بعد ہونے والے تخریب کاری کے واقعات سے کسی نہ کسی طور مسلمانوں کا نام جڑا ہوا نظر آتا ہے۔ یہ واقعات امریکہ میں ہوں۔ بھارت، عراق، افغانستان یا کہیں اور تنقید کا نشانہ مسلمان ہی بنتے ہیں۔

عالمی امن کی اس تباہ کن صورتحال اور مستقبل میں بہتری کے لئے ہمیں زمینی حقائق اور تاریخی صورتحال کا جائزہ لینا ہوگا۔

حضرت آدم سے نبی آخر زماں حضرت محمدؐ تک تمام انبیاء کرام انسانیت کی بھلائی اور رہنمائی کے لئے مبعوث کئے جاتے رہے۔ ان سب کی تعلیمات کا مقصد انسانیت کی بھلائی، سچائی، اللہ کی ذات پر ایمان لانا، شرک سے بچنا، جھوٹ، دغا وفریب سے باز رہنا۔ ظلم و بربریت کا تدارک کرنا، نا انصافی سے تحفظ قائم کرنا اور جنگ و جدل کو روکنا تھا تا کہ ایک ایسا انسانی معاشرہ قائم ہو سکے جہاں شر انگیزی نہ ہو۔ ہر نبی علیہ السلام نے کوشش تو کی مگر در حقیقت ریاست مدینہ سے قبل عملی طور پر ایسی مملکت قائم نہ ہو سکی جو امن و آشتی کی معراج پہنچ سکتی جہاں دوسرے کے حقوق غصب کرنا تو در کنار، انصار اپنے حق میں سے بھی آدھا اپنے مہاجر بھائی کو دے دیتے۔ جہاں غیر مسلم بھی اپنی امانتیں نبیؐ کے پاس رکھ کر مطمئن ہوتے تھے۔ جہاں پہلی بار انسانیت کو غلامی سے نجات ملی۔ اس پہلی اسلامی ریاست میں انتشار اور بدامنی کو یکسر رد کر دیا گیا۔ حضرت ابو امامہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہؐ سے پوچھا گناہ یا شر کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا جب کوئی چیز تیرے دل میں خلش اور اشتباہ پیدا کرے تو اسے چھوڑ دے۔ گویا آپؐ نے خیر و شر کا ایک عالمگیر و فطری معیار بتایا۔

حضرت محمدؐ کی تعلیمات اور آپؐ پر نازل ہونے والی کتاب قرآن مجید کے احکامات کی رو سے مسلمان حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰؑ اور آخری نبی حضرت محمدؐ پر ایمان لاتے ہیں۔ قرآن سنت کی روشنی میں کوئی مسلمان اس وقت تک مسلمان نہیں ہو سکتا جب تک وہ دوسروں کو ضرر پہنچائے۔ خواہ کوئی بھی شعبہ زندگی ہو۔ مومن کے لئے مناسب رویہ، صبر، رواداری اور برداشت ہی بتایا گیا ہے۔ معاشرت ہو کہ سیاست مسلمان کو اجازتِ الٰہی نہیں کہ وہ اپنے مفادات کے لئے خلق خدا کا خون بہائے۔ بیعتِ رضوان کے موقع پر جب مسلمانوں کو عمرہ ادا کرنے سے روکا گیا تو کوئی پس و پیش نہ کی گئی حتیٰ کہ اسی معاہدے کے تحت حضرت ابو جندلؓ کو اہل مکہ کے مطالبے پر واپس لوٹا دیا۔

اُمت مسلمہ نے بھی امن پسندی اور اعتدال پسندی کے ذریعے تابناک تاریخ رقم کی۔ سلطان

Marfat.com

صلاح الدین ایوبی کی اصول پسندی اور اخلاقیات کی مغربی دنیا بھی تائید کرتی ہے۔ میدان جنگ میں رچرڈ کا گھوڑا ہلاک ہو گیا تو صلاح الدین ایوبی نے اپنا ہاتھ روک لیا۔ پہلے رچرڈ کے لئے گھوڑا منگوایا اور پھر جنگ شروع ہوئی۔

عصر حاضر کی یہ بات افسوسناک ہے کہ کسی بھی مذہب کے پیروکار اپنی حقیقی مذہبی تعلیمات پر عمل پیرا نہیں جو انتشار کی بنیادی وجہ ہے اور بتدریج اس میں اضافہ ہو رہا ہے۔ بگڑتے ہوئے عالمی امن کی بہتری کے لئے ہمیں کسی کو بھی ذمہ دار ٹھہرانے سے قبل زمینی حقائق کا جائزہ بھی لینا ہوگا۔ دہشت گردی کیا ہے؟ کہاں ہو رہی ہے؟ اس کے نتیجے میں کون لوگ نشانہ بن رہے ہیں؟ اور اس کی روک تھام کس طرح ممکن ہے؟ دہشت گردی کے ان واقعات کے پس منظر میں کیا مقاصد پوشیدہ ہیں۔

ٹوئن ٹاور پر حملہ امریکہ کی تاریخ کا اہم ترین واقعہ ہے اس کے بعد دعوے داروں کو نشانہ بنانے کے لئے امریکہ اور اس کے اتحادی ممالک نے افغانستان کا رخ کیا اور القاعدہ کا ہاتھ روکنے کی کوشش میں لاتعداد بے گناہ انسان لقمہ اجل بن گئے۔ نہ صرف یہ ایک مثال بلکہ جابجا معصوم انسان اپنی زندگیوں سے ہاتھ دھو رہے ہیں۔

ان تمام واقعات کو مدنظر رکھتے ہوئے ہر مسلمان یہ سمجھ سکتا ہے کہ آج دنیا میں ہونے والی دہشت گردی کے نتیجے میں اور اس کی روک تھام کی کاوشوں میں' دونوں طرف اُمت مسلمہ کو بھاری جانی و مالی نقصان کا سامنا ہے۔ سب سے بڑھ کر اسلام جیسے بہترین مذہب کو بدنام کیا جا رہا ہے۔ یقیناً یہ نقصان ناقابل تلافی ہو سکتا ہے۔ آج اُمت پر بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ انحطاط کا شکار ہونے سے خود کو بچائے۔

فی زمانہ مسلمان بدقسمتی سے باہمی انتشار و افتراق کا شکار ہیں۔ انفرادی سطح پر لوگ نسلی اور گروہی عصبیت کے مہلک مرض میں مبتلا ہیں۔ اعتدال پسندی اور میانہ روی کا راستہ ترک کر کے انتہا پسندی کا رویہ اپنائے ہوئے ہیں۔ یہی انفرادی فعل اُمت کے لئے اجتماعی مسئلہ بن گیا اور مسلمان عالمی برادر میں مجرم کی طرح کٹہرے میں کھڑے کر دیئے گئے۔ یہ سب اس لئے ہے کہ آج کا مسلمان اپنے زوال کے اصل اسباب کو نظرانداز کرنے اور حقائق سے منہ پھیرنے میں مشغول نظر آتا ہے۔ ان اسباب میں سرفہرست اسلام کی بنیادی تعلیمات کو نظرانداز کرنا ہے۔ یہی افسوسناک امر پوری اُمت کے لئے توجہ طلب ہے۔ ہم یہ جانتے ہوئے بھی کہ بعض عناصر مٹی بھر مسلمانوں کو یرغمال بنائے ہوئے ہیں اور انہیں گمراہ کر کے اسلام کی عظمت کو

Marfat.com

پامال کرنے کے لئے کوشاں ہیں۔چشم پوشی کرر ہے ہیں۔موجودہ حالات میں جہاں عام آدمی پرفرض عائد ہوتا ہے کہ وہ ایسے گمراہ کن عناصر سے خودکو بچائے جو انہیں صرف استعمال کرر ہے ہیں اور اُمت کی قوت بننے کی بجائے وہ اس کی کمزوری ثابت ہور ہے ہیں۔وہیں یہ بات بھی خصوصی اہمیت کی حامل ہے کہ علمائے کرام اور دانشوروں پر لازم ہے کہ وہ اسلام کے حقیقی تصور کو اجاگر کرنے میں اپنا موثر کردارادا کریں اور حضورؐ کی تعلیمات کے ان پہلوؤں کو پیش نظر رکھیں کہ اسلام میں انصاف، برداشت، اعتدال، میانہ روی اور انسانیت کے احترام کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔

یہ سچ ہے کہ اسلام دشمن عناصر ہر دور میں سرگرم عمل رہے۔اپنے قیمتی وسائل اس منفی خواہش کی تکمیل میں خرچ کرتے رہے۔وفاداریاں خریدتے رہے۔مگر ہر دور میں مسلمان اسلام کی رسی تھامے اس سازشوں کی دلدل سے باہر نکلنے میں کسی نہ کسی حد تک کامیاب رہے لیکن اس نئے دور میں کفر واسلام کی یہ جنگ اپنے عروج کی طرف گامزن ہے بلکہ اس ترقی یافتہ زمانے میں پرنٹ میڈیا ہو کہ الیکٹرانک میڈیا ہر طرف سے یلغار ہے۔مسلمانوں کے جذبات کو روندا جارہا ہے۔حتیٰ کہ رحمتِ دوعالم حضرت محمدؐ کے توہین آمیز کارٹونوں کی اشاعت اوراس پر ایوارڈ کی تقسیم سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ دراصل مسلمان ہرفورم پر دہشت گردی کا نشانہ ہیں۔ایسی صورت میں امن عالم کی ذمہ داری مسلمانوں پراور بھی بڑھ جاتی ہے کیونکہ اس یلغار کا موثر جواب دینا بھی لازم ہے۔دفاع دین کے ساتھ ساتھ برداشت، رواداری اور فتح کے لئے جدوجہد وقت کی اہم ضرورت ہے۔جبکہ مشتعل ہونے اور ہتھیار اُٹھانے سے ہم نہ تو اقوام کی صف میں کھڑے رہ سکیں گے۔اور نہ ہی اسلام دشمن ذہنوں کی اصلاح کرسکیں گے۔تاریخ اسلام گواہ ہے کہ اسلام تلوار سے نہیں پھیلایا گیا۔ضرورت اس امر کی ہے کہ ایسے میں ہم فتح مکہ کو ذہن میں رکھیں جب حضورؐ نے خون بہائے بغیر نہ صرف مکہ شہر کو فتح کیا بلکہ وہاں کے مغرور کفار کے دِلوں کو بھی تسخیر کرلیا۔جولوگ نبیؐ سے دشمنی کو اپنی زندگی کا واحد مقصد سمجھتے تھے وہ سایہ رحمت عالم کے طلب گار نظر آئے۔آپؐ نے اس تاریخ ساز موقع پرخوف پھیلانے کی بجائے عام معافی کا اعلان فرما کرامن کے قیام کو ترجیح دی۔یہ صرف ایک واقعہ ہی نہیں بلکہ قیامت تک کے لئے انسانیت کو یہ پیغام دیا گیا کہ اصل فتح زمین کا ٹکڑا اور مادی فائدہ نہیں بلکہ دیرپا کامیابی امن کے قیام میں ہے۔

بظاہر تو یوں لگتا ہے گویا......

غیر ممکن ہے کہ حالات کی گتھی سلجھے
اہل دانش نے بہت سوچ کے الجھائی ہے

Marfat.com

مسلم کے نام پر دہشت گردی کی حوصلہ شکنی اسی وقت ممکن ہے جب ہم دہشت گردوں پر یہ پوری طرح واضح کر دیں اور دنیا کو بھی یقین دلا دیں کہ بے گناہ لوگوں کو تکلیف اور نقصان پہنچانے والے ہم میں سے نہیں۔ بلکہ یہ ان کا انفرادی عمل ہے اور اُمت اس کی ذمہ داری نہیں۔ ہمیں اپنے تحفظ کے لئے ایسے ضمیر فروشوں کی مدد کی ضرورت نہیں۔ جو اُمت کے چہرے پر دھبہ بنے ہوئے ہیں۔

دہشت گردی کے اس بھیانک مسئلے سے ہماری نوجوان نسل کا مستقبل بھی خطرے میں ہے۔ کیونکہ ہمارا غفلت آمیز رویہ نئی نسل کو احساس محرومی کا شکار بنا رہا ہے۔ وہ علوم جدید سے بہرہ ور ہونے کی بجائے ان ہاتھوں میں کھلونا بن رہے ہیں جو ان میں نفرت اور انتقام کے جذبات کو ہوا دے کر مسلم معاشرے کے وجود کو خطرے سے دوچار کر رہے ہیں۔ ایسے میں ہمیں اپنے تعلیمی اداروں کو محفوظ بنانا ہے تاکہ ہمارے بچے اوصاف حمیدہ سے سرفراز ہو سکیں۔ قرآن و حدیث کی تعلیم کو مضبوط بنیادوں پر استوار کرنے کی جتنی ضرورت اب ہے شاید پہلے نہ تھی۔

قوتِ عشق سے ہر پست کو بالا کر دے
دہر میں اسم محمدؐ سے اُجالا کر دے

عہد حاضر میں لازم ہے کہ تعلیماتِ نبوی کو زندگی کی اساس اور بنیاد قرار دیا جائے۔ اسوۂ نبویؐ پر عمل پیرا ہو کر ایسا انسانی معاشرہ تشکیل دیا جائے جہاں امن و سلامتی، انسان دوستی، رواداری اور خوش خلقی کو بنیادی اہمیت حاصل ہو۔ کیونکہ نبی اکرمؐ نے اپنی سیرت و کردار کے ذریعے دنیا کو یہ بات سمجھا دی کہ آپ کی تعلیمات ظالم کو ظلم سے روکتی، مظلوم کی ہمت بڑھاتی اور دنیا میں فساد پھیلانے والوں کے ارادوں کا رخ موڑ سکتی ہیں۔ لیکن اس کے لئے مغرب میں اسلام کا مثبت تصور پیش کیا جانا ضروری ہے۔ جس کے لئے ہمیں اپنے آپ پر نظر ڈالنی ہوگی اور عملی طور پر اس بات کا ثبوت دینا ہوگا کہ اسلام ایک مثبت سوچ رکھنے والوں کا مذہب ہے اور یہ سب کچھ تب ہی ممکن ہے کہ ہم خود نبی اکرمؐ کی سیرت مبارکہ سے استفادہ کریں۔ مثلاً ہم دیکھیں کہ نبیؐ نے کیسے خندہ پیشانی سے مخالفین کے دلائل سنے اور کس فراخدلی سے اس کا جواب دیا۔ اقوام عالم کے ساتھ کس اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ کیا۔ اپنے ذاتی دشمنوں کے ساتھ حسن سلوک کا کیسا معیاری ثبوت پیش کیا۔ دنیا کو اخوت اور محبت، مساوات اور امن و سلامتی کا کیسا عالیشان درس دیا۔ اُمت مسلمہ کو اس عملی نمونے تک پہنچانے کے

Marfat.com

لئے سنجیدہ اقدامات کی ضرورت ہے۔ خودغرضی کا خاتمہ کر کے بھائی چارے کی فضاء قائم کرنا ہوگی۔ تعصب کی عینک اُتار کر مسلمانوں کے مسائل کا جائزہ لینا ہوگا۔ مفاد کی طلب میں سب کچھ بھولنے کی بجائے اسلام کو بطور نجات دہندہ مذہب' مغرب تک پہنچانا ہوگا۔

نبیؐ کی تعلیمات کے مطابق اسلام جان لینے کا نہیں بلکہ جان دینے کا نام ہے۔ دنیا کے کسی بھی عظیم رہنما کو اتنی قلیل مدت میں اتنی عظیم الشان کامیابی عطا نہ ہوسکی جو صرف تیئس برس میں حضورؐ کو حاصل ہوئی۔ کیونکہ آپؐ کا پیغام اخلاق عالیہ کے اعلیٰ ترین اوصاف پر مشتمل ہے۔ آپؐ کے ہر اقدام کا رخ امن کے قیام کی جانب تھا۔ خواہ وہ میثاقِ مدینہ ہو' صلح حدیبیہ ہو' فتح مکہ ہو یا غزوات۔ اللہ رب العزت ہم سب کو توفیق دے کہ ہم کرۂ ارض پر امن قائم کرنے میں نبیؐ کے سچے پیروکار ہونے کا ثبوت پیش کرسکیں۔ (آمین)

......☆......

Marfat.com

"دورِ جدید میں عورت کی ذمہ داریاں"

پروفیسر ڈاکٹر آفتاب مسرور عالم خان.

بلغ العلیٰ بکمالہ کشف الدجیٰ بجمالہ
حسنت جمیع خصالہ صلو علیہ وآلہ

موضوع اہمیت کے لحاظ سے دورِ جدید میں اولیت کا درجہ رکھتا ہے کیونکہ "دورِ جدید" کے نام پر جو کھیل کھیلا جارہا ہے وہ معاشرہ میں اخلاقی بحران کا باعث ہے۔ احترامِ انسانیت' احساسِ شرافت' شفقت و محبت' عزت نفس اور خوش اخلاقی غرض تمام اعلیٰ انسانی اقدار پامال کی جارہی ہیں اور وہ شخصیت جس کے پاؤں تلے جنت کی بشارت دی گئی تھی۔ طاغوتی قوتوں کے ہاتھوں ایک بار پھر اُسی پستی کی طرف دھکیلی جارہی ہے جیسی کہ وہ قبل از اسلام معاشروں میں تھی۔ لیکن اس بار اسے پستی کی طرف دھکیلنے والے نہ فلاسفر ہیں نہ مفکر بلکہ اس کی ذمہ دار وہ خود ہے۔ کیونکہ وہ اقوام متحدہ کے جاری کردہ نسوانی حقوق کی طلب گار تو ہے لیکن وہ اُن حقوق و فرائض کو بھلا رہی ہے جو 1400 صدی قبل اسلام نے اسے مکمل ترین حالت میں عطا کیے تھے۔ انیسویں صدی میں آزادیٔ نسواں کا جو غلغلہ اُٹھا اُس نے عورت کو اخلاقی بندشوں سے آزاد کر دیا اور مرد کے شانہ بشانہ چلنے کی خواہش مند عورت بیرونی دنیا کی بظاہر چکا چوند بباطن مسموم فضا نے اُس سے اس کی عظمت' معصومیت' عصمت ونزاکت سب کچھ چھین لیا۔ اسلامی معاشرہ بھی اس زہرناکی سے نہ بچ سکا۔ بہت سے اسلامی ممالک میں آزادیٔ نسواں کے نام پر حقوق نسواں پر بحث ومباحثہ ہوئے۔ کسی نے پردہ اُتار پھینکنے کا فتویٰ دیا تو کسی نے عورت کا چاردیواری سے قدم نکالنا ممنوع قرار دیا۔ برصغیر کی فضاء بھی اس زہرناکی سے محفوظ نہ رہ سکی اور یہاں بھی عورت نے وہ رویہ اختیار کیا جس سے وہ شمع محفل تو بن گئی لیکن اُس کا چراغ خانہ بجھ گیا۔ ان دو انتہائی خیالات نے جنم لے کر تصادم کی فضاء پیدا کی اور نہ صرف اسلام کی اہم خصوصیت میانہ روی کو فراموش کر دیا۔ بلکہ عورت کے سلسلہ میں اسلامی احکامات کو بھی پس پشت ڈال دیا جس سے نہ تو عورت کو کوئی فائدہ پہنچا اور نہ اسلامی معاشرہ کو کوئی تقویت ملی۔ بلکہ معاشرہ میں شکست و ریخت پستی اور حقوق و

Marfat.com

فرائض کے درمیان ایک نہ ختم ہونے والی جنگ کا آغاز ہوا جو آج تک جاری ہے۔

ایسے میں ایک مسلمان عورت کیا ذمہ داریاں ادا کر سکتی ہے۔ اس کا تعین تو اسی وقت ہو سکتا ہے جب عورت کی تعلیم و تربیت قرآن و سنت کے بتائے ہوئے اُصولوں کے مطابق ہو اور اسے اُن حقوق و فرائض کا علم ہو جو بحیثیت رکن اُمت مسلمہ انسان کو تفویض ہوئے ہیں۔ چنانچہ میری ادنیٰ کوشش یہ ہوگی کہ موضوع کا تجزیہ اسی نسبت و ترتیب سے پیش کروں اور اس حدیثِ نبوی صلعم سے آغاز کرتی ہوں کہ......

''اُس وقت تک مومن کا ایمان پختہ نہیں ہوتا جب تک وہ میرے لائے ہوئے پیغام کے مطابق عمل نہ کرے۔ یعنی قرآن اور میری لائی ہوئی سنت''۔

اور مومن تو وہی ہے جس نے کلمہ توحید زبان سے ادا کیا اور پھر گواہی دی کہ ''اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ و اشھد ان محمداً عبدہ ورسولہ''۔ پھر وہ مجملاً اور مفصلاً ایمان لاتا ہے۔ اللہ پر اس کے فرشتوں پر اس کی کتابوں پر اس کے رسولوں پر قیامت کے دن پر، اچھی اور بری تقدیر۔ اللہ کی طرف ہے اور موت کے بعد اُٹھائے جانے پر۔ اس کے علاوہ زبان سے اقرار اور قلب سے تصدیق کرتا ہے اللہ اس کے ناموں اور صفتوں کے ساتھ اس کے احکام کو قبول کرنے کی۔ چنانچہ وہ داخل اسلام ہوتا ہے اس پختہ عقیدہ کے ساتھ کہ مذہب اسلام اللہ تعالیٰ کا آخر پیغام، قرآن پاک آخری کتاب اور حضرت محمد ﷺ آخری نبی بنا کر بھیجے گئے ہیں جو تمام عالم کے لئے رحمت اور آنے والی نسلوں کے لئے سرچشمہ ہدایت ہیں۔ چنانچہ ایک مسلمان کی زندگی میں قرآن و سنت کی تعلیمات اہمیت کی حامل ہیں۔ قرآنِ پاک کی فضیلت یہ ہے کہ وہ پہلی کتابوں کی طرح مذہبی کتاب نہیں بلکہ کتاب ہدایت ہے جیسا کہ سورۃ الجاثیہ پارہ 25 کی آیت 11 میں ارشاد ہوتا ہے۔

ھذا ھدی والذین کفروا بایت ربھم لھم عذاب من رجزِ الیم

یہ ہے ہدایت اور جو لوگ اپنے ربّ کے نشانوں کا انکار کرتے ہیں انہیں بلا کا دردناک عذاب ہوگا۔

قرآن کا موضوع انسان ہے جو انسانی زندگی کے ہر پہلو سے بحث کرتا ہے سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ قرآن شریف پورے کے پورے انسان کو حرکت میں لے آتا ہے۔اس کے شعور کو بھی اس کے جذبات کو بھی اور جائز حدود میں اس کی دینوی خواہشات کو بھی اور اس کے اخلاقی معمولات کو بھی۔اس سلسلہ میں سورۂ لقمان پارہ 26 کی آیات 2 تا 5 میں ارشاد ہوتا ہے کہ......

١ تلک ءایت الکتٰب الحکیم۔

٢ ھدی و رحمۃ للمحسنین۔

٣ الذین یقیمون الصلوٰۃ ویوتون الزکوٰۃ وھم بالاخرۃ ھم یوقنون۔

٤ أولیک علیٰ ھدی من ربھم و أولیک ھم المفلحون۔٥

١ یہ ہیں حکمت بھری کتاب کی آیتیں

٢ جو ہدایت اور رحمت ہیں نیکوکاروں کے لئے

٣ وہ جو نماز قائم کرتے ہیں، زکواۃ ادا کرتے ہیں اور آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔

٤ وہی اپنے ربّ کی ہدایت پر ہیں اور وہی کامیاب ہونے والے ہیں۔٥۔

قرآن پاک وہ آفتابِ ہدایت ہے جس کی شعاعیں انسان کی روحانی و مادی ضروریات کے ہر گوشے کو منور کرتی ہیں جن پر علیحدہ علیحدہ بحث کریں تو ایک دفتر رقم ہوسکتا ہے۔قرآنِ پاک کے ساتھ ہی انسانیت کو ایک اور نعمت بھی عطا کی گئی ہے اور وہ ہے عقیدہ ختم نبوت۔سورہ الاحزاب پارہ 21-22 کی آیت 40 میں ارشادِ ربانی ہے کہ......

ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسولہ اللہ و خاتم النبین

''محمد تم مردوں میں سے کسی کا باپ نہیں، لیکن وہ اللہ کا رسول ہے اور نبیوں

(کے سلسلے) کو ختم کرنے والا ہے''۔

حضرت محمد ﷺ نبوت کی آخری کڑی ٹھہرے تو قیامت تک ساری اُمت کی روحانی تربیت کی ذمہ داری بھی اُن پر عائد ہوئی۔ اب نجات کا واحد ذریعہ صرف رسول ﷺ آخرالزماں کی اطاعت و فرمانبرداری ہے اور اگر کوئی اس راہِ ہدایت سے الگ کوئی راستہ اختیار کرنے کی کوشش کرے گا تو دائرہ اسلام سے خارج ہو گا۔ جیسا کہ قرآن مجید میں سورہ الاعراف پارہ 9 کی آیت 158 میں تاکید کی گئی ہے کہ

قل یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعًا
الذی لہ ملک السمٰوت و الارض لا الٰہ الا ھو یحی
و یمیت فامنوا باللہ و رسولہ النبی الاُمیّ الذی
یومن باللہ و کلمٰتہ و اتبعوا لعلکم تھتدون

کہہ دے ''اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں، اس کا جس کی بادشاہت آسمانوں اور زمین پر ہے، جس کے سوا کوئی خدا نہیں، جو زندہ کرتا اور مارتا ہے، پس تم اللہ اور اس کے بے پڑھے، نبی رسول پر، جو اللہ اور اسکی باتوں پر ایمان رکھتا ہے، ایمان لاؤ اور اس کی پیروی کرو تا کہ راہ راست پاؤ''۔

چنانچہ یہ عقیدہ ختم نبوت اسلام کی امتیازی خصوصیات سے اول نمبر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ طے کر دیا ہے کہ حق وصداقت کا سرچشمہ صرف خاتم النبین کی اسوۂ حسنہ ہے۔ وہی منشائے خداوندی کے آخری رازداں ہیں انہی کے اقوال واعمال نوعِ انسانی کے لئے قیامت تک محبت ہیں اور اللہ کی اطاعت کی واحد شکل اتباعِ رسولؐ اور اسوۂ نبویؐ کی پیروی ہے۔ پس یہ کسوٹی جو اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب اور اس کے آخری نبیؐ کی اسوۂ حسنہ کی صورت میں ہمارے درمیان موجود ہے جو ہماری زندگی کے ہر معاملہ کو پرکھ کر اس کی صحت وصداقت پر صادر کر سکتی ہے یہ مختصر جائزہ پیش کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اللہ کی کتاب اور محمد ﷺ ہدایت پانے کے وہ ذرائع ہیں جن کو علیحدہ کر کے راہِ ہدایت حاصل نہیں کی جا سکتی۔

موضوع کی روح تک پہنچنے کے لئے قرآن و رسول ﷺ کی جن تعلیمات کو اُجاگر کرنا چاہتی ہوں

وہ میں انسان کے حقوق وفرائض جن سے لاعلمی اور اُن کی افراط وتفریط کے باعث آج معاشرہ میں سنگین مسائل جنم لے رہے ہیں۔ میری ناقص عقل جہاں تک کام کرتی ہے کہ خالقِ حقیقی نے انسانوں کو اشرف المخلوقات' عاقل حیوان اور فی احسن تقوم بنا کر ذمہ دارانہ زندگی بسر کرنے کی صلاحیت بخشی تو اُن کے ذمہ کچھ تو اپنے حقوق رکھے۔ کچھ اس کے نفس کے حقوق عائد کئے کچھ اُن کے آپس کے' پھر بعض کے حقوق بعض پر رکھے۔ نیز عام مخلوقاتِ الٰیہ کے حقوق بھی انسان کی ذمہ داری بنا دیئے۔

حقوق اللہ میں پہلا حق تو یہ ہے کہ......

لا تشرک باللہ ط ان الشرک لاظلم عظیم۔

یعنی اللہ کی ذات وصفات اس کی قدرت واختیار' اس کی عبادت میں کسی دوسرے کو شریک نہ بناؤ کیونکہ شرک بہت بڑا ظلم ہے۔

اللہ تعالیٰ کا دوسرا حق اس کی عبادت ہے۔ عبادت بھی وہ جس میں والہانہ شیفتگی' عاجزی' فدویانہ گرویدگی' غلامانہ تندہی' بے عذر بندگی' مخلصانہ حاضر باشی اور وفادارانہ جانثاری شامل ہو۔ تاکہ ذوقِ عبادت کی تکمیل ہو سکے اور اس کے لئے کچھ اعمال مقرر فرمائے جس کا اظہار سورت البقرہ پارہ 2 آیت 177 میں اس طرح ہوتا ہے۔

لیس البر ان تولوا وجوھکم قبل المشرق و المغرب ولکن البر من ءامن باللہ والیوم الاخر والملٰئکۃ والکتٰب والنبین و اتی المال علٰی حُبہٖ ذوی القربٰی والیتٰمٰی والمسٰکین وابن السبیل والسآئلین وفی الرقاب وأقام الصلوٰۃ وءاتی الزکوٰۃ والموفون بعھدھم إذا عٰھدوا صلے والصٰبرین فی البأسآءِ والضرآءِ وحین الباس أُولٰئک الذین صدقوا صلے وأُولٰئک ھم المتقون

کچھ سارا کمال اُسی میں نہیں (آ گیا) کہ تم اپنا منہ مشرق کو کر لو یا مغرب کو۔ لیکن (اصلی) کمال تو یہ ہے کہ کوئی شخص اللہ تعالیٰ پر یقین رکھے اور قیامت کے دن

Marfat.com

پر اور فرشتوں پر سب کتب (سماویہ) پر اور پیغمبروں پر اور مال دیتا ہو اللہ کی محبت میں رشتہ داروں کو اور یتیموں کو اور محتاجوں کو اور (بے خرچ) مسافروں کو اور سوال کرنے والوں کو اور گردن چھڑانے میں اور نماز کی پابندی رکھتا ہو اور زکواۃ بھی ادا کرتا ہو۔ اور جو اشخاص (ان عقائد و اعمال کے ساتھ اخلاق بھی رکھتے ہوں کہ (اپنے عہدوں کو پورا کرنے والے ہوں جب عہد کرلیں اور وہ مستقل رہنے والے ہوں تنگدستی میں او ربیماری میں اور قتال میں یہ لوگ ہیں جو سچے (کمال کے ساتھ موصوف) ہیں اور یہی لوگ ہیں جو (سچے) متقی (کہے جاسکتے) ہیں۔

ان متقین کے لئے ان کے نفس کے حقوق بھی متعین کئے گئے۔ تاکہ معاشرہ میں اعتدال قائم رہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ......

یاایھاالذین آمنو علیکم انفسکم۔

یعنی اے مومنو! تم ذمہ دار اپنی جانوں کے ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی تاکید فرمائی کہ......

لنفسک علیک حق۔

تمہارے نفس کا بھی تم پر ایک حق ہے۔

چنانچہ ہم دیکھتے ہیں خودکشی حرام ہے۔ روزہ میں سحری کھانے کی تاکید ہے۔ ریاضیات و مجاہدات میں تکلیف اُٹھانا منع۔ مالی استطاعت رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی بخشی ہوئی جائز و حلال نعمتوں سے جو جائز طریقوں سے حاصل کی جائیں بلاوجہ اپنے آپ کو محروم کرنا تعلیمات اسلامی کے خلاف ہیں۔

آپس کے حقوق میں والدین کے ساتھ حسن سلوک کو مقدم قرار دیا۔ جس کا حکم واضح طور پر قرآن کریم میں موجود ہے۔ والدین کی بات ماننے کو فرض اور اُن کی نافرمانی سے اُنہیں دکھ پہنچانے سے منع کیا گیا ہے۔ ان کے ساتھ احسان وحسن سلوک کی بار بار تاکید فرمائی گئی۔ سورت البقرہ پارہ 1 کی آیت 83 میں ہے کہ......

وبالوالدین احساناً وذی القربیٰ

Marfat.com

والیتمیٰ والمسٰکین وقولوا للناس حُسنا واقیموا الصلوٰة وءاتوا الزکوٰة۔

اور والدین رشتے دار یتیموں اور مسکینوں سے اچھا برتاؤ کرو گے اور لوگوں سے اچھی طرح بات کرنا' نماز قائم کرنا اور زکواۃ ادا کرنا۔

سورۃ البقرہ میں آگے پارہ 2 آیت نمبر 180 میں فرمایا گیا۔

کتب علیکم اذا حضر احدکم الموت إن ترک خیرًا ن الوصیة للوٰلدینوالأ قربین بالمعروف صلے حقًا علی المتقین

تم پر لازم کیا جاتا ہے کہ جب تم میں سے کسی کی موت آ پہنچے تو' اگر وہ پیچھے مال چھوڑ رہا ہے' والدین اور رشتہ داروں کے لئے دستور کے مطابق وصیت کرے۔ یہ خدا سے ڈرنے والوں پر ایک ذمہ داری ہے۔

چنانچہ بعد از موت بھی والدین کے حقوق کی نگہداشت اولاد پر فرض ہے۔

دوسرے اہم درجہ پر زن وشوہر کے باہمی حقوق ہیں۔ ارشادِ ربانی ہے۔ کہ......

ولھُن مثل الذی علیھن۔

یعنی عورتوں کا حق بھی مردوں پر اسی کے مانند ہے جیسا کہ مردوں کا حق عورتوں پر ہے۔ لیکن...

وللرجال علیھن درجه۔

البتہ مردوں کو اُن پر ایک درجہ فضیلت حاصل ہے۔ قرآن حکیم میں جابجا اس کی وجہ بیان کی گئی ہے کیونکہ وہ مہر ادا کرتا ہے اور نان نفقہ کی ذمہ داری اپنے سر لیتا ہے اور ان خصوصی ہدایات کے ساتھ اُسے یہ رعایت دی گئی ہے۔ (وعاشروھن بالمعروف) اُن کے ساتھ بہتر طریقے سے بسر کرو اور انہی مردوں کی تعریف کی گئی جو اپنے اہل وعیال کے لئے بہتر ہے۔ اور جو اپنے اہل وعیال کے ساتھ برا ہے اسلام میں اُسے بھی برا گردانا گیا ہے۔

انسانی حقوق میں ایک اور منزل اہل قرابت کے حقوق کی ہے۔ قرآن حکیم کی رو سے "وَاٰت

ذالقربیٰ حقہ "۔(اہل قرابت کو اِن کا حق ادا کرو)۔اہل قرابت کا حق صرف یہی نہیں کہ محتاج ہو تو حاجت روائی کردی۔ بلکہ ان سے محبت کی رسم وراہ قائم رکھنا برے بھلے میں اُن کی خبر گیری کرتے رہنا۔ خوشی، دکھ درد میں ان کے کاموں میں ہاتھ بٹانا۔اُن کو تسلی دینا اور جس قسم کی مدد کے حاجت مند ہوں حتی الوسع اُن کی مدد کرنا اُن کو برے کاموں سے روکنا اور نیک کرداری کی طرف مائل کرنا۔مالی اعانت میں اسلامی حدود کا خیال رکھنا۔یعنی اپنے مال کی حد تک تو مدد جائز بلکہ احسن ہے لیکن حکومت کی عہدیداری کے بل بوتہ پر یا حکومتی خزانہ سے ناجائز معاونت خیانت میں شمار ہوگی جیسا کہ سورۃ النحل پارہ 14 آیت 90 میں ہے کہ......

اِن اللہ یامر بالعدل والاحسن وایتای ذی القربیٰ وینھیٰ عن الفحشآءِ والمُنکر والبغی بعظکم لعلکم تذکرونَ

بیشک اللہ انصاف، نیک سلوک اور رشتہ دار کو دینے کا حکم دیتا ہے،اور بے حیائی اور ناپسندیدہ بات اور سرکشی سے منع کرتا ہے۔وہ تمہیں تنبیہ کرتا ہے کہ شاید تم نصیحت حاصل کرو۔

رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کو صلہ رحمی۔ پڑوسیوں کو خوش رکھنا اہل جنت کی نشانی۔ اور پڑوسیوں کی ناخوشی اہل دوزخ کی نشانی بتائی گئی۔ مسلمان اپنے فرائض سے بری الذمہ نہیں ہوجاتا بلکہ انسانی تعلقات کی رو سے تعلقات کی جتنی اقسام ہوسکتی ہیں فردِ اُمت مسلمہ کی حیثیت سے اُن کے حقوق کی ذمہ داری بھی ڈالی گئی۔یعنی۔انما المومنون اخوۃ۔

اسلام نے ذمی کفار، مشرکین حربی دشمن کے حقوق کا بھی خیال رکھا۔مسلمانوں پر باہمی تعاون کی ذمہ داری ڈال کر بھی انہیں ایک دوسرے سے قربت حاصل کرنے کا حکم دیا اور ہر مسلمان کو اُن کی ادائیگی کا اِن الفاظ میں حکم دیا گیا۔

ترجمہ:۔ تم سب اللہ کی بندگی کرو۔اُس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ۔ماں باپ کے ساتھ نیک برتاؤ کرو۔قرابت داروں اور یتیموں و مسکینوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ۔اور پڑوسی رشتہ دار سے اجنبی ہمسایہ سے پہلو کے ساتھی سے اور مسافر سے اور اُن لونڈی غلاموں سے جو تمہارے قبضہ میں ہوں احسان کا

معاملہ رکھو۔

انہی قرآنی تعلیمات کی تکمیل کے لئے خاتم النبین کو مبعوث کیا گیا۔ جس کا اظہار اس حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوتا ہے۔

لعبثت مکارم الاخلاق۔ یعنی میں اس لئے مبعوث ہوا ہوں کہ اخلاقی بزرگیوں کو انتہاء تک پہنچا دوں۔ آپ ﷺ نے قرآنی ہدایات کی روشنی میں قرآنی احکامات کی زبانی و عملی تعلیم دی۔ جس کی ایک نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ ان کا رشتہ زندگی کے ہر شعبہ سے قائم ہے۔ چنانچہ انسانی معاشرہ کی بنیاد دو چیزوں پر قائم کی گئی۔ مذہب اور خاندان۔

مذہب کی بنیاد توحید پر رکھی یعنی صرف اللہ کو رب اور قانون دینے والا مانا جائے اور دوسروں کے لئے اس میں کسی طرح کی حصہ داری نہ ہو۔ نظامِ معاشرت کو اس حد تک مضبوط کیا کہ مسلمانوں میں خاندانی نظام اور خاندان کی گرفت آج تک مضبوط ہے۔ اس کے لئے معاشرہ کے دو اہم کرداروں عورت اور مرد کے حدودِ کار فرائض و حقوق متعین کئے گئے۔ مرد کو خاندان کے معاش، تمدنی زندگی اور معاشرہ کی سیاسی زندگی کا نگراں مقرر کیا گیا اور عورت کو گھریلو زندگی، بچوں کی تربیت، نشو ونما اور ان کی تعلیم اور دوسری ضروریات کا نگہبان مقرر کیا گیا۔

مرد اور عورت کے ازدواجی تعلقات کا مقصد محض تعیش اور تسکین نفس نہیں بلکہ یہ تعلق ایک تمدنی فریضہ قرار دیا۔ نکاح کو سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم بتایا گیا جس سے نسل انسانی کا تحفظ مطلوب ہے۔ قرآن حکیم میں عورت کے لئے ''حرث'' یعنی کھیت کا لفظ استعمال کیا گیا جس طرح ایک کھیت کے دامن سے ایک خاص تربیت اور عمل سے فصل تیار ہو کر نکلتی ہے اسی طرح صنف نازک کے دامن سے بھی نسل انسانی کو پاکیزہ اور مکمل طور پر تیار ہو کر نکلنا ہے۔ اس کے ساتھ اسلامی نظام میں فلاح و تقویٰ کے معاملہ میں عورت مرد کے ساتھ برابر کی حصہ دار ہے۔ جیسا کہ سورہ الاحزاب کی آیت 35 کا ترجمہ ہے کہ......

''بالیقین جو مرد اور عورتیں مسلم ہیں، مومن ہیں، مطیع ہیں۔ راست باز ہیں، صابر ہیں اللہ کے آگے جھکنے والے ہیں۔ صدقہ دینے والے ہیں۔ روزے رکھنے والے ہیں۔ اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ کو کثرت سے یاد کرنے والے ہیں اللہ نے ان کے لئے مغفرت اور بڑا اجر مہیا کر رکھا ہے''۔

Marfat.com

حتیٰ کہ قرآن نے اس بات کی بھی تردید کی کہ عورت اولین گناہ کا سبب بنی یا صنف نازک انسانی نقطہ نظر سے مرد کے مقابلہ میں کمتر ہے یا وہ کوئی ناگزیر برائی ہے۔ بلکہ اسلام میں اسے وہ تمام حقوق دیئے گئے جو عیال اللہ کے لئے قرآن وسنت سے واجب ہیں۔ ان حقوق کے ساتھ جو چار حیثیتیں اسے دی گئی ہیں ان میں بالترتیب بیٹی، بہن، بیوی اور ماں کا درجہ دیا گیا اور ساتھ ہی بٹی اور بہن کی حیثیت سے اس کی تربیت کے عمل میں اطاعت، خدمت گزاری، پاک نفس، پاک باطن اور خاندان کی عزت کی محافظت کا خیال رکھا۔ اور جب وہ معاشرہ میں بیوی اور ماں کی حیثیت سے نمودار ہوتی ہے تو ایثار وقربانی کے ساتھ اصلاح معاشرہ کا فریضہ بھی انجام دیتی ہے بلکہ میرے نزدیک تو بیوی اور ماں کی حیثیت ہی وہ حیثیت ہے جہاں عورت کو اپنی فطری صلاحیتوں کو بروئے کار لانے کا بہترین موقع ملتا ہے۔ نظام اسلام میں ہر شخص اپنی اپنی جگہ اپنی اپنی رعایا کا نگراں وہ حاکم ہے۔ شوہر اپنے اہل وعیال کا۔ بیوی شوہر کے گھر کی اس کی اولاد کی۔ معلم اپنے شاگردوں کا۔ آقا اپنے غلاموں کا اور غلام اپنے متعلقہ کاموں کا۔ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ تم میں سے ہر شخص نگہبان ہے اور ہر شخص سے اس کی زیر نگرانی اشخاص کے متعلق سوال ہوگا لیکن عورت کی وہ حیثیت جس نے اسے اولاد کیلئے جنت کے حصول کا شرف بخشا جس کیلئے قرآن حکیم میں ارشاد ہوا......

ووصینا الانسن بوٰلدیہ حملتہ اُمّہ وھناً علی وھن وفصلہ فی عامین ان اشکرلی ولوٰلدیک الی المصیر۔

اور ہم نے انسان کو اس کے والدین کے متعلق تاکید کی ہے...... اس کی ماں کمزوری پر کمزوری برداشت کر کے اسے اُٹھائے ہوئے پھرتی ہے اور اس کا دودھ چھڑانا دو سالوں میں ہوتا ہے...... یہ کہ "میرا شکر کر اور اپنے والدین کا۔ واپسی میری طرف ہی ہوگی۔

آج حیاتیاتی سائنس بھی اس بات کی تصدیق کرتی ہے کہ نو ماہ شکم مادر میں پرورش پانے والا بچہ اس دوران ماں کے خیالات وافکار اور اُس کے اعمال سے اثر پذیر ہوتا ہے۔ گویاں ماں ہی وہ ہستی ہے جو قبل از پیدائش ہی اپنے نقوش بچے کی شخصیت پر ثبت کر دیتی ہے اور پیدائش کے بعد بھی جو پہلی گود کسی بچے کو نصیب

Marfat.com

ہوتی ہے وہ ماں کی گود ہے۔ موضوع کے تمام تر فکری اور منطقی جائزہ کے بعد جو نتیجہ نکلتا ہے وہ یہ کہ عورت ہی وہ ہستی ہے جو ہر روپ اور خصوصاً ماں کے روپ میں کسی بھی انسان کی زندگی کے ایک بڑے حصے پر غالب نظر آتی ہے اس میں مرد عورت کی تخصیص نہیں ہے۔ چنانچہ اس موقع پر میں یہ کہنے کی جسارت کرتی ہوں کہ انسانی شخصیت فکر و عمل کا مجموعہ ہے جو ایک دوسرے کے لئے لازم و ملزوم ہیں۔ جس طرح گندم بونے سے گندم اور جو بونے سے جو ہی حاصل ہو سکتی ہے اسی طرح غلط فکر غلط عمل ہی کو جنم دے سکتا ہے اور صحیح عمل کے لئے صحیح فکر لازمی و ابدی ہے۔ گویا اگر کسی انسان کے فکر کی تطہیر ہو جائے اور فاسد خیالات و غلط افکار و نظریات کو اس کی جڑوں سے اُکھاڑ دیا جائے تو غیر صالح اعمال اور ناقص عادات و اطوار آپ سے پت جھڑ کے پتوں کی طرح جھڑتے چلے جائیں گے اور صحیح فکر کی جڑیں ذہن انسانی میں راسخ ہو جائیں تو اعمال صالحہ اور اخلاق حسنہ کے برگ و بار خود بخود نمایاں ہو جائیں۔ عمل کی اسی راستی کو قرآن حکیم حسنات قرار دیتا ہے۔ اس لئے ایک صالح ماں ہی معاشرہ میں پھیلی ہوئی برائیوں کی راہیں مسدود کر سکتی ہے۔

خلاصہ یہ ہوا کہ دورِ جدید کے تقاضوں سے نمٹنے کے لئے ہمیں ایسی عورت کی ضرورت ہے جس کی تعلیم و تربیت قرآن و سنت کی روشنی میں ہوئی ہو۔ اگر اس کی فکر کا قبلہ درست ہوگا تو اس کی نگرانی میں پرورش پانے والی نسل کا قبلہ خود بخود درست ہو جائے گا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ تخم ریزی سے قبل ضرورت اس امر کی ہوتی ہے کہ زمین کو تخم قبول کرنے اور پودے کی پرداخت و پروان کا اہل بنانے کے لئے اس کی صفائی ترائی اور نرائی کی جائے تا کہ پودا درخت بن کر ثمر بار ہو سکے اسی طرح انسان کے ذہن و فکر کی تطہیر بھی ناگزیر ہوتی ہے۔ بصورت دیگر آلودہ اور کثیف ذہن اس سنگلاخ زمین کی طرح ہوتا ہے جس پر ابر باراں برستا تو ہے لیکن بے سود۔ کیونکہ نہ تو اس میں پانی جذب ہونے کی صلاحیت ہوتی ہے اور نہ تخلیقی اہلیت۔ پانی برستا ہے اور بہہ جاتا ہے۔ سنگلاخ زمین اسی طرح بنجر و بے آب و گیاہ رہ جاتی ہے۔ چنانچہ اسلامی تعلیمات کی رو سے عورت ہی وہ مکمل ادارہ ہے جو تشکیل انسانیت، تعمیرات انسانیت اور تہذیب انسانیت کے لئے معتبر و مکمل سمجھا گیا ہے۔ بچہ بہت معصوم ہوتا ہے۔ جس طرح پھول کہیں کھلے اپنی خوشبو سے سب کو نوازتا ہے۔ اسی طرح بچہ اس خالی گلاس کی مانند ہے کہ جس کی اچھائی و برائی کے بارے میں کوئی واقف نہیں ہوتا اس کے لئے اچھے اور برے ہونے کا انحصار اس کے مظروف پر ہوتا ہے۔ پانی کا گلاس ہے تو صاف شفاف زندگی کا ضامن، خدانخواستہ شراب سے بھرا جام یا پھر زہر کا پیالہ جو زندگی چھینتا ہے۔ یہ ہم پر منحصر ہے کہ ہم اسے کس سے

Marfat.com

بھرتے ہیں زم زم کے مقدس پانی سے بھریں تو پاکیزہ تر زہریلی اور حرام شے سے بھریں گے تو زہر ہلاہل اور ہمیں یقیناً اپنے بچوں کو زم زم کا گلاس بنانا ہے۔ جس کے لئے شریعت مطہرہ کے بتائے ہوئے اصولوں کے مطابق اپنے بچوں کی تربیت کرنا ہوگی کیونکہ یہی دورِ جدید کا تقاضا اور ضرورت ہے! اس امر کا اعلان قرآن حکیم میں اس طرح کیا گیا ہے۔ سورۃ البقرہ پارہ 2 آیت 152۔

فاذکرونی اذکرکم واشکروالی ولاتکفرون۔

اس فرمان الٰہی کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس لئے آیاتِ قرآنی پڑھ کرسناتے اُن کا تزکیہ فرماتے تاکہ اُمت کے ذہن وفکر تمام آلودگیوں سے پاک ہوجائیں۔ کتاب وحکمت کے ساتھ ان چیزوں کی تعلیم دیتے جو دنیائے انسانیت کے لئے فلاح واصلاح کا باعث بن سکیں اور جب فکر انسانی کی تطہیر ہوئی تو ایسی کہ صدیوں کی کثافت دور ہوتی چلی گئی اور فکر انسانی نے جلا پائی۔ ایسا جذبہ حریت پیدا ہوا کہ حرص وہوس کی جگہ ایثار وقناعت۔ غیض وغضب کی جگہ محبت وشفقت اور امتیاز ماوتو کی جگہ مساوات واخوت کی اعلیٰ اقدار اسلامی معاشرہ کی روزمرہ زندگی میں رچ بس گئیں۔ آج اس افراتفری اور نفانفسی کے دور میں ان تمام اوصافِ حمیدہ کی تجدید کی اشد ضرورت ہے۔ اس کے لئے اجتہاد کی ضرورت ہے اور یہ اجتہاد اگر گھر سے جنم لے تو حسنؓ اور حسینؓ جیسی عظیم القدر شخصیات آج بھی جنم لے سکتی ہیں۔ اس لئے والدین جہاں بچوں کی شکم سیری کے لئے جدوجہد کرتے ہیں وہاں اُن کی روحانی غذا بھی فراہم کریں کہ اُن کے زیرِ تربیت بچے معاشرہ کی بھٹکی ہوئی بھیڑ نہ بن جائیں بلکہ معاشرہ کی کالی بھیڑوں کا صفایا کرنے کی جرأت رکھتے ہوں۔ اس لئے عورت کی ذمہ داری اپنے گھر کی خشت اول کو سنوارنا ہے۔ جس کے لئے اس کو خود اپنی اصلاح کرنا ہوگی۔ تاکہ اُمت مسلمہ میں موجود انحطاط کو روکا جاسکے۔ اس کے لئے بچوں کو ایثار سکھائیں کہ حقوق اللہ کی ادائیگی ایثار کی متقاضی ہے۔ یہی ایثار حقوق العباد کی ادائیگی میں انسان کو راہِ ہدایت دکھاتا ہے۔ بچوں کو شعائر اسلامی کا پابند بنائیں۔ قرآن حکیم نے جہاں حقوق والدین پر زور دیا ہے وہیں والدین پر بھی فرض ہے کہ وہ ان کے حقوق ادا کریں اور اولاد کا حق ہے اس کی بہترین تربیت کی جائے اس کے لئے اولاد کو ملکیت نہ سمجھا جائے۔ بلکہ اس کی شخصیت کا احترام ملحوظ رکھا جائے۔ محبت وشفقت کا برتاؤ ہی اسے ایک بہترین فرد بننے کا موقع دے گا۔

محبت وشفقت کے ساتھ اخلاقیات کی تعلیم بھی خاندانی اکائی کو قائم رکھنے کے لئے ضروری ہے نئی

نسل میں راتوں رات امیر بننے کے رجحان نے رشوت' منافع خوری' منشیات کے دھندے' چور بازاری کو جنم دیا ہے۔ لین دین اور معاملاتِ زندگی میں جھوٹ غلط بیانی و ریا کاری نے معاشرہ کو بے اطمینانی کی راہ دکھائی ہے۔ بے جا اسراف' جاہلانہ رسم و رواج بے جا غرور نے گلیوں اور نالیوں میں منہ دیئے منشیات کے عادی نوجوانوں کو جنم دے کر گھروں کو تباہ کر دیا ہے۔ چنانچہ آج کا معاشرہ متقاضی ہے کہ ان سب معاشرتی برائیوں کے خلاف اجتہادانہ قدم بڑھایا جائے۔ اور یہ عورت ہی کی ذمہ داری ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے عورت کے اندر ایثار و قربانی' شفقت و مروت ہمدردی اور رحم دلی کے وہ جذبات رکھے ہیں جو ایک صحت مند اسلامی معاشرہ کے قیام کے لئے ضروری ہیں اور جب کوئی بچہ ایسی صاف و شفاف گود میں پرورش پاتا ہے تو صرف اس ایک فرد کی طاقت ہی بعض اوقات معاشرے سے بداعمالی کا صفایا کر دیتی ہے۔ اس لئے آج کے دور میں عورت کی ذمہ داری اجتہاد ہے۔ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے جس نے بھی کسی اچھی روایت کی بنیاد رکھی اسے اس کا اجر ملے گا اور جو اس پر قیامت تک عمل کرے گا اس کا اجر بھی۔ گویا اچھی روایت قائم کرنا بھی اسلامی معاشرت کی بقاء کا ضامن ہے۔ اگر آج ہم میں سے ایک عورت بھی اجتہاد کرتی ہے تو وہ طاغوتی قوتیں جن کی وجہ سے بحیثیت مسلمان ہم میں جذبہ اسلامی مفقود ہو رہا ہے جنہوں نے ہمارے معاشرہ کو صبغۃ اللہ کی منزل سے دور کر دیا ہے وہ اپنی موت آپ مر جائیں گی اور ایک گھر کا سکون' اطمینان و استحکام ایک محلہ اور ایک شہر کا سکون بن کر پورے ملک میں سکون اطمینان اور استحکام کا باعث بن سکتا ہے اس لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ خواتین اس شعر کی تفسیر بن جائیں۔

مزرعِ تسلیم را حاصل بتولؓ

مادراں را اسوۂ کامل بتولؓ

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

اهدنا الصراط المستقيم صراط الذين انعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين۔

(آمین)

اللهم صلى على سيدنا مبارك وسلم

......☆......

Marfat.com

دُ

☆... اے رب ... صدقے ...
فرما۔

☆... یا ذوالجلال والا ... پنی خاص رحمتوں کی برسات ہمیں، ہمارے گھر اور ہمارے اہل و عیال
نازل فرما۔

☆... اے رحمٰن و رحیم تو ... کل۔ تو رزاق تو کریم ہے۔ ہمارے رزق میں زیادتی، فراوانی اور بر
کرنا ہمیں ہر قسم کی محتاجی سے بچا لے۔

ہمیں اچھا کر دے۔ ہمیں سچا کر دے ہمیں نیک بنا دے۔ گناہوں کو کرنا ہم سے دشوار کر دے۔

☆... اے ربِّ دو جہاں ہمارے گھروں کو نظر بد اور جادو کے اثرات سے بچا ... ہمارے دینی اور دنیو
میں اضافہ فرما۔

☆... اے التواب الرحیم ہماری توبہ کو قبول فرما لے۔ ہمیں عذاب قبر عذاب حشر سے بچا اور رسول اللہ
شفاعت نصیب فرما۔ حوض کوثر نصیب فرما۔ حج اور عمرے کی سعادت نصیب فرما۔ ہمیں ان لو
میں شامل کر جن پر ترا انعام نازل ہوا۔ ان سے بچا جن پر ترا غضب نازل ہوا۔

☆... اے رحمٰن برے دن، بری گھڑی اور ناگہانی آفات و مصیبت سے بچا۔ تو ہم سب سے راضی ہو

☆... اس کتاب کو ترتیب دینے، تیاری سے اشاعت کے تمام مراحل تک اور پڑھنے، لکھنے والوں او
مدد کرنے والوں پر اپنی خاص رحمتیں نازل فرما اور اجر و نیکی کا سبب بنا۔ دین اسلام، پاکستان ا
سب کی حفاظت فرما۔ آمین ثم آمین۔

............شمیم کوثر............

ربنا تقبل منا انک انت سمیع العلیم

Marfat.com

تعلیماتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

(اظہارِ عقیدت)

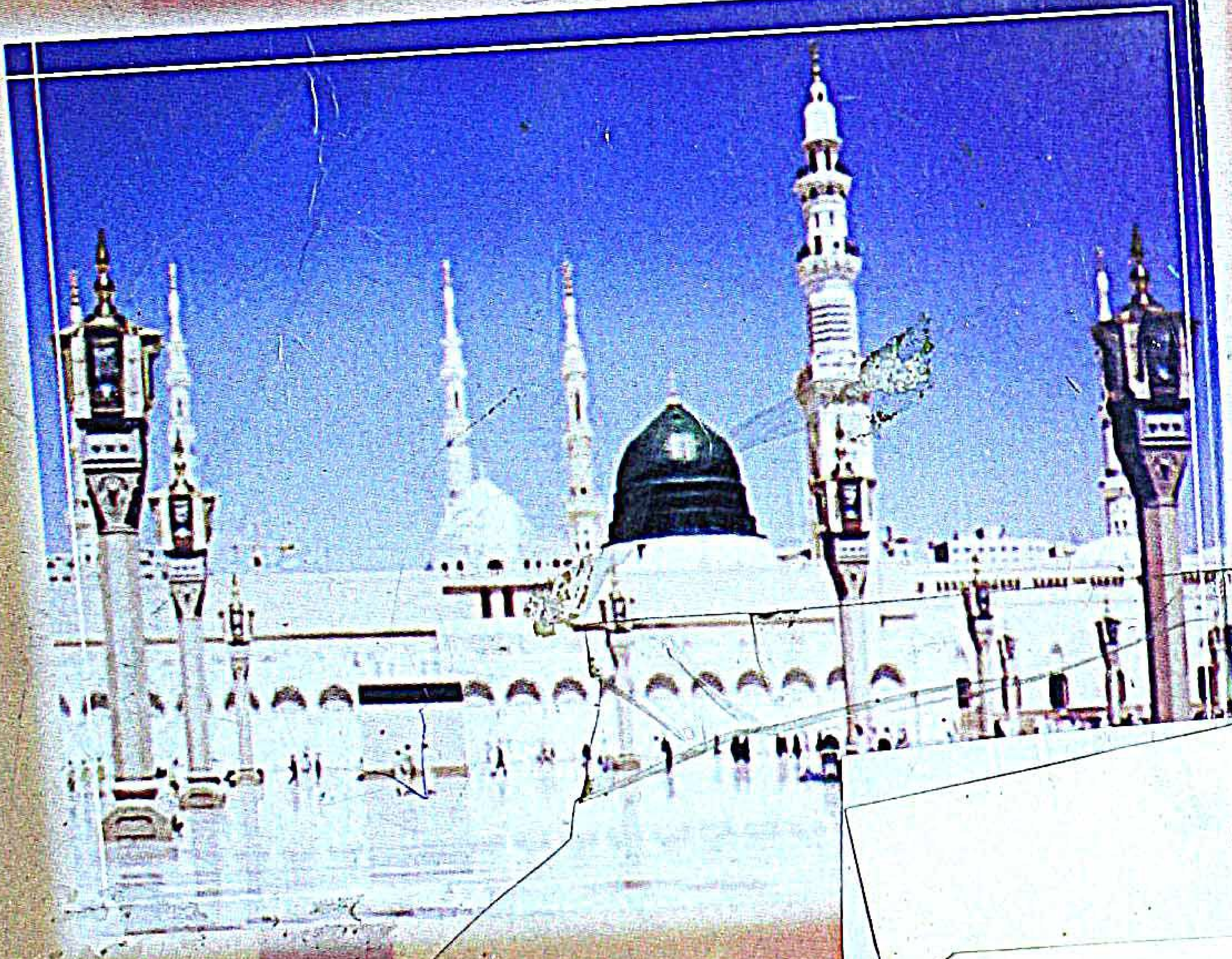

Marfat.com